415

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 8-مارچ 2007

1۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2۔ سوالات (محکمہ جات سماجی بہبود، بیت المال اور اطلاعات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا جائے گا)

مسودہ قانون (ترمیم) مالیہ اراضی پنجاب مصدرہ 2006

417

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا اٹھائیسواں اجلاس

جمعرات، 8-مارچ 2007

(یوم الخمیس، 18- صفر المظفر 1428ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 5 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری محمد افضل ساہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم o

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ o

اِنَّ الَّذِيۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا تَتَنَزَّلُ عَلَيۡهِمُ
الۡمَلٰٓـئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوۡا وَلَا تَحۡزَنُوۡا وَاَبۡشِرُوۡا بِالۡجَنَّةِ الَّتِىۡ كُنۡتُمۡ
تُوۡعَدُوۡنَ ﴿30﴾ نَحۡنُ اَوۡلِيٰٓؤُكُمۡ فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا وَفِى الۡاٰخِرَةِ
وَلَـكُمۡ فِيۡهَا مَا تَشۡتَهِىۡۤ اَنۡفُسُكُمۡ وَلَـكُمۡ فِيۡهَا مَا تَدَّعُوۡنَ ﴿31﴾
نُزُلًا مِّنۡ غَفُوۡرٍ رَّحِيۡمٍ ﴿32﴾

سُوۡرَۃُ حٰمٓ السجدۃ آیات 30 تا 32

جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر وہ اس پر قائم رہے، ان پر فرشتے اتریں گے اور کہیں گے کہ نہ خوف کرو اور نہ غمناک ہو اور بہشت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے خوشی مناؤ (30) ہم

دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے دوست تھے اور آخرت میں بھی تمہارے رفیق ہیں اور وہاں جس نعمت کو تمہارا جی چاہے گا تم کو ملے گی اور جو چیز طلب کرو گے تمہارے لئے موجود ہو گی (31) یہ بخشنے والے مہربان کی طرف سے مہمانی ہے (32)

وما علینا الا البلاغo

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج محکمہ جات سماجی بہبود، بیت المال اور اطلاعات سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ عظمیٰ بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔ آج 8-مارچ ہے جس کو ہم "وومن ڈے" کے حوالے سے یاد کرتے ہیں تو اس حوالے سے میں اس ایوان میں چند گزارشات کرنا چاہتی ہوں۔ چونکہ میں سمجھتی ہوں کہ آج جتنی خواتین اس ایوان میں بیٹھی ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ پلیز تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح محترمہ فرما رہی ہیں کہ آج خواتین کا دن ہے تو ہماری طرف سے کچھ خواتین resolution move کرنا چاہ رہی ہیں تو میرے خیال میں یہ آپس میں مل کر طے کر لیں اور مجھے بھی بتا دیں اور آپ اس کا وقت طے کر دیں پھر یہ جتنی مرضی بات کر لیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی، ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے حکومت کی توجہ ایک بڑے ہی اہم مسئلے کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ پچھلے تین مہینے سے اردو بازار کے تاجران نے مسلسل ہڑتال کی ہوئی ہے اور ان کا مسئلہ بہت genuine ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے ایک بہت اچھا کام کیا کہ tenth class تک لوگوں کو مفت کتابیں فراہم کیں اور اسی ہاؤس میں گاہے بگاہے یہ ہوتا رہا ہے اور میں نے بھی دو دفعہ یہ کہا ہے کہ طالب علموں کو وقت پر کتابیں میسر نہیں آتیں اور جب سیشن شروع ہوتا ہے انہیں کتابیں نہیں دی جاتیں۔ اب یہ ہوا ہے کہ محکمہ تعلیم نے ملی بھگت کر کے۔۔۔

جناب سپیکر: بگو صاحب! آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر تو valid نہیں ہے۔ آپ ایسا کریں کہ آپ ایجوکیشن منسٹر صاحب یا پارلیمانی سیکرٹری اور اگر دونوں نہیں ہیں تو لاء منسٹر صاحب سے ان کے چیمبر میں بات کر لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ملک محمد احمد خان صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: محترم بگو صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر کے جواب میں آپ نے ان سے کہا ہے کہ آپ لاء منسٹر صاحب سے ان کے چیمبر میں مل لیں۔ میں اس سلسلے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب آپ کی چیئر کی طرف سے یہ فیصلہ ملے گا کہ اس میں لاء منسٹر صاحب ایک کمیٹی کو device کر دیں جو کہ ان سے ہماری بات already ہو چکی ہے۔ ان کا اصل issue excise duty والا تھا وہ ہم نے demise کروا دیا ہوا ہے۔ اردو بازار کی پوری یونین اور اس کے ساتھ 663 پبلشنگ ہاؤسز ہیں اور اس کے ساتھ تقریباً 6 لاکھ افراد کا روزگار منسلک ہے۔ اس میں ہماری صرف اتنی humble گزارش ہے کہ یہ جو ٹینڈر سسٹم رائج کیا گیا ہے، ٹیکسٹ بک بورڈ اور اردو بازار کی یونین کو بلا کر لاء منسٹر صاحب نے یہ حکم دیا تھا کہ آج ایک کمیٹی تشکیل دے دیتے ہیں جس کو آپ چیئر کر لیں، دو ممبران اپوزیشن سے آجائیں، دو ٹریژری بنچز سے آجائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ ٹھیک ہے ایسے ہی کر لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب! یہ فیصلہ چیئر کی طرف سے دے دیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب سپیکر! جی، ٹھیک ہے۔ Thank you very much.

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ مسلسل کئی روز سے اخبار کے اندر یہ خبر آ رہی ہے اور اس میں کسان بورڈ اور انجمن کاشتکاران کی طرف سے احتجاج آ رہا ہے کہ پنجاب کے اندر عرصے سے جو مارکیٹ کمیٹیاں قائم تھیں جو کسانوں کے مفادات کا تحفظ کرتی تھیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ مخصوص شوگر ملوں کو مفاد دینے کے لئے کیا جا رہا ہے اس سلسلے کو نہ کیا جائے بلکہ ہاؤس کو اس میں اعتماد میں لیا جائے۔

سوالات

(محکمہ جات سماجی بہبود، بیت المال اور اطلاعات)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! یہ پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے۔ جی، تشریف رکھیں۔ وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں پہلا سوال سید احسان اللہ وقاص کی طرف سے ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! On his behalf

جناب سپیکر: جی، On his behalf ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! Question No. 6002

بند روڈ لاہور پر قائم دار الامان سے متعلقہ تفصیلات

*6002: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بند روڈ پر حکومت پنجاب خواتین کے لئے سماجی بہبود کا ایک ادارہ "دار الامان" قائم کر رہی ہے، جس کی بلڈنگ کی تعمیر جون 2003 میں مکمل ہو چکی ہے لیکن تاحال اس ادارے نے کام شروع نہیں کیا ہے؟

(ب) اس ادارہ کے لئے کتنے ملازمین کس کس گریڈ میں کام کرنے کے لئے ملازم رکھے جا رہے ہیں ان میں خواتین کی تعداد کیا ہے؟

(ج) حکومت اس ادارہ میں مقدمات کا سامنا کرنے والی تشدد اور دیگر گھریلو مسائل میں الجھی ہوئی خواتین کے مسائل کے حل کے لئے کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اس کے لئے کیا وکلاء اور ماہرین نفسیات کی خدمات بھی حاصل کی گئی ہیں؟

وزیر سماجی بہبود:

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ ضلعی حکومت لاہور نے محکمہ سماجی بہبود کے اشتراک سے قائم کیا ہے اور اس ادارے نے اگست 2003 سے کام شروع کر دیا ہے۔

(ب) اس ادارے میں رکھے جانے والے ملازمین کی تعداد اور ان کے گریڈ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1- One Superintendent (BS-17)
2- Assistant Cum Accountant (BS-11)
3- Two Handicraft Teacher (BS-8)
4- Religious Instructor (BS-8)
5- Driver (BS-4)
6- Two Nib Qasid (BS-1)
7- Chowkidar (BS-1)
8- Sweeper (BS-1)

کوشش کی جا رہی ہے کہ سوائے چند ضروری اسامیوں کے جن میں چوکیدار اور اکاونٹنٹ وغیرہ شامل ہیں باقی تمام اسامیوں پر خواتین کو تعینات کیا جا رہا ہے۔

(ج) اس ادارے میں مقدمات کا سامنا کرنے والی تشدد اور دیگر گھریلو مسائل میں الجھی ہوئی خواتین کی مکمل رہنمائی کی جا رہی ہے۔ علاوہ ازیں ادارے کی Management Committee میں مصروف وکلاء ڈاکٹر اور سماجی کارکن شامل کئے گئے ہیں جو کہ ان خواتین کے مقدمات کو عدالتوں میں لڑیں گے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا ضمنی question یہ ہے کہ آج خواتین کا دن ہے جس طرح کہ عظمیٰ بخاری صاحبہ نے پوائنٹ آؤٹ کیا اور خواتین کے یہ سوالات بھی وقت پر آ گئے ہیں۔ صورتحال یہ ہے کہ پنجاب میں جتنے بھی دارالامان قائم کئے گئے ہیں ان کی حالت اتنی ناگفتہ بہ ہے کہ سیالکوٹ میں ایک دارالامان ہے میں خود وہاں پر گیا ہوں۔ یہ 7 لاکھ آبادی کا شہر ہے اور میرا سوال بھی آ رہا ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ وہاں پر صرف 3 خواتین داخل ہیں۔ ہمیں اس ملک میں خواتین کے حوالے سے جس طرف کام کرنا چاہئے اس طرف ہم توجہ نہیں دیتے۔ ان سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جن خواتین کو وکلاء یا legal aid کی ضرورت ہوتی ہے کیا محکمہ بہبود آبادی نے اس کا کوئی بندوبست کیا ہوا ہے؟

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر طاہر علی جاوید صاحب!

وزیر بہبود آبادی: جناب سپیکر! شکریہ۔ حقیقت یہ ہے کہ جس طرح ارشد بگو صاحب نے کہا کہ دارالامان میں requirement کے مطابق کی ہے۔ یہ situation vary کرتی ہے۔ کئی دفعہ جو

خواتین دارالامان میں داخل ہوتی ہیں وہ ایک مہینے کے لئے ہوتی ہیں، کئی دفعہ وہ سال بھر کے لئے وہاں رہتی ہیں۔ جب ہماری حکومت بنی تھی تو اس وقت پورے پنجاب میں صرف 8 دارالامان تھے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی کی مہربانی سے اور اللہ کے فضل سے آج یہ 8 سے 35 ہو چکے ہیں۔ Now we have a Darulamaan in each district of the Punjab. جہاں تک انہوں نے بات کی ہے کہ وہاں پر انہیں legal advisory ملتی ہے؟ تو عرض ہے کہ ہر دارالامان کی ایک management committee ہے جو سول سوسائٹی سے بنی ہوتی ہے جس میں most of the time doctors and lawyers بھی voluntary کام کرتے ہیں اور یہ ان خواتین کو free legal advice بھی دیتے ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! منسٹر صاحب سے میرے دو سوالات ہیں۔ پہلا سوال تو جز (ب) کے بارے میں ہے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ آپ نے جو کیٹیگریز بتائی ہیں جہاں پر employees موجود ہیں اس کے علاوہ کہا ہے کہ باقی تمام اسامیوں پر خواتین کو تعینات کیا جا رہا ہے تو میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ باقی کون سی اسامیاں ہیں جن پر خواتین کو تعینات کیا جا رہا ہے اور دوسرا سوال جز (ج) کے بارے میں ہے جیسا کہ منسٹر نے جس کا ابھی پہلے بھی ذکر کیا کہ Management Committee میں مصروف وکلاء شامل ہیں تو مجھے Management Committee میں شامل وکلاء کے نام بتا دیں؟

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

وزیر خصوصی تعلیم و سماجی بہبود: جناب سپیکر! employees کی لسٹ میں ایک چوکیدار ہے، ایک male اکاؤنٹنٹ ہے اور ایک ڈرائیور ظاہر ہے چوکیدار جیسی پوسٹ پر آدمی ہی تعینات ہوتا ہے۔ باقی وہاں پر جتنی بھی پوسٹیں ہیں وہاں پر female employees تعینات ہیں اور جہاں تک یہ کہ کون سا وکیل اس وقت posted ہے I think that should come as a fresh question, sir.

جناب سپیکر: جی، شکریہ جی۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! ضمنی سوال میں میری پہلی بات تو یہ ہے کہ میں شاید منسٹر صاحب تک اپنا سوال نہیں پہنچا سکی۔ میں نے یہ پوچھا تھا کہ ان کے جواب میں کیٹیگریز دینے کے بعد لکھا ہے، "کوشش کی جا رہی ہے سوائے چند ضروری اسامیوں کے جن میں چوکیدار، اکاؤنٹنٹ

وغیرہ شامل ہیں، باقی تمام اسامیوں پر خواتین کو تعینات کو کیا جارہا ہے۔"تو میں نے پوچھا ہے کہ ایسی کون سی اسامیاں باقی ہیں جن پر خواتین کو تعینات کیا جا رہا ہے اور ہم نے Management Committee کے بارے میں سوال پوچھا ہوا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ Management Committee قائم ہے، میں تو نہیں سمجھتی کہ اس کے ممبرز بتانے میں کوئی fresh question کی ضرورت بنتی ہے، یہ سوال کے اندر موجود ہے تو براہ مہربانی مجھے دونوں سوالات کے جوابات دیئے جائیں؟

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

وزیر خصوصی تعلیم و سماجی بہبود: جناب سپیکر! I think there is a slight confusion in the mind of the honourable member. میں نے یہی عرض کیا ہے کہ جو ڈرائیور اور چوکیدار کی اسامیاں ہیں I don't think there is anyway that female can be appointed there. وہاں پر male ہی appoint ہو گا، باقی جتنی بھی recruitments کی جا رہی ہیں اس میں the process is on going اس میں females ہی appoint کی جائیں گی۔ جہاں تک وکلاء کی بات ہے تو یہ نیا سوال دے دیں تو میں بتا دوں گا کیونکہ جو وکلاء 35 اضلاع میں کام کر رہے ہیں مجھے ان کا نام یاد نہیں ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! وزیر صاحب فرما دیں کہ خواتین ڈرائیور تعینات کرنے میں کوئی قانونی بیچ ہے کہ عورت ڈرائیور کی پوسٹ پر کام نہیں کر سکتی۔

وزیر خصوصی تعلیم و سماجی بہبود: جناب سپیکر! کوئی قانونی بیچ نہیں ہے لیکن ہمارے حالات کے مدنظر بہت ہی کم خواتین ڈرائیورز گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹس میں ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس سوال کی تاریخ وصولی 13-01-2005 یہ ادارہ جو انھوں نے لاہور میں قائم کیا ہے۔ اب 2007 ہے کیا ابھی تک اس ادارے میں انھوں نے تعیناتیاں نہیں کیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر سماجی بہبود!

وزیر خصوصی تعلیم و سماجی بہبود: جناب سپیکر! میں نے کہا تھا کہ ہمارے پاس یہ جو اسامیاں ہیں ان پر لوگ تعینات ہو چکے ہیں لیکن آئندہ جو جو بھرتی ہو رہی ہے تو یہ پالیسی ہے کہ وہاں پر خواتین

کو ترجیح دی جائے گی۔ آٹھ دارالامان ہماری حکومت بننے سے پہلے پنجاب میں قائم تھے۔ وہاں بہت سارے مرد تعینات تھے جن کی وجہ سے ہمیں مشکلات بھی آئیں لیکن موجودہ حکومت کی پالیسی ہے کہ آئندہ چوکیدار اور ڈرائیور چھوڑ کر باقی اسامیوں پر خواتین کو تعینات کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ انجم سلطانہ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ طاہرہ منیر: On her behalf Question No. 6676

حجرہ شاہ مقیم اوکاڑہ، پریس کلب کی تعمیر میں تاخیر کی وجوہات اور حکومتی کارروائی

***6676: محترمہ انجم سلطانہ:** کیا وزیر اطلاعات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

کیا یہ درست ہے کہ حجرہ شاہ مقیم (اوکاڑہ) میں پریس کلب کے لئے 10 لاکھ کی گرانٹ دی گئی جو کہ پریس کلب کے اکاؤنٹ میں جمع ہو چکی ہے جگہ پر پریس کلب کا قبضہ ہے لیکن پریس کلب تعمیر نہیں کیا گیا ہے اس میں کیا رکاوٹ ہے کیا حکومت پریس کلب تعمیر کرانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر اطلاعات:

یہ درست ہے کہ حجرہ شاہ مقیم تحصیل دیپال پور ضلع اوکاڑہ میں پریس کلب کی تعمیر کے لئے حکومت پنجاب نے 10 لاکھ روپے کی گرانٹ منظور کی جو ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر اوکاڑہ کے توسط سے پریس کلب حجرہ شاہ مقیم کے صدر کو جاری کر دی گئی ہے۔ محکمہ اطلاعات، ثقافت و امور نوجوانان پنجاب نے پریس کلب کی تعمیر میں حائل رکاوٹوں کی توجیہہ معلوم کرنے کے لئے ڈی سی او اور ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر اوکاڑہ سے رابطہ کیا۔

ڈی پی او اوکاڑہ کی رپورٹ کے مطابق پریس کلب حجرہ شاہ مقیم کی عمارت درج ذیل وجوہات کی بناء پر شروع نہ ہو سکی۔

پریس کلب حجرہ شاہ مقیم کے دو گروپ ہیں ایک گروپ کے سربراہ سابق صدر پریس کلب غوری ایوب فریدی جبکہ دوسرے گروپ کے سربراہ موجودہ صدر عرفان نوید غوری ہیں۔ پہلے گروپ کے سربراہ تھانہ حجرہ شاہ مقیم کی مقبوضہ اراضی 31 کنال

16مرلہ جس کا ریکارڈ محکمہ مال کی جمع بندی میں موجود ہے، اس پر پریس کلب کی عمارت تعمیر کرانا چاہتے ہیں۔ تھانہ کی اراضی ایس ایچ او اور اس کے ماتحت عملہ کے رہائشی کوارٹروں کے لئے مخصوص کی گئی ہے جو کہ گورنمنٹ گرلز کالج حجرہ شاہ مقیم کی عمارت سے متصل ہے۔

پریس کلب کے دوسرے گروپ کے سربراہ موجودہ صدر عرفان نوید غوری ہیں جو کلب کی تعمیر حجرہ پارک حویلی روڈ کے نزدیک واقع خالی اراضی پر کرانا چاہتے ہیں۔ انہوں نے تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن سے اس اراضی پر تعمیر کے لئے Ref.1076/T.PSOآرڈر کے ذریعے منظوری حاصل کر لی ہے۔ مزید برآں وہ سول عدالت سے حکم امتناعی بھی حاصل کر چکے ہیں۔

مقامی پولیس اور معززین علاقہ نے درج بالا حالات کی روشنی میں تجویز کیا ہے کہ پریس کلب مقامی تھانہ کی اراضی کی بجائے حجرہ پارک حویلی روڈ کے نزدیک واقع خالی اراضی پر تعمیر کیا جائے جس کی انتظامیہ نے منظوری بھی دے دی ہے۔ مقامی پولیس کو اس اراضی پر پریس کلب کی تعمیر پر ہرگز اعتراض نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ طاہرہ منیر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس میں یہ کہا گیا ہے کہ مقامی پولیس کو اس اراضی پر پریس کلب کی تعمیر پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ یہ جواب 15-08-2005 سے آیا ہوا ہے۔ اس کے بعد اب تقریباً پونے دو سال ہونے والے ہیں۔ اس سلسلے میں کیا پیشرفت ہوئی ہے اور موجودہ صورتحال کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر تعمیرات و مواصلات!

وزیر تعمیرات و مواصلات: جناب سپیکر! میں محترمہ کے ضمنی سوال کے جواب میں تفصیلاً گزارش کرتا ہوں کہ اس کا پہلا حصہ تھا کہ بنانا چاہتے ہیں یا نہیں تو اس کے لئے دس لاکھ روپیہ حکومت پنجاب کی طرف سے پریس کلب کے صدر کو دے دیا گیا تھا جو ان کی اندرونی چپقلش تھی، ہم نے دو گروپوں کے بارے میں جواب میں لکھ دیا ہے۔ اس وجہ سے پریس کلب کا کام شروع نہ ہو سکا اس کے لئے ڈی پی او اور ڈی سی او کو کہا گیا کہ وہاں پر یہ کام کیوں نہیں ہو رہا۔ اس میں ڈی پی او نے ایک وجہ لکھ کر بھیجی ہے کہ 31 کنال کی ایک جگہ ہے جو پولیس کے ملازمین کے کوارٹرز کے لئے

مختص کی گئی ہے۔ایک گروپ وہاں پر بنانا چاہتا تھا اور دوسرے گروپ نے دوسری جگہ جو خالی تھی اس کی نشاندہی کی تھی اس چپقلش کی وجہ سے دیر ہوئی ہے۔اب یہ معاملہ حل ہو گیا ہے اس لئے اب یہ شروع ہونے کو ہے، ہمیں اس کی رپورٹ آ چکی ہے۔ ہماری پریس کلب بنانے کی نیت تھی تو ہم نے دس لاکھ روپیہ دیا تھا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ڈاکٹر وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! جس طرح یہاں اس سوال کے جواب میں انھوں نے وضاحت کی ہے کہ وہاں پر دو گروپس ہیں۔ میں یہ عرض کروں گا کہ دیگر اور کئی شہروں کے اندر اسی قسم کی صورتحال ہے۔ اس میں افسوسناک پہلو یہ ہے کہ گورنمنٹ کسی نہ کسی گروپ کو promote کرنے کی کوشش کرتی ہے اور ان کے اتحاد میں رکاوٹ بنتی ہے۔اس کے لئے پھر گورنمنٹ مختلف طریقوں اور ہتھکنڈوں کے ذریعے اپنے حق میں راضی کرنے کی کوشش کرتی ہے مثلاً بہاولپور میں پریس کلب کے پاس زمین موجود ہے۔ڈیڑھ دو سال پہلے چیف منسٹر صاحب بہاولپور تشریف لائے اور انھوں نے وہاں پر باقاعدہ اعلان کیا کہ بیس لاکھ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اس وقت اس سوال سے متعلقہ ضمنی سوال کریں۔ بہاولپور سے متعلق ضمنی سوال نہیں ہو سکتا۔ اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے تو یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال سمیع اللہ خان صاحب کا ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: On his behalf Question No.6998

جناب سپیکر: محترمہ! اس سوال سے متعلقہ وزیر صاحبہ Women Day کے سلسلے میں گورنر ہاؤس میٹنگ میں ہیں اس لئے اس سوال کو pending کر لیتے ہیں۔ جب دوبارہ اس محکمے کی باری آئے گی تو اس کو take up کر لیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اگر منسٹر صاحبہ کسی سرکاری مصروفیت کی وجہ سے مصروف ہیں تو پھر اس محکمے سے متعلق سارے سوالات pending کر دیں۔

جناب سپیکر: محکمہ ترقی خواتین سے متعلقہ جتنے بھی سوالات ہوں گے وہ pending کئے جاتے ہیں۔ اگلا سوال سمیع اللہ خان صاحب کا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: On his behalf Question No.6999

سال 2003-04 اور 2004-05 محکمہ ویلفیئر کے مختص شدہ فنڈز اور استعمال کی تفصیل

*6999: جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر سماجی بہبود ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ سوشل ویلفیئر مختص شدہ فنڈز کا زیادہ تر حصہ عوامی فلاح کی بجائے اپنے ملازمین پر خرچ کر دیتا ہے؟

(ب) سال 2003-04 اور 2004-05 میں کتنی رقم مختص ہوئی اور اس میں عوام کی بہبود اور محکمہ کے ملازمین پر خرچ کی تفصیل الگ الگ بیان کی جائے؟

وزیر سماجی بہبود:

(الف) یہ درست نہ ہے۔

(ب) مالی سال 2003-04 کے دوران محکمہ سوشل ویلفیئر کے مختص شدہ فنڈز کی تفصیل تتمہ (الف) اور مالی سال 2004-05 کے دوران محکمہ سوشل ویلفیئر کے مختص شدہ فنڈز کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس میں یہ پوچھا گیا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ محکمہ سوشل ویلفیئر کا زیادہ خرچہ غیر ترقیاتی کاموں پر زیادہ اور ترقیاتی کاموں پر کم خرچ ہوتا ہے۔ انھوں نے فرمایا ہے کہ یہ درست نہ ہے تو یہ ratio کے متعلق فرمادیں کہ کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر سماجی بہبود!

وزیر خصوصی تعلیم و سماجی بہبود: جناب سپیکر! اس سال کے بجٹ میں 26 کروڑ روپے ترقیاتی کاموں اور 7 کروڑ روپے غیر ترقیاتی کاموں کے لئے رکھے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ فرزانہ راجہ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: On her behalf Question No. 7249

لاہور St. Marry سکول کے نزدیک واقع گراؤنڈ کی کھیلوں کے لئے بحالی

*7249: محترمہ فرزانہ راجہ: کیا وزیر اطلاعات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نےIMAXنامی کمپنی کے اشتراک سے The Punjab Entertainment Companyکے نام سے ایک پراجیکٹ شروع کیا ہے، جو نو منزلہ بلڈنگ اور چار تہہ خانوں پر مشتمل ہو گا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ منصوبہ منی مارکیٹ میںSt. Marryسکول لاہور کے نزدیک ڈونگی گراونڈ پر واقع ہے اور حکومت نے اس منصوبہ کے لئے سٹاف کی بھرتی بھی شروع کر دی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ ڈونگی گراونڈ تقریباً عرصہ 50 سال سے ہاکی، فٹ بال اور کرکٹ گراونڈ کے طور پر زیر استعمال رہی ہے اور علاقہ میں یہی ایک گراونڈ ہے جو مندرجہ بالا کھیلوں کے میچ کرانے اور پبلک کے لئےwalking trackکے طور پر استعمال کے لئے موزوں ترین جگہ ہے، جبکہ لینڈ مافیا اپنے مذموم مقاصد کے لئے اسے استعمال کرنے پر تلا ہوا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ لینڈ مافیا حکومت کو جھانسہ دیکر ایک صحت مندactivityکے لئے مختص پبلک گراونڈ کو ایک نامناسب اور بے مقصد projectکے لئے استعمال کرنا چاہتا ہے، جہاں تھیٹر، سنیما اورvideoوغیرہ مہیا کی جائیں گی جس سے اس گراونڈ کا نہ صرف حسن برباد ہو گا بلکہ عوام ایک اچھیpublic placeسے بھی محروم ہو جائیں گے؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس بے مقصد اور عوامی مفاد کے خلاف منصوبہ کو ترک کرنے اور مذکورہgroundکوpublic placeکے طور پر قائم رکھنے کے لئے تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اطلاعات:

مندرجہ بالا سوال کا جواب یا ان نکات کے متعلق فی الحال کوئی رائے نہیں دی جا سکتی کیونکہ یہ معاملہ لاہور ہائی کورٹ کے فل بنچ کے زیر سماعت ہونے کے ساتھ ساتھ سپریم کورٹ میں بھی زیر سماعت ہے معاملہ چونکہ اب تکsubjudiceہے لہذا ان سوالات کا جواب عدالت ہائے عالیہ کے حتمی فیصلہ آنے تک مؤخر کرنے کی درخواست کی جاتی ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! جیسا کہ یہ معاملہ ابھی subjudice ہے تو میں اس کی موجودہ صورتحال جاننا چاہتی ہوں کہ اس وقت یہ معاملہ کس stage پر ہے اور اس پر کیا ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر تعمیرات و مواصلات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! اس بارے میں گزارش ہے کہ یہ معاملہ subjudice ہے۔ اس بارے میں جتنی بھی شقیں بتائی گئی ہیں اور کوئی بھی جواب دیا گیا تو عدالت کی رائے پر ہم اثرانداز ہو سکتے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! وزیر صاحب پتا نہیں کس گہری سوچ میں پڑے ہوئے تھے، سوئے ہوئے تھے اور کیا سوچ رہے تھے۔ انھوں نے ان کا سوال سنا ہی نہیں ہے کہ انھوں نے کورٹ کے متعلق سوال نہیں کیا بلکہ یہ پوچھا ہے کہ اس وقت کورٹ میں اس کیس کی صورتحال کیا ہے؟ چودھری صاحب، اب آپ کو سمجھ آ گئی ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: میں نے یہی گزارش کی ہے کہ کورٹ میں یہ معاملہ subjudice ہے۔ اس کی تاریخ پڑی ہوئی ہے۔ اس میں ہم نے اس کا جواب دینا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: آپ تاریخ ہی بتا دیں۔

جناب سپیکر: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا یہ درست ہے کہ پنجاب گورنمنٹ اس کیس کے اندر جان بوجھ کر delaying tactics استعمال کر رہی ہے۔ کیا یہ درست ہے کہ پنجاب گورنمنٹ اس میں اپنا جواب داخل کرنے میں ٹال مٹول سے کام لے رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! حکومت پنجاب بالکل اس بارے میں ٹال مٹول سے یا کوئی تاخیری حربے استعمال نہیں کر رہی اس لئے میں نے گزارش کی ہے اس بارے میں اگر میں کوئی سٹیٹمنٹ دوں گا تو وہ محترم عدلیہ پر اثرانداز ہونے والی بات ہو گی۔ اس میں ہماری کوشش ہے کہ ایک ماہ کے اندر اندر ہم کسی نتیجہ پر پہنچ جائیں۔ آپ بے شک اس کو pending کر دیں اور جیسے ہی اس کا کوئی فیصلہ ہوا تو اس کے تمام سوالوں کا جواب دینے کو تیار ہوں۔

جناب سپیکر: کیا اس کو pending کر دیں؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ IMAX نامی جو کمپنی ہے اس کے ڈائریکٹوران کے نام کیا کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں نے آپ سے استدعا کی ہے کہ چونکہ یہ معاملہ subjudice ہے اس لئے آپ اس کو pending کر دیں۔ میری استدعا ہے کہ اس سلسلہ میں ہم کوئی جواب دینا نہیں چاہتے۔ میری یہ گزارش ہے کہ آپ اس کو pending فرمالیں اور اس کے تمام جزئیات اور بیس بیس ضمنی سوالوں کا جواب دینے کو تیار ہوں مگر اس وقت جب یہ معاملہ subjudice نہیں ہوگا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں بھی وکیل ہوں، راجہ صاحب بھی وکیل ہیں۔ یہاں پر کافی لوگ وکیل ہیں۔ چودھری صاحب نے جب یہ ڈیپارٹمنٹ لیا تھا تو انہوں نے یہ سمجھا تھا کہ شاید یہ نرم نرم حلوہ ہے یہ میں نمٹالوں گا لیکن یہ ان کے لئے مشکل بن گئی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ معاملہ subjudice ہے اگر یہ پوچھ لیا جائے کہ اس کیس کی تاریخ کون سی ہے اور یہ پوچھ لیا جائے کہ اس کے ڈائریکٹرز کون ہیں۔

جناب سپیکر! ہم تو کیس کے حوالے سے کوئی سوال ہی نہیں کر رہے کہ اس کیس کی صورتحال کیا ہے، اس کیس میں انہوں نے evidence کیا دی ہے بلکہ ہم تو پوچھ رہے ہیں کہ اس کی تاریخ کیا ہے اور اس کے ڈائریکٹرز کون ہیں؟ یہ کوئی ایسی prejudiced نہیں اگر کورٹ نے اس کا نوٹس لیا تو میرے گلے میں ڈال دیجئے گا آپ پریشان نہ ہوں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں اس کا تفصیل سے جواب دینا چاہتا ہوں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس کی جو تاریخ ہے that is date in office دوسری بات میں یہ گزارش کر دوں کہ ان کا سوال اخیر پر حلوے پر ختم ہوتا ہے اور شروع بھی حلوے سے ہوتا ہے۔ یہ ایم ایم اے کے رکن ہیں وہ اس کو بھی حلوہ سمجھتے ہیں، وزارت کو بھی حلوہ سمجھتے ہیں۔ دوسرا جو انہوں نے اپنا وکیل ہونے کا کہا ہے۔ یہ کتنے competent وکیل ہیں ان کی وکالت کی مصروفیت کا اندازہ ان کی یہاں پر حاضری سے لگایا جا سکتا ہے۔ دوسرے وکلاء اپنے کلائنٹس کے لئے چلے بھی جاتے ہیں مگر یہ تو کبھی آج تک عدالتوں میں نظر بھی نہیں آئے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! الحمد للہ ہم حلوہ کھاتے بھی ہیں، کھلاتے بھی ہیں، کھائیں گے بھی انشاء اللہ تعالیٰ اور کھلائیں گے بھی اس میں کوئی فکر والی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ لاہور میں لارنس گارڈن، حضوری باغ، ڈیفنس میں میکڈونلڈ اور لاہور جم خانہ جس طرح لارنس گارڈن میں جم خانہ کے لئے مخصوص کر دی گئی ہے اس میں کرکٹ گراؤنڈ ہے جم خانہ کی اور وہاں پر جم خانہ اور دوسرا جو میکڈونلڈ وہاں پر display ہے کہ Dogs or servants are not allowed کہ جو لوگ وہاں جا رہے ہیں۔ ایسا ساؤتھ افریقہ میں ہوتا رہا جب گاندھی صاحب گئے اور یہاں لاہور میں جس طرح حضوری باغ میں جو اندرون شہر کے لوگ ہیں شام کو جا کر وہاں بیٹھتے ہیں، شعر و شاعری اور باتیں کرتے ہیں لیکن strictly پنجاب حکومت نے ان جگہوں پر لوگوں کا جانا بند کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہوا؟

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! ضمنی سوال ڈونگی گراؤنڈ کے متعلق ہے۔ ڈونگی گراؤنڈ اسی سوال کا حصہ تھا میں نے کئی دفعہ یہ سوال جمع کرانے کی کوشش کی لیکن ہر دفعہ میرا سوال turned down ہو گیا جس میں میں نے ڈونگی گراؤنڈ، میکڈونلڈ، لارنس گارڈن، حضوری باغ، لاہور جمخانہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ پوچھنا کیا چاہتے ہیں؟

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! میں پوچھنا یہ چاہتا ہوں کہ جو لاہور کے شہریوں کی سیر و سیاحت کی جگہیں ہیں ان کو ختم کیا جا رہا ہے ان کو روکنا چاہئے اور یہ اسی سوال کے متعلق ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! جو تفریحات کی جگہیں ہیں ان کو ختم نہیں کیا جا رہا بلکہ ان کو مزید improve کیا جا رہا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس بارے میں انہوں نے جو ارشاد فرمایا کہ میں نے پہلے بھی کئی دفعہ سوال کرنے کی کوشش کی۔ انہوں نے کوشش کی ان کی

کوششیں پوری نہیں ہو سکیں ۔ میں یہ کہوں گا کہ ان تفریحات کو ختم نہیں کیا جا رہا بلکہ improve کیا جارہا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔اگلا سوال محترمہ صغیرہ اسلام کا ہے۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: On her behalf

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! سوال نمبر 8553 اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کریں۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع شیخوپورہ۔2003تا2006۔بیت المال کے فنڈز اور تقسیم

*8553: محترمہ صغیرہ اسلام۔کیا وزیر بیت المال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) 2003 سے 2006 تک پنجاب بیت المال کی طرف سے ضلع شیخوپورہ کو سالانہ کتنی رقم کس کس مد میں فراہم کی گئی؟

(ب) شادی اور جہیز فنڈ کے لئے کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(ج) کتنی رقم غریب لوگوں میں تقسیم کی گئی؟

وزیر بیت المال:

(الف) ضلعی بیت المال شیخوپورہ کو 2003 سے 2006 تک مبلغ -/1,16,21,549 روپے مختلف مدات میں فراہم کئے گئے جس کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) شادی اور جہیز فنڈ کی مد میں مبلغ -/11,62,232 روپے فراہم کئے گئے۔ان میں سے مبلغ -/11,50,000 روپے 252 مستحقین میں تقسیم کئے گئے۔ تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

مالی سال	بجٹ	تقسیم شدہ رقم	مستحقین
2003-04	2,40,389/-	2,00,000/-	54
2004-05	4,87,966/-	7,00,000/-	119
2005-06	4,33,877/-	2,50,000/-	79
TOTAL	11,62,232/-	11,50,000/-	252

(ج) مبلغ-/1,03,48,290 روپے کی رقم غریب لوگوں میں تقسیم کی گئی۔ تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! جواب کے جز (ب) میں لکھا ہوا ہے 2004-05 میں بجٹ تھا چار لاکھ ستاسی ہزار روپیہ اور کمال یہ ہے کہ تقسیم ہو گیا سات لاکھ روپیہ۔ یہ تو ہو سکتا ہے کہ سات لاکھ کا بجٹ ہو اور چار لاکھ تقسیم ہو جائیں یہ تو ہوتا ہے یہ کیسا جادو ہے کہ چار لاکھ ستاسی ہزار بجٹ آیا ہے اور سات لاکھ روپے تقسیم ہو گئے ہیں اس کی تفصیل فرما دیں کہ یہ بقایا دو لاکھ بارہ ہزار چھتیس روپے کس نے ادا کئے ہیں، کیا محکمے نے اپنی جیب سے دیئے ہیں یا کس نے دیئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر بیت المال!

وزیر بیت المال: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں تھوڑی سی وضاحت کر دوں کہ یہ بجٹ واقعی اتنا تقسیم کیا ہے کیونکہ ہماری کمیٹیوں کا 2004-05 میں tenure مکمل ہونے کی وجہ سے ختم ہو گئی تھیں اسی طرح کچھ عرصہ پہلے بھی ہماری حکومت آنے سے پہلے بیت المال کو سابقہ حکومتوں نے اس کو affective نہیں رکھا تھا۔ ان کے یہ مقاصد ہی نہیں تھے کہ غریب نادار، بے سہارا لوگوں کو مالی امداد دی جائے یا ان کو rehabilitate کیا جائے اس لئے ان سالوں کے جو پیسے پڑے تھے وہ اس میں لا کر ان کی speed زیادہ کی اور اپنی کمیٹیوں کو affective کیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب کو appreciate کرنا چاہئے کیونکہ بجٹ کے علاوہ ہمارے پاس جو سابقہ بیلنس پڑا تھا ہم نے اس کو استعمال کیا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ شادی اور جہیز فنڈ کی مد میں ایک کیس میں کتنی رقم فراہم کرتے ہیں اور کیا اس رقم کو بڑھانے کا کوئی منصوبہ زیر غور ہے؟

وزیر بیت المال: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس میں ہم پانچ سے دس ہزار روپے تک دیتے ہیں۔ پہلے یہ کم تھی اب ہم نے اس کو بڑھا کر دس ہزار روپے تک کیا ہے۔ اب ہماری جو شادی گرانٹ ہے وہ زیادہ سے زیادہ دس ہزار روپے ہیں اور کم از کم پانچ ہزار روپے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! پچھلے وقفہ سوالات کے وقت انہوں نے یہ اعلان کیا تھا کہ پانچ ہزار روپے سے بڑھا کر دس ہزار روپے کر دیئے گئے ہیں۔ اس وقت ہم نے ان سے ایک اور درخواست کی تھی کہ جب شادی ہوتی ہے تو یہ کہتے ہیں کہ پہلے نکاح نامہ ساتھ لگائیں اور جہیز فنڈ کے لئے apply کریں۔

جناب سپیکر! ضرورت تو شادی سے پہلے ہوتی ہے شادی کے بعد تو ضرورت نہیں رہتی۔ میں نے پچھلی دفعہ بھی سوال کیا تھا اور انہوں نے کہا تھا کہ ہم اس پر غور کر رہے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ کوئی ایسا کر لیں کہ یہ affidavit لے لیں، اس کے ماں باپ سے یا بچی سے کہ شادی کے بعد نکاح نامہ فراہم کر دیں گے اور conditionally ان کو جہیز فنڈ فراہم کیا جائے، کیا حکومت اس تجویز پر غور کرنے کے لئے تیار ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر بیت المال!

وزیر بیت المال: جناب سپیکر! شکریہ۔ ہمارا بالکل طریق کار یہی ہے۔ جن کیسز میں ہمیں وہاں کے علاقے کے معزز لوگ یا ماں باپ گارنٹی دے دیتے ہیں کہ ہم اس پیسے سے بچی کی شادی ہی کریں گے تو ہم ان کو شادی سے پہلے ہی جہیز فنڈ کے پیسے دے دیتے ہیں۔ ہم نے یہ صرف اس لئے کیا تھا کہ بہت ساری شکایات آئی تھیں کہ بہت سارے والدین اس پیسے کو misuse کرتے تھے بچیوں اور حکومت کا جو اصل مقصد تھا وہ فوت ہو جاتا تھا۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ یہ کتنے لوگوں کو شادی سے پہلے نکاح کے بغیر مالی امداد دے چکے ہیں اور جب ایک درخواست فارم دیا جاتا ہے تو اس پر کتنا عرصہ لگ جاتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر بیت المال!

وزیر بیت المال: جناب سپیکر! ہم نے اس بات کو affective کیا ہے اور ہر ماہ ہماری میٹنگ ہوتی ہے۔ ہمارے صوبے کے 35 اضلاع میں تمام کمیٹیاں ہر ماہ اپنی میٹنگ کرتی ہیں اور جہیز یا دوسرے جو بھی کیس آئے ہوتے ہیں، ان کو ہر ماہ بلکہ ہماری ترجیح ہوتی ہے کہ 15 دن میں ان کو process کیا جائے لیکن زیادہ سے زیادہ ایک ماہ اس تمام مراحل میں لگتا ہے۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب سپیکر! انہوں نے جو بات بتائی ہے تو میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے ممبرز بانٹے ہوئے ہیں اور کمیٹی کے وہ ممبرز کہتے ہیں کہ آج فلاں ممبرز چھٹی پر ہیں لہذا یہ درخواستیں فلاں ممبر کے حصے میں آئی ہوئی ہیں اس لئے اس کا فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ پورا پورا سال لگ جاتا ہے اور اگر وہ ممبر نہیں آتا تو اس درخواست پر بالکل بھی عملدرآمد نہیں ہوتا۔

جناب سمیع اللہ خان: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، خان صاحب!

جناب سمیع اللہ خان: میرا ضمنی سوال جز (ب) کے حوالے سے ہے کہ محکمہ بیت المال بنیادی طور پر پورے پنجاب کے غریب اور مستحق لوگوں کا ڈیپارٹمنٹ ہے لیکن یہاں شیخوپورہ کے حوالے سے کہا گیا ہے کہ 06-2005 میں اڑھائی لاکھ روپے کی رقم تقسیم کی گئی۔ شیخوپورہ ضلع کا سائز تقریباً وزیر موصوف کے اپنے ضلع کے مطابق ہے۔ میری انفارمیشن کے مطابق ضلع شیخوپورہ میں تو اڑھائی لاکھ روپیہ تقسیم کیا گیا ہے لیکن ان کے اپنے ضلع میں 51 لاکھ روپے تقریباً 25 گنا زیادہ رقم اس سال تقسیم کی گئی ہے۔ یہ بیت المال وزیر موصوف کی ملکیت نہیں ہے۔ وہ فنڈز ان کے ذاتی فنڈز نہیں ہیں بلکہ وہ پنجاب کے تمام اضلاع میں بسنے والے لوگوں کے ہیں تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر شیخوپورہ کو یہ اڑھائی لاکھ روپے دیتے ہیں تو جہاں ان کا اپنا ضلع اور رہائش ہے تو وہاں 50 لاکھ روپے سے زائد کیوں دیتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ناانصافی پنجاب کے غریب عوام کے ساتھ کی جا رہی ہے۔ یہ محکمہ غریبوں کے ساتھ مذاق کر رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر بیت المال!

وزیر بیت المال: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ figures انہوں نے غلط پڑھی ہیں اور یہ صرف شادی اور جہیز فنڈ کی مد میں اڑھائی لاکھ روپے ہے یہ ٹوٹل فنڈ نہیں ہے۔ ٹوٹل فنڈ کی تفصیل آگے ہے۔ یہ صرف جہیز فنڈ میں دیئے گئے اور جہاں تک رحیم یار خان۔۔۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! یہ ناانصافی ان کے اپنے ضلع اور پنجاب کے دوسرے اضلاع کے ساتھ کیوں ہے؟ میری نشاندہی کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جب سے یہ وزیر بنے ہیں ان کا ریکارڈ نکلوا لیں تو جو ان کا اپنا ضلع ہے تمام قسم کا بیت المال کا فنڈز چاہے جہیز کے حوالے سے ہو یا کسی اور امداد کے حوالے سے ہو۔ اپنے ضلع میں بہت زیادہ اور شیخوپورہ اور قصور جیسے چھوٹے اور پسماندہ

اضلاع میں یہ فنڈز نہ ہونے کے برابر ہیں یہ تخصیص کیوں ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر بیت المال!

وزیر بیت المال: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ ان کے پاس figures ہیں نہ کوئی بات ہے ویسے ہی انہیں جو چٹ مل جاتی ہے اس پر یہ بولنا شروع ہو جاتے ہیں۔ ہمارا ایک بڑا سٹینڈرڈ پروسیجر ہے کہ پنجاب حکومت ہمیں جتنا ٹوٹل بجٹ دیتی ہے تو اس میں سے 20 فیصد پورے پنجاب کے 35 اضلاع میں برابری کی سطح پر دیتے ہیں اور 80 فیصد آبادی کی بنیاد پر دیتے ہیں۔ اس طرح کی کوئی figures نہیں ہیں کہ رحیم یار خان زیادہ یا دوسرے زیادہ تو 20 فیصد 35 اضلاع کو برابر ملتا ہے اور 80 فیصد بلکہ جن کی آبادی زیادہ ہے ان کو اسی طرح سے ملتا ہے۔ اس میں میرا خیال ہے کہ کوئی نا انصافی نہیں۔ یہ ایک سٹینڈرڈ پروسیجر ہے جو ہم نے adopt کیا ہے اور چار سال سے اسی طرح سے دیا جا رہا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! فاضل رکن سمیع اللہ خان نے ایک نشاندہی کی ہے کہ فنڈز کی disparity بڑی ہے جہاں پر ضرورت ہے یعنی آبادی کی ضرورت پر مگر یہ جو درخواستیں لیتے ہیں تو اس کے طریق کار پر ہمیں اختلاف نہیں ہے مگر ان کا سوال یہ تھا کہ انہوں نے اپنے حلقہ میں دوسرے کے مقابلے میں زیادہ misuse of authority کی ہے تو یہ اس کا جواب دیں کہ یہ درست ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: رانا صاحب! وہ جواب دے رہے ہیں کہ برابری کی سطح پر ہم نے تقسیم کئے ہیں۔ 20 فیصد برابری کی سطح پر اور 80 فیصد آبادی کے تناسب سے تقسیم کیا ہے۔ اگلا سوال ملک اصغر علی قیصر صاحب کا ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: on his behalf Sir سوال نمبر 7493 ہے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

فیصل آباد، خواتین ہاسٹلز، دستیاب سہولیات اور رہائشی خواتین سے متعلقہ تفصیلات

*7493: **ملک اصغر علی قیصر**: کیا وزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) فیصل آباد میں ورکنگ وومن کے لئے کتنے ہاسٹل کس کس جگہ قائم ہیں ہر ہاسٹل کتنے کمروں پر مشتمل ہے اور ہر ہاسٹل میں کون کون سی سہولیات میسر ہیں؟

(ب) ان ہاسٹلز میں رہائش رکھنے کے لئے کیا قواعد وضوابط ہیں؟

(ج) ان ہاسٹلز میں رہائش پذیر خواتین کے نام، ولدیت اور عرصہ کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(د) کیا ان ہاسٹلز میں سرکاری ملازم خواتین کے علاوہ دیگر خواتین کو بھی رہائش دی گئی ہے، اگر ہاں تو کس قاعدہ اور قانون کے مطابق؟

(ہ) اس وقت ان ہاسٹلز میں عرصہ پانچ سال سے زائد کتنی خواتین رہائش پذیر ہیں، ان کو کس قاعدہ قانون کے تحت رہائش دی گئی ہے، نیز زیادہ سے زیادہ کتنے عرصہ تک ان کو رہائش قاعدہ/قانون کے مطابق فراہم کی جاسکتی ہے؟

وزیر سماجی بہبود:

(الف) فیصل آباد میں ایک ورکنگ وومن ہاسٹل 508/D پیپلز کالونی نمبر 1 فیصل آباد میں قائم ہے جس میں کل 29 رہائشی کمرے ہیں ہاسٹل میں خواتین کو مناسب فرنیچر جس میں چارپائیاں الماریاں کرسیاں بجلی گیس پانی میس کک چوکیدار پولیس گارڈ ڈائننگ ہال کچن اور صفائی کے لئے سویپر کی سہولت فراہم کی گئی ہے۔

(ب) ہاسٹل میں رہائش کے لئے قواعد وضوابط پالیسی/ہدایات کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان ہاسٹل میں رہائش پذیر خواتین کے نام، ولدیت اور عرصہ کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ان ہاسٹل میں سرکاری خواتین کے علاوہ دیگر خواتین کو بھی رہائش دی گئی ہے جن میں سیمی گورنمنٹ پرائیویٹ لمیٹڈ کمپنی، بنک اور دوسرے کاروباری اداروں میں کام کرنے والی خواتین کو بھی ہاسٹل ہذا میں داخلہ دیا جاسکتا ہے پالیسی ہدایات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ہ) اس وقت تین خواتین ہاسٹل میں عرصہ پانچ سال سے زیادہ مدت سے رہائش پذیر ہیں ان کو بارہا ہاسٹل چھوڑنے کے بارے میں نوٹس دیئے گئے ہیں لیکن چونکہ ان کا متبادل رہائش کا انتظام نہ ہے جس کی بناء پر فی الحال کمرے خالی نہ کئے ہیں یہ خواتین چونکہ دیگر قواعد وضوابط کی پابند ہیں اور ہاسٹل واجبات کی بروقت ادائیگی کر رہی ہیں لہذا اب تک ان کو زبردستی نہ نکالا گیا ہے۔ قواعد وضوابط کے مطابق ان کو صرف تین سال کے لئے رہائش رکھنے کی اجازت ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا محکمہ سوشل ویلفیئر کا رولز آف بزنس موجود ہے اور کیا یہ صحیح ہے کہ رولز آف بزنس موجود نہ ہونے کی وجہ سے PC.1 کے تحت محکمہ سوشل ویلفیئر کو چلایا جارہا ہے۔ دوسرے نمبر پر اس سوال کے حوالے سے میں بات کرنا چاہتی ہوں کہ جو پالیسی اور قواعد وضوابط سوال کے جواب میں مہیا کئے گئے ہیں۔ اس میں کہا گیا ہے کہ تین خواتین پانچ سال سے ہاسٹل میں رہائش پذیر ہیں اور ان کو بار بار نوٹسز دینے کے باوجود نہیں نکالا گیا جبکہ قانون کے مطابق تین سال تک پابندی ہے کہ اس سے زیادہ خواتین کو نہیں رکھا جا سکتا۔ جو ریکارڈ مجھ تک پہنچا ہے اس کے مطابق اس وقت سات خواتین ایسی ہیں جو تین سال کی مدت کراس کر چکی ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ جن تین خواتین کو اس وقت favour دی گئی ہے تو کیا وہ favour کسی پسند ناپسند کی وجہ سے دی گئی ہے اور جن خواتین کو favour نہیں دی جاتی ان کا کیا قصور ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر سماجی بہبود!

وزیر خصوصی تعلیم وسماجی بہبود: شکریہ۔ جناب سپیکر! first of all تو رولز آف بزنس ہیں اور ان میں ADP کی سکیمیں PC.1 کے مطابق بنائی جاتی ہیں۔ ان کا سوال تھا کہ کتنی خواتین ہیں جو پانچ سال سے زیادہ فیصل آباد کے اس وومن ہاسٹل میں رہائش پذیر ہیں تو وہ out of 63 تین تھیں اور ہمارا باقاعدہ ایک طریق کار ہے کہ پہلے خواتین کو نوٹس دیا جاتا ہے چونکہ یہ sensitive معاملات ہیں اور خواتین کے معاملات ہیں اور ابھی راولپنڈی میں ایک issue raise ہوا جہاں پر a woman had stayed beyond the period اس کے خلاف کارروائی کی then تو جے سالک صاحب نے ایک ہنگامہ کھڑا کر دیا the vast majority of women, I mean 99 percent واجبات وقت پر دیتی ہیں لیکن we are not in the policy of

throwing these ladies out تو میں نے ان تین خواتین کے بارے میں ڈی جی صاحب اور سیکرٹری صاحب کو ہدایات دی ہیں کہ انہیں بھی نوٹس دے کر وہاں سے فارغ کیا جائے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! وزیر موصوف بڑے قابل وزیر ہیں لیکن مجھے سمجھ نہیں آتی کہ میں سوال کچھ پوچھتی ہوں اور وہ جواب کچھ دیتے ہیں۔ پہلے میں نے مینجمنٹ کمیٹی کے بارے میں تین دفعہ پوچھا تھا تو اس پر انہوں نے کچھ اور جواب دیا۔ اب میں نے پوچھا ہے کہ کسی خاتون کو ہاسٹل میں رکھنے کی مدت قانون کے تحت تین سال ہے تو ایک خاتون سات سال اور دو خواتین پانچ پانچ سال سے وہاں ہیں اور پانچ ایسی خواتین ہیں جو عرصہ تین سال گزار چکی ہیں تو میں نے پوچھا یہ تھا کہ کیا ان تین خواتین کو favoritism کے تحت نوازا جا رہا ہے یا باقی اور خواتین ہیں اور یہ بھی پوچھنا چاہوں گی کہ کیا کسی خاتون کو فیصل آباد کے ہاسٹل سے زبردستی نکالا گیا ہے اور اگر کسی کو نکالا گیا ہے تو ان تین خواتین کی favoritism کی کیا وجہ ہے اور جس خاتون کو نکالا گیا تھا اس کی کیا وجہ ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر سماجی بہبود!

وزیر خصوصی تعلیم و سماجی بہبود: شکریہ۔ جناب سپیکر! I can categorically say that there is no political person involved جیسے میں نے عرض کیا تھا کہ 63 میں سے فیصل آباد دارالامان میں تین وہاں پر overstay ہیں اور انہیں مزید نوٹس دیئے جائیں گے but we do not want to throw them out of the hostel میں سمجھتا ہوں کہ سیاسی نہیں بلکہ ethical and moral issues ہیں اور ان کو مزید نوٹس دیئے جائیں گے and we will try to ask them کہ وہاں سے چلی جائیں اور میں یہاں کہہ دوں کہ جو تین خواتین وہاں رہ رہی ہیں تو ان میں they are paying the dues/bills تو ہم ان کو نوٹس کے ذریعے اور ہمارا قاعدہ یہ ہے کہ جو خاتون تین سال سے اوپر رہتی ہے تو اس کو ہر تین مہینے بعد نوٹس دیا جاتا ہے تو ہم اس process کو مزید strengthen کریں گے and we will try to vacate them.

جناب سپیکر: انہیں کب تک فارغ کریں گے؟

وزیر خصوصی تعلیم و سماجی بہبود: میں نے پرسوں جب بریفنگ لی تھی تو اسی وقت تاکید کر دی تھی کہ immediately اس پر عملدرآمد کریں۔

جناب سپیکر: محترمہ! وہ فرما رہے ہیں کہ جلد ہی انہیں ہاسٹل سے فارغ کر دیا جائے گا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں یہ بھی کہنا چاہوں گی کہ میں دوبارہ وضاحت کر دیتی ہوں کہ میں نے یہ کہا کہ باقی پانچ خواتین جو عرصہ تین سال گزار چکی ہیں تو کیا انہیں بھی اسی طرح توسیع ملے گی جس طرح پہلے ان تین کو ملی ہے یا انہیں throw کر دیا جائے گا اور ہم کسی کو نہیں چاہتے۔ ہم بالکل نہیں سننا چاہتے کہ کسی عورت کو باہر نکالا جائے لیکن میں یہ ضرور چاہوں گی کہ favoritism کی بنیاد پر کسی کو رکھا جائے اور باقی خواتین کو باہر نکال دیا جائے۔ یہ قانون کے خلاف ہے اور ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ تو یہ پانچ خواتین جو تین سال کا عرصہ گزار چکی ہیں تو کیا انہیں بھی اسی طرح ایکسٹینشن ملے گی اگر ان کی رہائش کا مناسب انتظام نہیں ہوتا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر سماجی بہبود! کیا کسی کو ایکسٹینشن دینے کا کوئی پروگرام تو نہیں ہے؟

وزیر خصوصی تعلیم و سماجی بہبود: جناب سپیکر! We have the authority to do that اگر ان کا کیس واقعی میرٹ پر ہوا تو ان کو گنجائش دی جائے گی on case to case basis But no body will be thrown out of the hostel. I assure you that.

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، اعجاز صاحب!

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے جز (د) میں یہ فرمایا ہے کہ ہاسٹل میں سرکاری خواتین کے علاوہ دیگر خواتین کو بھی رہائش دی گئی ہے جن میں سیمی گورنمنٹ، پرائیویٹ لمیٹڈ کمپنی بنک اور دوسرے کاروباری ادارے شامل ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جو تین خواتین جنہوں نے ہاسٹل پر قبضہ کیا ہوا ہے ان کا تعلق کس محکمے سے ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر سوشل ویلفیئر!

وزیر خصوصی تعلیم و سماجی بہبود: جناب سپیکر! This should come as a fresh question. I do not know کہ وہ کس محکمے سے ہے؟

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، سمیع اللہ خان صاحب!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ آج بے شک خواتین کا عالمی دن بھی ہے اور پاکستانی معاشرے میں خواتین کو عزت اور احترام سے بھی دیکھا جاتا ہے لیکن جب خواتین برادری یا مساوی حقوق کا دعویٰ کرتی ہیں تو کیا یہ above the law ہو جاتی ہیں؟ کیونکہ ان کے لئے بڑی واضح سٹیٹمنٹ دی ہے کہ کیونکہ وہ خواتین ہیں اس لئے اگر وہ رولز کو violate بھی کر رہی ہیں تو ہم ان کو ہاسٹل سے نہیں نکال سکتے۔ میں پھر دہرا رہا ہوں کہ خوش قسمتی سے آج خواتین کا عالمی دن بھی ہے اور ہم ان کے مساوی حقوق کی یہاں حمایت بھی کرتے ہیں تو کیا اگر کوئی مرد ایسا کرتا تو اس کو اٹھا کر پھینک دینا تھا میرا سوال یہ ہے کہ کیا وہ خواتین above the law ہو جاتی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر سماجی بہبود!

وزیر خصوصی تعلیم و سماجی بہبود: جناب سپیکر! مساوی سلوک کی بات نہیں ہو رہی ہے میں تو امتیازی سلوک کی بات کر رہا ہوں۔ ہمارے لئے جو females ہیں ہماری سوسائٹی میں ان کا ایک مقام ہے وہ ہماری بہنیں ہیں ہماری بیٹیاں ہیں ہم ان کی عزت کرتے ہیں اور جنت بھی ماؤں کے قدموں تلے ہے خدانخواستہ وہاں پر کوئی بحث شروع نہ ہو جائے میں تو صرف یہ کہہ رہا ہوں because these are respectable young working women یہ کام کرنے والی خواتین ہیں اگر ہمیں کوئی special request کرتی ہے کہ میں مجبور ہوں مجھے تین ماہ کی extension دی جائے تو I don't think وہ کسی بھی لحاظ سے discrimination ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ discrimination تب ہوتی ہے جب اس ہاسٹل میں مرد اور عورتیں ہوں۔ This is a women hostel. There is no discrimination at all. اگر ایک خاتون کسی مجبوری کے ساتھ ہمارے پاس آتی ہے تو I think we should have some moral courage to her a little extension.

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ آج چونکہ خواتین کا عالمی دن ہے تو میں اپنے honourable members کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ فتح مکہ کے موقع پر حضور اکرم ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ عورتوں کے تم پر خصوصی حقوق ہیں ان سے نرمی برتی جائے تو ہم مسلمان ہیں نرمی

کیوں نہ برتی جائے اگر کسی کو کوئی مجبوری ہے اور اس کی پرابلم کو دیکھتے ہوئے رکھا جائے تو ہم حضور اکرم ﷺ کی حدیث کے مطابق چل رہے ہیں اور یہ عالمی دن بھی اسی لئے ہے کہ عورتوں کو حقوق دیئے جائیں۔

جناب سپیکر: جی، تشریف رکھیں۔ اگلا سوال شیخ اعجاز احمد صاحب کا ہے۔

شیخ اعجاز احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 7890 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

خانیوال / پاکپتن میں ضلعی انفارمیشن آفیسرز کی تعیناتی

*7890: شیخ اعجاز احمد: کیا وزیر اطلاعات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس خانیوال کے انچارج آفیسر کا تبادلہ 17-12-04 کو ہوا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس پاک پتن کے انچارج آفیسر کا تبادلہ اس سے بھی پہلے ہوا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ دونوں دفاتر میں تاحال انچارج آفیسرز کی تعیناتی نہیں ہوئی، وجہ بیان فرمائی جائے؟

وزیر اطلاعات:

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست ہے۔ محکمہ ہذا کی خالی اسامیوں پر افسران کے تقرر کا کیس پنجاب پبلک سروس کمیشن پنجاب کے پاس زیر عمل تھا۔ تاہم اب ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس پاکپتن اور خانیوال میں انچارج افسران کی تعیناتی کر دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! وزیر اطلاعات نے جز (الف) اور (ب) میں یہ درست بتایا ہے کہ ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس خانیوال کے انچارج آفیسر کا تبادلے کی تاریخ بھی انہوں نے صحیح دی ہے اور اس کا پیریڈ بھی درست فرمایا ہے انہوں نے آگے جا کر یہ کہا ہے کہ محکمہ ہذا کی خالی اسامیوں پر افسران

کے تقرر کا کیس پنجاب پبلک سروس کمیشن کے پاس زیر عمل تھا تاہم اب ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس پاکپتن اور خانیوال میں انچارج افسران کی تعیناتی کر دی گئی ہے۔یہاں ساتھ ہی ایک سوال ہے اس میں انہوں نے یہ جواب دیا ہے کہ جب اس ڈیپارٹمنٹ میں کسی آفیسر کی تعیناتی کی جاتی ہے تو اس کو ریجنل آفس میں یا لاہور کے ہیڈ آفس میں ٹریننگ دے دی جاتی ہے۔ اس ٹریننگ میں انہوں نے یہ کیا ہے کہ 2006-04-08 کو یہ موصوف وہاں پر بھرتی ہوئے ہیں۔۔۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! یہ ضمنی سوال نمبر 7890 پر پوچھنا چاہتے تھے لیکن یہ دوسرے سوال کا جواب لے کر اس پر ضمنی سوال بنانا چاہتے ہیں۔یہ اگلے سوال کے متعلق ضمنی سوال پوچھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ اسی سوال کے متعلقہ ضمنی سوال کریں گے۔جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! اصل میں چوہدری صاحب کو صبح سے موقع نہیں ملا تھا اس لئے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، سوال کریں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! اس میں 2006-04-08 کو یہ موصوف بھرتی ہوتے ہیں جب میں یہ سوال جمع کراتا ہوں تو اس کے بعد ان کی 06-05-12 کو تعیناتی ہو جاتی ہے۔میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وہاں پر جو ڈیپارٹمنٹ کا سیٹ پرنسپل ہے کہ جس بندے کو ڈسٹرکٹ لیول پر آفیسر تعینات کیا جائے گا اس کی ٹریننگ ہو گی تو اس موصوف کی ٹریننگ کا کیا اہتمام کیا گیا ہے جن کی 08-04-2006 کو بھرتی ہوتی ہے اور 06-05-12 کو لگا دیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: شکریہ۔جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جب پراسیس پبلک سروس کمیشن کے ذریعے مکمل ہو جاتا ہے تو ان کی appointment due ہوتی ہے ان کو کرنے سے پہلے ہیڈ کوارٹر کے اوپر اس میں کوئی ٹائم مختص نہیں ہے ان کو کم سے کم وقت میں بھی ٹریننگ اور instruction دی جا سکتی ہے۔ان کو ٹریننگ اور instruction دینے کے بعد وہاں پر تعینات کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! وزیر موصوف کا جواب بڑا مبہم سا ہے اور میرا موقف یہ ہے کہ جو موصوف وہاں پر تعینات کئے گئے ہیں ان کو اس ڈیپارٹمنٹ سے متعلقہ کوئی ٹریننگ نہیں دی گئی اور ایک سیٹ پر نسپل ہے جو انہوں نے خود admit کیا ہے کہ ان کو ہیڈ کوارٹر پر ٹریننگ دی جاتی ہے لیکن اس کا عرصہ تھوڑا بھی ہو سکتا ہے اور زیادہ بھی ہو سکتا ہے لیکن انہوں نے جواب میں یہ نہیں بتایا کہ ٹریننگ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر! ان کو بغیر ٹریننگ دیئے ہوئے سفارش کی بنیاد پر وہاں پر تعینات کر دیا گیا ہے اور ان کو چونکہ اپنے کام کا پتا ہی نہیں ہے وہاں پر ہو کیا رہا ہے اور ان کی ماتحت ملازمین سے بن بھی نہیں پا رہی کیونکہ ان کو رولز اینڈ ریگولیشن کی ٹریننگ نہیں ہے اور وہاں پر ایک بیوہ خاتون ہے جس کو انہوں نے specially target کیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ موصوف وہاں پر اس جاب کے لئے فٹ نہیں ہیں اور وہاں ملازمین واویلا کر رہے ہیں تو کیا یہ ان کو وہاں سے ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! ان کے ضمنی سوال کا پہلا حصہ یہ تھا کہ کیا وہ سفارشی تعینات ہوا ہے تو میں عرض کرتا ہوں کہ وہ سفارشی نہیں ہے بلکہ ان کو میرٹ پر لگایا گیا ہے۔ دوسرا یہ وہاں کے ملازمین کے واویلے کی بات کر رہے ہیں تو واویلے والی بات ابھی تک ہمارے پاس نہیں پہنچی اگر پہنچی تو اس کو میرٹ پر دیکھا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اگلا سوال رانا سرفراز احمد خان صاحب کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں ان کے behalf پر ہوں۔ میرا سوال نمبر 8574 ہے جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع قصور۔بیت المال کے گزشتہ تین سالوں کے فنڈز اور تقسیم

*8574: رانا سرفراز احمد خان: کیا وزیر بیت المال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع قصور میں گزشتہ تین سالوں کے دوران محکمہ مذکور نے جتنی مالیت کے فنڈز جاری کئے ان کی سال وار تفصیلات بیان کی جائیں؟

(ب) یہ فنڈز کس کس مد میں تقسیم کئے گئے اور ان فنڈز سے استفادہ کرنے والے افراد کے نام، ولدیت اور پتا جات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر بیت المال:

(الف) ضلعی بیت المال کمیٹی قصور کو گزشتہ تین سالوں میں 2003 سے 2006 تک مبلغ -/89,88,531 روپے کی مالیت کے فنڈز جاری کئے گئے تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلعی بیت المال کمیٹی قصور کی طرف سے گزشتہ تین سالوں میں 2003 سے 2006 تک مبلغ -/85,97,400 روپے این جی اوز، مالی امداد، قرض بلا سود، تعلیمی وظائف، جہیز فنڈز اور علاج معالجہ کی مدات میں تقسیم کئے گئے جن کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میں وزیر بیت المال سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ان کے محکمے میں اس طرح کی کوئی تجویز زیر غور ہے کہ پرائیویٹ پبلک پارٹنرشپ کے ذریعے سے کوئی ایسا اسلامی بنک قائم کیا جائے جس کے ذریعے سے لوگوں کو جو بیروزگار ہوں یا کوئی کام کرنا چاہتے ہوں ان کا محکمہ ان کو بلا سود قرض فراہم کر سکے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر بیت المال!

وزیر بیت المال: شکریہ۔جناب سپیکر! اس طرح کا تو ہمارے پاس کوئی نہیں بلکہ ہم ان کو ایجوکیشن میں یا دوسرے مالی امداد میں کر رہے ہیں۔ بنک کا تو یہ ہے کہ ہم خود پنجاب گورنمنٹ سے grant-in-aid لیتے ہیں اس لئے ہمارا تو اس طرح کا set up بنانے کا کوئی ارادہ نہیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔اگلا سوال محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔جناب سپیکر!سوال نمبر8508۔جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھاہواتصور کیاجاتاہے۔

ڈی جی سماجی بہبود کا سال05-2004کا بجٹ اوراخراجات

*8508: **محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری:** کیاوزیرسماجی بہبودازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) مالی سال05-2004کے دوران ڈی۔جی سماجی بہبود کو کتنی رقم بجٹ میں کس کس مد کے لئے فراہم کی گئی؟

(ب) کتنی رقم ترقیاتی اور کتنی غیر ترقیاتی منصوبوں پر خرچ ہوئی؟

(ج) اس عرصہ کے دوران کتنی رقم سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے/ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

(د) اس عرصہ کے دوران کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی مرمت اور ڈیزل/پٹرول پر خرچ ہوئی؟

(ہ) اس عرصہ کے دوران ڈی۔جی سماجی بہبود کے تحت جو جو ترقیاتی کام سرانجام دیئے گئے، ان کے نام اور تخمینہ لاگت کی تفصیل دی جائے؟

وزیر سماجی بہبود:

(الف) مالی سال05-2004 کے دوران ڈائریکٹر جنرل سماجی بہبود کو مبلغ133.904ملین روپے کی رقم فراہم کی گئی، جس کی تفصیل تتمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مالیاتی سال05-2004 میں43.073ملین روپے ترقیاتی منصوبوں پر خرچ ہوئے اور جبکہ غیر ترقیاتی منصوبوں پر89.262ملین خرچ ہوئے۔

(ج) مالی سال05-2004 میں سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور الاؤنسوں پر مبلغ 18.546 ملین روپے خرچ ہوئے جبکہ 0.169 ملین روپے ٹی اے/ڈی اے پر خرچ ہوئے۔

(د) سرکاری گاڑیوں کی مرمت پر مبلغ0.333 ملین روپے خرچ ہوئے جبکہ ڈیزل/پٹرول پر مبلغ1.486 ملین روپے خرچ ہوئے۔

(ہ) ترقیاتی منصوبوں کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ 2004-05 کے لئے میں نے ڈی جی سماجی بہبود کے بارے میں پوچھا تھا، پہلے تو میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ڈی جی سماجی بہبود کی qualification کیا ہے اور کیا جو 2004-05 میں ڈی۔ جی تھے اب بھی وہی ہیں؟ دوسری بات یہ ہے کہ مجھے سوال کے جواب میں جو ترقیاتی منصوبوں کی فہرست فراہم کی گئی ہے اس میں، میں آپ کو بتانا چاہوں گی کہ ڈویلپمنٹ اور نان ڈویلپمنٹ کا اگر ہم comparison دیکھیں کہ کہاں جاتا ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ ڈویلپمنٹ اور نان ڈویلپمنٹ میں فرق ہوتا ہے۔ غیر ترقیاتی رقم ڈبل ہے اور جو ترقیاتی رقم ہے وہ اس سے آدھی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اگر ترقیاتی کاموں کی لسٹ فراہم کی گئی ہے تو جس طرح allocation of fund تھا وہ کبھی بھی properly use نہیں ہوا اور خاص طور پر GRAP کے بارے میں یہ ہے کہ 2.600 ملین روپے جو allocation کی گئی تھی وہ صرف 0.769 ملین روپے استعمال ہوئی اور آپ کو یاد ہو گا کہ بجٹ کے اجلاس میں یہ GRAP پروگرام announce کر کے پنجاب گورنمنٹ نے بہت بڑا کریڈٹ لینے کی کوشش کی تھی کہ اس GRAP پروگرام کے بعد خواتین کی زندگی میں بہت بڑا miracle آنے والا ہے۔

جناب سپیکر: آپ پوچھنا کیا چاہ رہی ہیں؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ GRAP پروگرام میں جتنی allocation ہوئی تھی وہ بھی استعمال نہیں ہوئی اور جو استعمال ہوئی وہ کہاں استعمال ہوئی ہے اور پہلی بات کہ ڈی جی سماجی بہبود کی qualification کیا ہے اور جو پہلے تھے کیا اب بھی وہی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر سماجی بہبود!

وزیر خصوصی تعلیم و سماجی بہبود: جناب سپیکر! اس وقت جو ڈائریکٹر جنرل سوشل ویلفیئر ہیں وہ گریڈ 20 کے آفیسر ہیں اور وہ ڈسٹرکٹ مینجمنٹ گروپ سے ہیں، وہ سول سرونٹ ہیں۔ جہاں تک GRAP پروگرام کا تعلق ہے تو یہ ہماری حکومت نے شروع کیا تھا۔

جناب سپیکر: ان کا سوال یہ تھا کہ ان کی تقرری کب سے ہے اور اس سیٹ پر کب سے کام کر رہے ہیں؟

وزیر خصوصی تعلیم و سماجی بہبود: یہ 2006 سے کام کر رہے ہیں۔ جہاں تک Gender Reforms Action Programme ہے تو اس میں یہ ہے کہ یہ ہماری حکومت نے شروع کیا تھا اور یہ بہت اہم پروگرام ہے۔ یہ جو 2004-05 کے سال میں utilization ہے یہ کم ہوئی تھی۔ چیف منسٹر صاحب نے ایک separate women ministry شروع کی ہے، اب یہ پروگرام which is under their purview with the assistance of Social Welfare Department. اس کو مزید انشاء اللہ تعالیٰ اس سال بہتر کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ اتنی sense تو مجھے بھی ہے۔ میں نے تو ان کی qualification پوچھی ہے کہ کیا ان کا سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ سے کوئی تعلیمی background ہے؟ سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ کا ہمیشہ سے یہ problem رہا ہے کہ وہ ایڈہاک ازم پر چلتا آیا ہے۔ میں منسٹر سے اگر شروع کروں تو صغریٰ امام دیکھیں، اس کے بعد ایڈہاک ازم، آشفہ کا کچھ دیر کے لئے، پھر اس کے بعد ظل ہما کی unfortunate death ہم نے دیکھی تو اس بے چارے ڈیپارٹمنٹ کی مجبوری یہ رہی ہے کہ یہ ایڈہاک ازم پر رہا ہے تو میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں، ہمارے ملک کا problem یہ ہے کہ ہم کبھی بھی کسی ڈیپارٹمنٹ کی expertise والے لوگ استعمال نہیں کرتے، جس بندے کا سوشل ویلفیئر سے کوئی تعلق نہیں ہوگا، جس میں ایجوکیشن نہیں ہوگی تو اس کو آپ نے ڈی۔ جی سوشل ویلفیئر بنایا ہوا ہے تو وہ سوشل ویلفیئر کے اوپر کیا کام کرے گا؟ دوسرا جو GRAP پروگرام کے بارے میں منسٹر صاحب نے کہا ہے تو میں آپ کی اطلاع کے لئے عرض کروں، اس ہاؤس کی اطلاع کے لئے عرض کروں کہ GRAP پروگرام 2004 میں launch کیا گیا تھا اور دو سال یعنی 2006 تک اس میں recruitments بھی نہیں ہو سکیں۔ ان کا جو اتنا اہم پروگرام ہے اور اگر اس کی یہ حالت ہے تو آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ عورتوں کے باقی جو مسائل ہیں ان کا کیا ہوتا ہو گا۔ یہ بتائیں کہ ڈی۔ جی سوشل ویلفیئر کی educational background کیا ہے، کیا ان کا سوشل ویلفیئر سے کوئی تعلق ہے، GRAP پروگرام کی اب کیا situation ہے؟

جناب سپیکر: بی بی! ایجوکیشن کا تو انھوں نے بتا دیا ہے کہ وہ پی سی ایس آفیسر ہیں۔ وہ تو پہلے بتا چکے ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی یہی عرض کی ہے کہ ہمارے ملک کی problem ہی یہی ہے، اگر میں پی آئی اے کی بات کروں تو ہمارا بیشک وہ subject نہیں بنتا، پی آئی اے کی اب حالت یہ ہے کہ ہم نے irrelevant اور غلط لوگوں کے ہاتھوں میں تمام محکمے سونپے ہوئے ہیں۔ جن کا سوشل ویلفیئر سے کوئی تعلق نہیں ہے؟ جن کا پی آئی اے سے کوئی تعلق نہیں ہے، جن کا واپڈا سے کوئی تعلق نہیں ہے اسی لئے اس ملک میں تمام محکموں کی تباہی ہو رہی ہے تو non-expert اور غلط قسم کے لوگ appoint کئے جاتے ہیں وہ محکموں کی تباہی کا باعث بنتے ہیں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ اے ڈی پی میں جو سکیمیں ہیں اس حوالے سے 2004-05 کے بارے میں یہاں سکیم نمبر 1044 کے بارے میں لکھا ہوا ہے کہ یہ 10 ملین روپے کی سکیم تھی اور 2002-05 کے اندر 3.83 ملین روپیہ رکھا گیا تھا۔ اب یہ 2007 ہے، میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو پناہ کے نام سے ایک سکیم ہے، اس وقت بہاولپور اور ملتان کے اندر اب اس کی کیا پوزیشن ہے، کیا یہ مکمل ہو گئی ہے، آپریشنل ہو گئی ہے یا ابھی under construction ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر سماجی بہبود!

وزیر خصوصی تعلیم و سماجی بہبود: جناب سپیکر! میں نے جیسے عرض کیا تھا کہ سی۔ ایم صاحب نے 2003 میں وومن ڈویلپمنٹ کی ایک separate منسٹری شروع کی تھی اور اس کا مقصد ہی یہ تھا کہ یہ جو وومن کے معاملات ہیں ان میں بہتری لائی جائے۔ جہاں تک ان کی ان سکیموں کا تعلق ہے جو 2004 کا ذکر کیا ہے۔ The scheme has been 100 percent been completed.

جناب سپیکر: جی، رانا ثناء اللہ خان!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس میں ڈی جی سوشل ویلفیئر کے جو اخراجات بتائے گئے ہیں اس میں ٹرانسپورٹ میں ایک رقم دو کروڑ چھتیس لاکھ اٹھائیس ہزار روپے ہے، اسی طرح ٹرانسپورٹ کی maintenance پر آٹھ لاکھ اٹھاسی ہزار روپے ہے، اسی طرح پی او ایل چارجز میں سترہ لاکھ روپے ہے۔ ٹرانسپورٹ میں پندرہ لاکھ روپے ہے، ٹیلیفون میں آٹھ لاکھ ہے۔ یہ اتنا زیادہ خرچہ جو ہے اس کی کیا justification ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر سماجی بہبود!

وزیر خصوصی تعلیم و سماجی بہبود: جناب سپیکر! اس میں زیادہ کام field base ہوتا ہے اور field based کام میں ظاہر ہے کہ اخراجات پڑتے ہیں۔ اس کے علاوہ 35 دارالامان بنائے گئے تھے، ان کے لئے بھی گاڑیاں خریدی تھیں، ان کا بھی جو پی او ایل ہے وہ اس میں شامل ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، چودھری اعجاز احمد سماں صاحب!

چودھری اعجاز احمد سماں: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ب) میں کتنی رقم ترقیاتی اور کتنی غیر ترقیاتی منصوبوں پر خرچ ہوئی، تتمہ (ب) میں انھوں نے جواب لکھا کہ 92 ملین اس میں estimate and cost ہے، ٹوٹل 17 ملین روپے خرچ ہوا، یہ جتنی allocation تھی اس میں کم خرچ کیوں ہوا؟ اس پوری سکیم کو 92 ملین روپے پر آج تک implement کیوں نہیں کیا گیا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر سوشل ویلفیئر!

وزیر خصوصی تعلیم و سماجی بہبود: جناب سپیکر! میں نے اسی طرف اشارہ کیا تھا کہ schemes کا جو implementation تھا اس میں there were some delays لیکن بہت ساری پھر اگلے سال مکمل کر لی گئی تھیں تو میں نے جیسے عرض کیا ہے کہ اس کو مزید بہتر بنائیں گے، جہاں اہلکار implementation میں slow ہوتے ہیں ان کے خلاف کارروائی بھی کی جاتی ہے۔ میں agree کرتا ہوں کہ کچھ سکیموں میں delay ہوا ہے لیکن پھر اگلے سال بہت ساری سکیمیں مکمل کر لی گئی تھیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ خالدہ منصور صاحبہ کا ہے۔

محترمہ خالدہ منصور: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 8614 ہے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ خالدہ منصور: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

ڈائریکٹوریٹ آف پبلک ریلیشنز فیصل آباد۔ خالی اسامیوں کو پر کرنے کا مسئلہ

*8614: محترمہ خالدہ منصور: کیا وزیر اطلاعات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈائریکٹوریٹ آف پبلک ریلیشنز فیصل آباد میں 05-01-1997 سے آرٹیکل رائٹر کی پوسٹ خالی پڑی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اسی دفتر میں 10-12-2002 سے فلم آپریٹر کی سیٹ بھی خالی پڑی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ دفتر میں 19-02-2003 سے اردو سٹینو گرافر کی بھی اسامی خالی پڑی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ دفتر میں فوٹو گرافر کی سیٹ بھی 20-07-2004 سے خالی پڑی ہے؟

(ہ) اگر مذکورہ بالا سوالات کے جواب اثبات میں ہیں تو اس کی وجہ کیا ہے کیا حکومت متذکرہ بالا اسامیوں fill کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر اطلاعات:

(الف) درست ہے۔

(ب) مسٹر توقیر عباس، فلم آپریٹر کو ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس، ٹوبہ ٹیک سنگھ سے تبادلہ کر کے ریجنل انفارمیشن آفس فیصل آباد میں تعینات کر دیا ہے۔

(ج) درست ہے۔

(د) درست ہے۔

(ہ) دوسرے ریجنل / ضلعی انفارمیشن اور ہیڈ کوارٹر لاہور کی طرح ڈائریکٹوریٹ آف پبلک ریلیشنز فیصل آباد میں بھی آرٹیکل رائیٹر، فلم آپریٹر اور اردو سٹینو گرافر کی اسامیاں خالی پڑی تھیں جن کا بھرتی کے لئے کیس حکومت کو بھجوایا گیا تھا لیکن حکومت نے ریکروٹمنٹ پالیسی 2004 کے تحت صرف 48 اسامیاں پر کرنے کی اجازت دی جس میں فیصل آباد کی مندرجہ بالا اسامیاں شامل نہ تھیں۔ مزید برآں محکمہ نے بذریعہ چٹھی نمبری پی آر (ای) 4051/2005 مورخہ 28-09-2005 کو 124 خالی اسامیاں پر کرنے کے لئے حکومت سے گزارش کی تھی جس میں ڈائریکٹوریٹ آف پبلک ریلیشنز فیصل آباد کی مذکورہ بالا اسامیوں کے علاوہ فوٹو گرافر کی اسامی بھی شامل تھی لیکن حکومت نے صرف سکیل نمبر 1 تا 4 بھرتی کرنے پر سے پابندی اٹھائی اور اس سلسلہ میں

محکمہ کو 39 خالی اسامیاں پر کرنے کی اجازت دی۔

تاہم محکمہ نے بذریعہ چٹھی نمبری پی آر (ای) 1231/2006 مورخہ 17-03-2006 کو حکومت سے 78 خالی اسامیاں پر کرنے کی اجازت طلب کی ہے جس میں فیصل آباد آفس کی مذکورہ اسامیاں بھی شامل ہیں جو کہ حکومت پنجاب کے زیر غور ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ خالدہ منصور: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 2006 میں حکومت نے فیصل آباد کے اس آفس کے لئے 78 اسامیوں کی منظوری لی لیکن ایک سال کا عرصہ گزر گیا اور ابھی تک اس پر عملدرآمد نہیں ہوا۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس process میں کتنا وقت اور لگے گا جبکہ ملکی حالات اتنے خراب ہیں، بے روزگاری انتہا کو پہنچی ہوئی ہے، 78 لوگوں کو اگر ایک نوکری ملتی ہے تو کتنے خاندانوں کا اس میں بھلا ہوتا ہے۔ حکومت کا اتنا لمبا process کب تک جاری رہے گا کہ یہ جو 78 اسامیاں ہیں یہ کب تک fill کریں گے، منسٹر صاحب مجھے بتا دیں کہ اس process میں کتنا مزید وقت لگے گا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! جن 78 اسامیوں کا میری بہن ذکر فرما رہی ہیں۔ اس بارے میں جواب میں لکھا ہوا ہے کہ ”بذریعہ چٹھی نمبری پی آر (ای) 1231/2006 مورخہ 17-03-2006 کو حکومت سے 78 خالی اسامیاں پر کرنے کی اجازت طلب کی ہے جس میں فیصل آباد آفس کی مذکورہ اسامیاں بھی شامل ہیں جو کہ حکومت پنجاب کے زیر غور ہے“ اس میں latest development یہ ہے کہ ہم نے third phase کی جو سمری بھیجی تھی وزیراعلیٰ صاحب نے اسے approve کر دیا ہے اب ہم فوری طور پر ان اسامیوں کو پر کرنے والے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شیخ اعجاز احمد صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے چٹھی نمبری کا حوالہ دے کر فرمایا ہے کہ وزیراعلیٰ صاحب نے سمری approve کر دی ہے۔ چلیں، بڑی اچھی بات ہے اس سے بہت سارے لوگوں کو روزگار ملے گا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا یہ بھرتی میرٹ پر ہو گی یا سیاسی بنیادوں پر ہو گی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! جیسا کہ جناب کے بھی علم میں ہے کہ اس حکومت میں جتنی بھرتیاں ہوئی ہیں تمام کی تمام میرٹ پر ہوئی ہیں۔ اسی طرح میں اپنے بھائی کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ یہ بھرتیاں بھی میرٹ پر ہوں گی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال ملک محمد اقبال چنڑ صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 8645، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

جون 2006 محکمہ بیت المال میں بھرتی کی تفصیل

***8645: ملک محمد اقبال چنڑ:** کیا وزیر بیت المال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ بیت المال میں بھرتی کے لئے جون 2006 میں درجہ چہارم کی مختلف اسامیوں کے لئے انٹرویو ٹیسٹ لیا گیا، جو کہ سیکرٹری ضلعی بیت المال گڑھی شاہو لاہور کے دفتر میں لئے گئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان اسامیوں پر میٹرک، ایف اے اور اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد کو نظر انداز کر کے ان پڑھ انڈر میٹرک افراد کو بھرتی کیا گیا؟

(ج) بھرتی ہونے والے افراد کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومی سائل اور پتا جات کی تفصیل نیز ان کی تعلیمی اسناد کی کاپیاں فراہم کی جائیں؟

(د) ان افراد کو بھرتی کے لئے جو کمیٹی تشکیل دی گئی اس میں شامل افسران کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل دی جائے؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ مسٹر محمد سلیم اختر ولد محمد جمیل نے درجہ چہارم کی مختلف اسامیوں پر بھرتی کے لئے 7-جون اور 8-جون 2006 کو انٹرویو دیا؟

(و) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان کو میٹرک پاس اور میرٹ پر آنے کے باوجود بھرتی نہیں کیا گیا، کیا حکومت اس کو بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر بیت المال:

(الف) یہ درست نہ ہے کیونکہ جون2006 میں درجہ چہارم کی مختلف اسامیوں کے لئے انٹرویو/ٹیسٹ جو کہ سیکرٹری ضلعی بیت المال کمیٹی گڑھی شاہو، لاہور کے دفتر میں لئے گئے ان کا تعلق محکمہ بیت المال سے نہ تھا بلکہ محکمہ سوشل ویلفیئر سے تھا۔

(ب) یہ درست نہ ہے کیوں کہ بھرتی حکومت پنجاب کی بھرتی پالیسی کے مطابق کی گئی ہے۔

(ج) تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) بھرتی کمیٹی کی تفصیل:۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	گریڈ
1۔	عبدالغفار شیخ	ڈائریکٹر (ایڈمن)	بی ایس۔ 18
2۔	محمد سلیمان	ڈائریکٹر (پی اینڈ ای)	بی ایس۔ 18
3۔	چودھری غلام سرور	اسسٹنٹ ڈائریکٹر (ایڈمن)	بی ایس۔17

(ہ) جی ہاں درست ہے۔

(و) محمد سلیم ولد محمد جمیل درخواست گزار میٹرک پاس ہونے کے باوجود بھرتی پالیسی کے مطابق میرٹ پر نہیں آیا۔ لہذا اس کی درخواست مسترد کی جا چکی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! چونکہ یہ بھرتی کے حوالے سے سوال کیا گیا ہے لہذا میں وزیر موصوف سے عرض کروں گا کہ سکیل ایک سے پانچ کی جو نوکریاں ہیں، سابقہ ادوار کے برعکس اس دفعہ موجودہ حکومت نے ان کو all Punjab مشتہر کیا ہے جس کے نتیجے میں ہوتا یہ ہے کہ ہمارے جو جنوبی پنجاب کے علاقے ہیں وہاں پر دوسرے اضلاع کے لوگوں کو چپڑاسی، بیلدار اور مالی وغیرہ رکھ لیا جاتا ہے۔ بہاولپور کے اندر ایک کھجور انسٹیٹیوٹ بنایا گیا اس میں 21 اسامیاں تھیں۔ جن میں سے دو آفیشل کیڈر کی تھی باقی 19 میں سے صرف ایک جمعدار بہاولپور کو ملا جبکہ باقی اٹھارہ اسامیاں جن میں مالی، بیلدار تھے وہ گجرات، منڈی بہاؤالدین، گجرانوالہ اور فیصل آباد سے آئے تھے۔ یہ ہماری بہت زیادہ حق تلفی ہے۔ اس طرح سے پسماندہ اضلاع کے لوگ محروم رہ جاتے ہیں جس سے ناانصافی کی لہر پیدا ہوتی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا حکومت اس کی تصحیح کے لئے تیار ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر بیت المال صاحب!

وزیر بیت المال: جناب سپیکر! ہمارے محکمہ میں 2006 میں کوئی بھرتی نہیں ہوئی۔ شاید یہ misprint ہو گیا ہے۔ ہمارے محکمہ میں اس طرح کی کوئی بھرتی نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر خصوصی تعلیم و سماجی بہبود: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

2004 کے دوران این جی اوز کو بیت المال سے جاری فنڈز و دیگر تفصیلات

*6849: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر بیت المال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب کی کن این جی اوز کو پنجاب بیت المال سے 2004 کے دوران گرانٹ جاری کی گئی ہے اور کل کتنی رقم اس مد میں ادا کی گئی ہر ایک این جی او کی علیحدہ علیحدہ گرانٹ کی تفصیل بتائی جائے؟

(ب) متذکرہ این جی اوز کیا کام انجام دے رہی ہیں کیا حکومت ان کے کام، کارکردگی اور فنڈز کے استعمال کی نگرانی کرتی ہے اور اگر کرتی ہے تو اس کا کیا طریق کار ہے، تفصیل بتائی جائے؟

(ج) جن این جی اوز کو فنڈز ادا کئے گئے ان فنڈز کا آڈٹ کیا جاتا ہے؟

(د) کیا کبھی کسی این جی او کے خلاف فنڈز کا غلط استعمال کرنے پر کارروائی کی گئی ہے اگر جواب ہاں میں ہے تو تفصیل بتائی جائے اور اگر ایسا نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر بیت المال:

(الف) پنجاب کی 34 این جی اوز کو بیت المال سے سال 2004 کے دوران مبلغ -/1,04,27,000 روپے گرانٹ جاری کی گئی جن کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) بیت المال رولز مجریہ 2003 کے مطابق ان کی نگرانی کی جاتی ہے۔ کاپی تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جن این جی اوز کو فنڈ ادا کیا جاتا ہے ان کی جواب (ب) میں درج بالا رولز کے تحت مناسب استعمال کو یقینی بنانے کے لئے نگرانی کی جاتی ہے۔

(د) نہیں۔ کبھی کسی این جی اوز کے بارے میں گرانٹ کے غلط استعمال کی شکایت وصول نہ ہوئی ہے۔

ضلع بہاولپور میں قائم دارالامان کی تعداد و تفصیل

*8542: محترمہ پروین مسعود بھٹی: کیا وزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع بہاولپور میں کتنے دارالامان ہیں اور کس کس تحصیل میں ہیں؟

(ب) بہاولپور کے دارالامان میں کتنا عملہ ہے، گریڈ وار نام اور عہدہ بیان کریں؟

(ج) دارالامان میں اس وقت کتنی خواتین قیام پذیر ہیں؟

(د) کیا دارالامان کی بلڈنگ حکومت کی ہے یا کرائے کی ہے، اگر کرایہ پر ہے تو کتنا کرایہ ہے اور کتنے کمروں پر مشتمل ہے؟

وزیر سماجی بہبود:

(الف) ضلع بہاولپور میں صرف ایک دارالامان 1973 سے قائم ہے جو کہ بہاولپور تحصیل میں ہے اور ضلعی سطح پر کام کر رہا ہے۔

(ب) گورنمنٹ دارالامان بہاولپور میں کل دس اسامیاں منظور شدہ ہیں اور ان پر درج ذیل عملہ تعینات ہے:۔

1۔ مسز سحر صدیقہ سپرنٹنڈنٹ گریڈ 17
2۔ مسٹر عمران جمیل کمپیوٹر آپریٹر گریڈ 12
3۔ مسٹر محمد قاسم اسسٹنٹ گریڈ 11

4۔ مسز نجمہ سلطانہ ہیڈی کرافٹ ٹیچر گریڈ08
5۔ مسز شاہد پروین ہینڈی کرافٹ ٹیچر گریڈ08
6۔ ضیاء الرحمٰن ڈرائیور گریڈ04
7۔ محمد سلیمان نائب قاصد گریڈ01
8۔ محمد فیاض نائب قاصد گریڈ01
9۔ محمد اقبال چوکیدار گریڈ01
10۔ نعیم اختر خاکروب گریڈ01

(ج) گورنمنٹ دارالامان بہاولپور میں اس وقت 50 خواتین اور 19 بچے قیام پذیر ہیں۔

(د) گورنمنٹ دارالامان بہاولپور کی بلڈنگ سرکاری ہے اور 21 کمروں پر مشتمل ہے۔

ملتان ریجن کے تحت ضلعی دفاتر میں تعینات انفارمیشن آفیسرز سے متعلقہ تفصیل

*8988: محترمہ خالدہ منصور: کیا وزیر اطلاعات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ریجنل انفارمیشن آفس ملتان ریجن کے ماتحت ضلعی دفاتر میں ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفیسرز کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) ان میں سے محکمانہ پروموٹی اور ڈائریکٹ پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے آنے والے انفارمیشن افسران کے الگ الگ نام، تاریخ بھرتی و تقرری اور جگہ تعیناتی بیان کی جائے؟

(ج) کیا پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ڈائریکٹ بھرتی ہونے والے انفارمیشن آفیسرز کو ضلعی دفاتر میں تعیناتی سے قبل کوئی ٹریننگ دی گئی؟

(د) کیا ڈائریکٹ بھرتی ہونے والے افسران کو کسی سیاسی اپروچ کی بنیاد پر اضلاع میں تعینات کیا گیا ہے، ایسے افسران کے نام اور جگہ تعیناتی بیان کی جائے نیز کیا ایسے افسران کو وہاں سے ٹرانسفر کرنے یا ٹریننگ دینے کا حکومت کوئی ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر اطلاعات:

(الف) ریجنل انفارمیشن آفس ملتان ریجن کے ماتحت ضلعی دفاتر ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفیسرز کی تعداد پانچ ہے۔

(ب) ان دفاتر میں کام کرنے والے افسران کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نام مع عہدہ	ضلع دفتر	تاریخ بھرتی	تاریخ تعیناتی	مروجہ طریق برائے بھرتی
1۔ مسٹر سرفراز اللہ انفارمیشن آفیسر	ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس ساہیوال	16-02-94	20-12-04	ڈائریکٹ پبلک سروس کمیشن کے ذریعہ
2۔ مسٹر عمران اسلم انفارمیشن آفیسر	ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس خانیوال	08-04-6	12-05-06	ڈائریکٹ پبلک سروس کمیشن کے ذریعہ
3۔ مسٹر جاوید بشیر بلوچ انفارمیشن آفیسر	ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس لودھراں	11-04-92	25-12-05	ڈائریکٹ پبلک سروس کمیشن کے ذریعہ
4۔ مسٹر ماجد علی شاہ انفارمیشن آفیسر	ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس وہاڑی	22-03-88	01-06-02	محکمانہ پروموٹی
5۔ مسٹر محمد اقبال انفارمیشن آفیسر	ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس پاکپتن	01-11-82	11-03-06	محکمانہ پروموٹی

(ج) جی ہاں۔ پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ڈائریکٹ بھرتی ہونے والے انفارمیشن آفیسرز کو ضلعی دفاتر میں تعیناتی سے قبل ہیڈکوارٹرز آفس لاہور میں پیشہ ورانہ امور کے بارے ٹریننگ دی گئی تاکہ ضلعی و دیگر دفاتر میں مستعدی سے کام کر سکیں۔

(د) ڈائریکٹ بھرتی ہونے والے انفارمیشن افسروں کو ہیڈکوارٹرز آفس لاہور میں پیشہ ورانہ امور کے بارے میں ابتدائی ٹریننگ کے بعد محکمہ میں موجود خالی اسامیوں بشمول ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس خانیوال میں میرٹ اور صرف میرٹ کی بنیاد پر تعینات کیا گیا۔

بہاولپور میں قائم صنعت زار سے متعلقہ تفصیلات

*8542A: محترمہ پروین مسعود بھٹی: کیا وزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع بہاولپور میں صنعت زار میں تربیت حاصل کرنے والی لڑکیوں اور اساتذہ کی تعداد بیان کریں؟

(ب) ضلع بہاولپور میں صنعت زار سماجی ادارہ کے زیر نگرانی خواتین کا ہاسٹل ہے، ہاسٹل کے کمروں کی تفصیل اور وہاں رہائش پذیر خواتین کے نام، ایڈریس اور محکمہ جات کی تفصیل دی جائے؟

(ج) ہاسٹل میں داخلہ کی شرائط اور فراہم کردہ سہولیات کیا ہیں؟

(د) داخلہ کا طریق کار کیا ہے؟

(ہ) ہاسٹل میں رہنے کی فیس کیا ہے؟

(و) اور عملہ کتنا ہے، تفصیل دی جائے؟

وزیر سماجی بہبود:

(الف) صنعت زار بہاولپور میں اس وقت کل 132 لڑکیاں زیر تربیت ہیں اور ان لڑکیوں کو تربیت دینے کے لئے 04 کرافٹ سپروائزر اور ایک ٹیلر کم کٹر تعینات ہیں۔

(ب) ہاسٹل برائے خواتین محکمہ سماجی بہبود ایک علیحدہ ادارہ ہے اور صنعت زار کے زیر نگرانی نہ ہے۔ ہاسٹل برائے کارکن خواتین میں بورڈز کی رہائش کے لئے 4 کمرے کیوبیکل اور 14 ڈار میٹری کمرے ہیں ہاسٹل میں اس وقت 33 خواتین رہائش پذیر ہیں ان خواتین کے نام ایڈریس اور محکمہ جات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) حکومت پنجاب ڈائریکٹوریٹ جنرل سوشل ویلفیئر پنجاب لاہور کی جانب سے وقتاً فوقتاً موصول ہونے والی ہدایات برائے ہاسٹل میں داخلہ کی شرائط اور فراہم کردہ سہولیات کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ہاسٹل میں داخلہ پہلے آئیں کی بنیاد پر دیا جاتا ہے جس کے لئے سادہ داخلہ فارم پر کر کے دفتر آفیسر انچارج کے پاس جمع کرایا جاتا ہے۔ سیٹ خالی ہونے پر داخلہ دیا جاتا ہے۔ داخلہ فارم کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) کیوبیکل روم رینٹ -/600 روپے اور ڈار میٹری روم کا کرایہ -/200 روپے فی سیٹ فی کس ماہوار مقرر ہے اور مبلغ -/50 روپے ماہوار ویلفیئر فنڈ ادا کرنے ہوتے ہیں ڈار میٹری روم میں تین خواتین کے رہنے کی گنجائش ہوتی ہے یہ تمام کرایہ کے ریٹس حکومت پنجاب ڈائریکٹوریٹ جنرل سوشل ویلفیئر پنجاب لاہور کی جانب سے مقرر کردہ ہوتے ہیں۔

(و) ہاسٹل برائے کارکن خواتین بہاولپور میں حکومت پنجاب کی جانب سے منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 6 ہے جن کی تفصیل ذیل میں درج ہے:-

1- سوشل ویلفیئر آفیسر گریڈ 17،(1)　　2- جونیئر کلرک گریڈ 5 (1)
3- باورچی گریڈ 01 (2)　　4- نائب قاصد گریڈ 01 (1)
5- خاکروب گریڈ 01 (1)

ضلع قصور۔ سماجی بہبود کے فلاحی اور خواتین
کو ہنر مندی کی تعلیم کے اداروں کی تفصیل

*8554: محترمہ صغیرہ اسلام۔ کیا وزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع قصور میں سماجی بہبود کے تحت فلاحی ادارے کس کس جگہ کام کر رہے ہیں؟

(ب) کتنے ادارے خواتین کو ہنر مندی کی تعلیم دے رہے ہیں اور وہاں کیا کیا ہنر سکھائے جاتے ہیں؟

(ج) خواتین جن کو ہنر مندی کی تعلیم دی جاتی ہے کیا ان سے ماہانہ فیس یا فنڈ کے طور پر رقم لی جاتی ہے؟

(د) جو لوگ ان اداروں کے سربراہ ہیں ان کے نام اور عہدہ کی تفصیل دی جائے؟

وزیر سماجی بہبود:

(الف) صرف ایک ادارہ (صنعت زار) خواتین کی فلاح کے لئے کام کر رہا ہے۔

(ب) مندرجہ ذیل کورسز اس ادارے میں کروائے جاتے ہیں۔

1۔ سلائی اور کڑھائی 2۔ کشیدہ کاری
3۔ ایمبرائیڈری 4۔ ہاتھ کی بنائی
5۔ ٹائی اینڈ ڈائی 6۔ بیوٹی پارلر
7۔ مکرامہ نیٹنگ

(ج) جن خواتین کو ہنر کی تعلیم دی جاتی ہے ان سے مندرجہ ذیل فیس لی جاتی ہے:۔

	داخلہ فیس	کورس فیس
سلائی اور کٹائی	50	100
تارکشی	50	100
مشین اینڈ ایمبرائیڈری	50	100
مشین اور ہاتھ کی بنائی	50	250
ٹائی اینڈ ڈائی	50	200
مکرامہ بننا	50	100
بیوٹی پارلر	500	3000

(د)

مسٹر ندیم الرحمٰن	منیجر (ایڈیشنل چارج)
مسٹر نظر حسین	ٹیلر کم کٹر
مس فضیلت زبیر	کرافٹ سپروائزر
مس شمیم خورشید	کرافٹ سپروائزر
مس یاسمین یوسف	کرافٹ سپروائزر

پارٹ ٹائم 50 فیصد ٹوٹل انکم پر ایک بیوٹیشن کام کر رہی ہے۔

ضلع گوجرانوالہ میں قائم خواتین کے دستکاری سکولز اور ہنر مندی سے متعلقہ تفصیلات

*8606: لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ سماجی بہبود و ترقی خواتین کے ضلع گوجرانوالہ میں قائم دستکاری سکولز کی مکمل تفصیل مع ایڈریس بیان کی جائے، ان دستکاری سکولز میں خواتین کو کس کس دستکاری اور ہنر مندی کی تعلیم دی جاتی ہے ان سکولز میں دستیاب سہولیات، سٹاف اور خواتین کی تعداد بیان فرمائیں؟

(ب) گھریلو صنعت سازی کے شعبے میں خواتین کے لئے کیا کیا منصوبے ہیں اور ان منصوبہ جات پر عملدرآمد کے لئے حکومت آئندہ کیا نئے اقدامات کرنا چاہتی ہے ایسی صنعت سازی کے ٹیکنیکل سکولز یا اداروں کی تفصیل بیان کی جائے؟

(ج) ضلع ہذا میں خواتین کے دستکاری سکولز کا انتظامی ڈھانچہ کیا ہے اور کون کون سی خواتین آفیسرز کس کس ڈپوسٹ پر کام کر رہی ہیں ان کے نام، ایڈریس اور مکمل کوائف مع تعیناتی عرصہ تفصیلاً بیان فرمائیں؟

وزیر سماجی بہبود:

(الف) محکمہ سماجی بہبود کے ضلع گوجرانوالہ میں کل 33 دستکاری سکولز کام کر رہے ہیں، جن کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ان دستکاری سکولز میں خواتین کو کڑھائی سلائی کی تربیت دی جاتی ہے۔ ہر دستکاری سکول میں تعینات دستکاری ٹیچر کو

مبلغ-/500 روپے ماہانہ سماجی بہبود کی جانب سے بطور اعزازیہ دیا جاتا ہے ان دستکاری سکولز کے علاوہ گوجرانوالہ میں ضلع سطح ایک صنعت زار بھی کام کر رہا ہے۔

(ب) محکمہ سماجی بہبود کی طرف سے آئندہ مالی سال سے کامونکی ضلع گوجرانوالہ کی سطح پر صنعت زار قائم کرنے کا منصوبہ نہ ہے۔ ان صنعت زاروں میں خواتین کو کڑھائی سلائی کے علاوہ مختلف ہنر سکھائے جائیں گے اور تربیت کے بعد ان کو گھر بیٹھے آرڈر ورک مہیا کیا جاتا ہے۔

(ج) ضلع گوجرانوالہ میں سرکاری شعبہ میں کام کر رہا ہے جس میں صرف 2 آفیسر کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مسز فرزانہ یاسمین	مینجر	11-02-1998
راحت احسن	کرافٹ ڈیزائنر	23-05-2006

گوجرانوالہ۔ خدمت خلق سے متعلقہ رجسٹرڈ این جی اوز کی تعداد و تفصیل

*8607: لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گوجرانوالہ میں خدمت خلق انجام دینے والی محکمہ سماجی بہبود کے پاس رجسٹرڈ NGOs کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) حکومت ان میں سے کون سی NGOs کو بیت المال، زکوٰۃ یا دیگر ذرائع سے فنڈ فراہم کرتی ہے، یکم جنوری 2005 سے ان کو جتنی رقم دی گئی، تفصیل این جی او وار فراہم کی جائے؟

(ج) ان پر چیک کا کیا طریق کار ہے؟

وزیر سماجی بہبود:

(الف) گوجرانوالہ میں خدمت خلق انجام دینے والی محکمہ سماجی بہبود کے پاس رجسٹرڈ این جی اوز کی تعداد 246 ہے۔

(ب) جنوری 2005 سے لے کر اب تک ضلعی بیت المال کمیٹی گوجرانوالہ کی طرف سے این جی اوز کو گرانٹ دی گئی ہے جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) آڈٹ:۔

رجسٹرڈ رفاہی ادارہ جات حکومت پاکستان کے مالی سال کے حساب سے آڈٹ کرانے اور رپورٹ دینے کے پابند ہیں۔

کارکردگی کا جائزہ:

سماجی تنظیموں کی کارکردگی کا جائزہ لینے کے لئے مندرجہ ذیل سٹاف موجود ہے جو فیلڈ میں سماجی تنظیموں کی رہنمائی کرتا ہے اور کارکردگی کا جائزہ لیتا ہے۔

1۔ ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر سوشل ویلفیئر

2۔ سپروائزر (میل)

3۔ سپروائزر (فی میل)

فیصل آباد۔ دارالامان، سٹاف اور مقیم خواتین کی تفصیل

*8669: شیخ اعجاز احمد: کیا وزیر سماجی بہبود ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) فیصل آباد میں محکمہ سوشل ویلفیئر کے زیر اہتمام چلنے والے دارالامان کی تعداد کتنی ہے، یہ کب سے قائم ہیں اور کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان اداروں کے انچارج صاحبان، ملازمین اور یہاں پر مقیم خواتین کی تعداد کتنی ہے؟

(ج) کیا ان اداروں کے انچارج مرد حضرات بھی ہیں، اگر ہیں تو کیوں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ ان اداروں میں مقیم خواتین سے اداروں کے انچارج غیر اخلاقی رویہ رکھتے ہوئے، انہیں غلط روی پر مجبور کرتے ہیں، اگر ہاں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر سماجی بہبود:

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ سوشل ویلفیئر کے زیر انتظام صرف ایک دارالامان ہے اور یہ 01-01-1973 کو قائم ہوا اور یہ A-519 بلاک غلام محمد آباد، فیصل آباد میں واقع ہے۔

(ب) اس ادارہ کا صرف ایک انچارج ہے۔ ملازمین کی تعداد 9 ہے اور اس وقت اس ادارے میں مقیم خواتین کی تعداد 47 ہے اور ان کے ساتھ 11 بچے ہیں۔

(ج) اس ادارہ کی انچارج ایک خاتون ہیں۔

(د) یہ درست نہ ہے۔

سال2004تاحال، محکمہ سماجی بہبود میں بھرتی اور ڈسپنسریوں کی تعمیر سے متعلقہ تفصیل

*8753: حاجی محمد اعجاز: کیاوزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سال2004 سے آج تک محکمہ سوشل ویلفیئر نے کتنی ڈسپنسریاں تعمیر کیں اور کتنے افراد کو کنٹریکٹ پر یا مستقل اسامی پر بھرتی کیا گیا بھرتی ہونے والے افراد کے نام، عہدہ اور موجودہ تعیناتی کیا ہے؟

(ب) اگر بھرتی کے وقت اخبار میں اشتہار دیا گیاتو اس اخبار کا نام اور تاریخ بتائی جائے؟

وزیر سماجی بہبود:

(الف) محکمہ سوشل ویلفیئر نے سال2004 سے آج تک کوئی ڈسپنسری قائم نہ کی ہے اور نہ ہی کوئی فرد ان میں بھرتی کیا گیا ہے۔

(ب) چونکہ کوئی اس سلسلے میں بھرتی نہ کی گئی ہے۔اس لئے اس کا جواب دینا ممکن نہ ہے۔

پی پی۔146لاہور۔ تقسیم کردہ سلائی مشینوں اور سائیکلوں سے متعلقہ تفصیلات

*8754: حاجی محمد اعجاز: کیاوزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال2004 سے آج تک حلقہ پی پی۔146لاہور میں محکمہ نے کتنی سائیکلیں اور سلائی مشینیں مستحق افراد میں کس کی سفارش پر تقسیم کیں مذکورہ اتھارٹی کا نام، عہدہ اور موجودہ عرصہ تعیناتی اور کون کون سی سیاسی شخصیات شامل تھیں؟

(ب) اس عرصہ کے دوران کل کتنی لاگت کی سلائی مشینیں، سائیکلیں تقسیم کی گئیں۔ سلائی مشینیں وسائیکلیں وصول کرنے والے اشخاص کے نام اور موجودہ پتا بتایا جائے؟

وزیر سماجی بہبود:

(الف) سال2004 سے آج تک پی پی-146 لاہور میں محکمہ سماجی بہبود نے کوئی سائیکلیں اور مشینیں تقسیم نہ کی ہیں۔

(ب) چونکہ کوئی مشینیں اور سائیکلیں تقسیم نہ کی گئی ہیں اس لئے اس کا جواب دینا ممکن نہیں ہے۔

ضلع سیالکوٹ۔ میں قائم دارالامانوں سے متعلقہ تفصیلات

*8839: جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر سماجی بہبود ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سیالکوٹ میں کتنے دارالامان ہیں یہ کس کس جگہ واقع ہیں؟

(ب) ہر دارالامان کتنے رقبہ اور کتنے کمروں پر مشتمل ہے؟

(ج) اس وقت ہر دارالامان میں رہائش پذیر خواتین کی تعداد کتنی ہے؟

(د) ان میں رہائش پذیر خواتین کو کیا سہولیات فراہم کی جاتی ہیں؟

(ہ) سال2005-06 میں ہر دارالامان پر کتنے اخراجات ہوئے؟

وزیر سماجی بہبود:

(الف) ضلع سیالکوٹ میں صرف ایک دارالامان ہے جو کہ محکمہ سوشل ویلفیئر کے زیر تحت، سوشل ویلفیئر کمپلیکس نزد گورنمنٹ سردار بیگم ہسپتال سیالکوٹ میں چل رہا ہے۔

(ب) دارالامان سیالکوٹ کا کل رقبہ 1½ (تقریباً ڈیڑھ) کنال ہے اور یہ 14 کمروں پر مشتمل ہے۔

(ج) اس وقت دارالامان میں تین خواتین رہائش پذیر ہیں۔

(د) ان رہائش پذیر خواتین کو رہائش، خوراک، کپڑے، علاج معالجہ اور مفت قانونی سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔

(ہ) سال2004-05 میں دارالامان کا آغاز ہی نہیں ہوا تھا اس لئے کوئی اخراجات نہیں ہوئے۔

فیصل آباد میں قائم دارالامان اور ان سے متعلقہ دیگر تفصیلات

*8952: ملک اصغر علی قیصر: کیا وزیر سماجی بہبود ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) فیصل آباد میں خواتین کے لئے کتنے دارالامان ہیں اور کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان کے سال 05-2004 اور 06-2005 کے اخراجات بتائیں؟

(ج) یکم جنوری 2006 سے آج تک ان دارالامانوں سے جو بچیاں اور عورتیں بھاگیں ان کے نام اور پتا جات بتائیں؟

(د) کیا حکومت نے ان بچیوں اور عورتوں کے بھاگنے کے اسباب جاننے کے لئے کوئی کمیٹی بنائی، اگر ہاں تو اس کمیٹی میں شامل ممبران کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں اور انہوں نے جو اسباب بیان کئے ان کی تفصیل بتائیں؟

(ہ) اگر ان خواتین / بچیوں کے ان دارالامانوں سے بھاگنے پر کسی کے خلاف کوئی ایکشن لیا گیا تو ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

وزیر سماجی بہبود:

(الف) صرف ایک ہے اور پتا A-519 غلام محمد آباد فیصل آباد

(ب)

سال	تنخواہ عملہ	خوراک	دیگر اخراجات	ٹوٹل
2004	685900	243970	221056	1150926
2005	799979	309685	3986629	1508293
2006	635200	226000	371382	1232582

(ج) تین خواتین بھاگی ہیں۔

1۔ رمضانہ بی بی دختر محمد منشاء چک نمبر 308۔گ ب تحصیل ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ

2۔ کلثوم دختر محمد اشرف P-13 جناح کالونی فیصل آباد

3۔ راحیلہ بی بی دختر بشیر مسیح گول چوک وارث فیصل آباد

(د) نہیں بنائی۔

NA

NA

(ہ) مندرجہ ذیل سٹاف کو تبدیل کر دیا گیا ہے۔

نام	عہدہ	گریڈ
میاں انوار الحق	سپرنٹنڈنٹ	17
اصغر علی	اسسٹنٹ	11
محمد اشرف	نائب قاصد	01
شعیب احمد	چوکیدار	01

2003 تا حال۔ لاہور میں رفاہی اداروں کو جاری امداد کی تفصیل

*8961: **محترمہ طلعت یعقوب**: کیا وزیر سماجی بہبود از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں کچھ نجی اداروں (رفاہی ادارہ جات) کو محکمہ کی طرف سے مالی امداد فراہم کی جارہی ہے، اگر ہاں تو ان کے نام اور سال 2003 سے آج تک فراہم کی گئی، مالی امداد و تعاون کی تفصیل کیا ہے؟

وزیر سماجی بہبود:

محکمہ سماجی بہبود ضلع لاہور کی طرف سے کسی رفاہی ادارہ کو مالی امداد نہ دی گئی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں وزیر قانون صاحب کی توجہ چاہوں گا۔ میں ایک نشاندہی کرنا چاہتا ہوں کہ چار پانچ روز پہلے فیصل آباد کے ایس پی ہیڈ کوارٹر سرفراز فلکی ڈسٹرکٹ ہسپتال فیصل آباد میں اپنے بچے کو لے کر گئے۔ جب وہ بلال وارڈ میں گئے تو وہاں ڈاکٹر صاحب وضو کر رہے تھے۔ ایس پی صاحب نے پوچھا کہ ڈاکٹر کدھر ہے؟ ڈاکٹر صاحب جلدی جلدی بھاگے آئے۔ انھوں نے ڈاکٹر صاحب سے کہا کہ تم ڈاکٹر ہو یا compounder ہو؟ انھوں نے کہا کہ جناب میں ہی ڈاکٹر ہوں۔ انھوں نے ڈاکٹر کو گلے سے پکڑا اور کہا تمھیں پتا نہیں کہ میں ایس پی ہیڈ کوارٹر ہوں۔ اس نے کہا کہ جناب مجھے نہیں پتا۔ بہر حال میں آپ کا مریض دیکھتا ہوں اور اس نے مریض کو دیکھا۔ اس کے بعد ایس پی صاحب نے وہاں پر ایس ایچ او سول لائن، ایلیٹ فورس اور اے ایس پی گلبرک کو بلوا کر وارڈ پر قبضہ کر لیا۔ وہاں اس نے harassment پھیلائے رکھی۔ اس کے نتیجے میں ڈاکٹرز اور پیرا میڈیکل سٹاف کا دو دن پہلے ایک جنرل اجلاس ہوا ہے اور آج اس وقت الائیڈ ہسپتال اور DHQ فیصل آباد میں اس ایس پی کے رویے کے خلاف ہڑتال ہے۔ ان کا مطالبہ ہے کہ اس ایس پی کے خلاف پرچہ درج کیا جائے۔

جناب سپیکر! یہ ایک بڑا اہم issue ہے۔ ابھی یہ فیصل آباد تک محدود ہے لیکن اس کا کوئی تدارک نہ کیا گیا تو یہ پورے پنجاب تک پھیل جائے گا۔ ڈاکٹری ایک بڑا مقدس پیشہ ہے اگر پولیس کی وردی کے نشے میں ڈاکٹرز کے ساتھ ایسا رویہ اختیار کیا جاتا رہا تو یہ کوئی مناسب بات نہیں ہو گی۔ وزیر قانون صاحب اس بات کا نوٹس لیں تاکہ وہاں پر ڈاکٹرز میں پایا جانے والا اشتعال ختم کیا جا سکے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جس معاملے کی نشاندہی رانا آفتاب صاحب نے کی ہے یہ اس لحاظ سے بڑا serious ہے کہ وہاں پر اگر مریض ایمرجنسی میں جاتے ہیں اور ہڑتال کی وجہ سے کوئی انھیں attend نہیں کرتا تو اس سے پورا شہر اور پورا ضلع متاثر ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب سن رہے ہیں وہ اس کا حل کریں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب تو نوٹس سے مس نہیں ہوئے۔

جناب سپیکر: نہیں وہ اس معاملے کو حل کریں گے، آپ انھیں چیمبر میں مل لیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں چیمبر میں چلا جاؤں گا لیکن آپ مجھے ان سے اس بات کی یقین دہانی لیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! آپ کا حکم ہے، معزز رکن تشریف لے آئیں۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ یہاں سے فارغ ہو کر ان کی موجودگی میں سارے معاملے کو دیکھ لوں گا۔

کرنل (ریٹائرڈ) سلطان سرخرو اعوان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ ہمارا علاقہ دیہاتی ہے وہاں پر عورتوں کو اپنے حقوق کا کوئی پتا نہیں، وہاں پر کوئی دارالامان نہیں، دارالفلاح نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ میری وزیر موصوف سے درخواست ہے کہ دیہاتی علاقوں میں ان کی زیادہ ضرورت ہے۔ وہاں عورتوں پر زیادہ ظلم ہوتے ہیں۔ پیدا ہونے سے لے کر مرنے تک ان کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے لیکن انھیں اپنے حقوق کا علم ہی نہیں ہے۔ لہذا وہاں کام کرنے کی ضرورت ہے۔ مہربانی کر کے تحصیل لیول پر دارالامان بنائے جائیں تاکہ نزدیک ترین مقام پر عورتیں جا سکیں۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس take up کرتے ہیں۔ پہلا Call Attention Notice لالہ شکیل الرحمٰن صاحب کی طرف سے ہے۔ وہ تشریف فرما نہیں ہیں لہذا یہ dispose of ہوا۔ اگلا توجہ دلاؤ نوٹس جناب ارشد محمود بگو کی طرف سے ہے۔

ملتان میں بم دھماکا سے ہلاکتیں
اور اس پر حکومتی کارروائی کی تفصیل

جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 2-مارچ 2007 کو ملتان کچہری کے قریب ریموٹ کنٹرول بم دھماکہ سے تین افراد ہلاک اور جج سمیت متعدد افراد زخمی ہوئے؟

(ب) یہ واقعہ کس تھانہ کی حدود میں ہوا؟

(ج) اس کی F.I.R کن کن دفعات کے تحت درج ہوئی؟

(د) آج تک اس دھماکہ کی تحقیقات کن کن اداروں سے کروائی گئی ہیں؟

(ہ) اس دھماکہ کے سلسلے میں اب تک کن کن افراد سے تحقیقات کی گئی ہیں؟

(و) کتنے افراد کو کتنا کتنا معاوضہ دیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔جناب سپیکر!

(الف) یہ درست ہے کہ مورخہ 2007-03-02 کو تقریباً 8 بج کر 45 منٹ پر صبح نزد سپورٹس گراؤنڈ سڑک کے کنارے پر کھڑی سائیکل پر نصب ریموٹ کنٹرول بم پھٹنے سے انسداد دہشت گردی کی خصوصی عدالت نمبر 1 کے جج میاں بشیر احمد بھٹی صاحب، ڈرائیور محمد اقبال نمبر 2475-C، گن مین منیر احمد نمبر 2020-C، اعجاز خورشید نمبر 1094-HC، خالد حسین نمبر 2606-C، محمد جہانگیر نمبر 685-C، فلائینگ سکواڈ فہیم رضا نمبر 1640-C، غلام مصطفے نمبر 2686-C اور ندیم اختر نمبر 1584-C ایلیٹ فورس جبکہ تین راہ گیر بلال ولد محمد اکرم، عبدالرؤف ولد حافظ محبوب اور عبدالحمید ولد رفیق زخمی ہوئے۔ ڈرائیور محمد اقبال نمبر 2475-C اور گن مین منیر احمد نمبر 2020-C موقع پر جبکہ اعجاز خورشید نمبر 1094-HC نشتر ہسپتال میں زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جاں بحق ہو گئے۔ مقدمہ ہذا اے ایس آئی محمد رفیق انچارج سکواڈ سپیشل۔1 کے بیان پر درج رجسٹر ہوا۔

(ب) وقوعہ ہذا تھانہ چہلک ضلع ملتان کی حدود میں ہوا۔

(ج) اس کی F.I.R مقدمہ نمبر 105/07 مورخہ 02-03-2007 بجرم 302.324,427, 109,120-B/34 ت پ 34 Explosive Act (7-ATA) تھانہ چہلک درج رجسٹر ہوئی۔

(د) تفتیشی ٹیم متعلقہ ایجنسیوں سے رابطہ میں ہے ان سے انفارمیشن اور اطلاعات کا تبادلہ کیا جارہا ہے۔ تفتیشی ٹیم کو دوسری ایجنسیوں کی معاونت بھی حاصل ہے جس میں سی آئی ڈی اور سپیشل برانچ وغیرہ شامل ہیں۔ مقدمہ ہذا کی تفتیش کے سلسلہ میں شوکت عباس، SP, Investigation ملتان کے زیر نگرانی خصوصی ٹیم تشکیل دی گئی ہے جس میں ASP کینٹ، کرامت اللہ ملک ڈی ایس پی، حبیب احمد ڈی ایس پی، مقبول احمد ڈی ایس پی، کمال حیدر، انسپکٹر سعادت علی شامل ہیں۔ تفتیشی ٹیم وقوعہ ہذا کے مختلف پہلوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے وقوعہ ہذا کو trace کرنے کی ہر ممکن کوشش کر رہی ہے۔

(ہ) اس وقت تفتیش کے دوران مختلف تنظیموں کے مشکوک افراد اور Schedule 4th میں شامل اشخاص کو شامل تفتیش کیا جارہا ہے۔

(و) حکومت کی طرف سے پولیس شہدا کے لئے پانچ پانچ لاکھ روپے معاوضہ کی ادائیگی اور بیوگان اور بچوں کے لئے شہدا پولیس کی 60 سال عمر ہونے تک مکمل تنخواہ مع دیگر لوازمات دیئے جائیں گے۔

جناب سپیکر! اس سلسلے میں گزارش ہے کہ واقعتاً یہ ایک افسوسناک واقعہ ہوا۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: ہم نے ایک جائنٹ انوسٹی گیشن ٹیم بنائی ہے جو کہ ایک legal requirement ہوتی ہے۔ اس میں مختلف ایجنسیز اور پولیس کے لوگ بھی ہیں۔ وہ تفتیش کر رہے ہیں۔ اس وقت تک کافی مشتبہ افراد کو شامل تفتیش کیا گیا ہے۔ آج صبح بھی میں نے متعلقہ پولیس آفیسر سے جو بریفنگ لی ہے اس کے مطابق ہمیں یقین ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ مزید کچھ دنوں میں ملزمان گرفتار ہو جائیں گے۔ میں ضمناً ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس سے پہلے جتنی بھی دہشت گردی یا high profile cases ہوئے ہیں۔ ان میں سے اکثریت ایسے کیسز کی ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے workout ہو چکے ہیں اور ہمیں اس سلسلے میں بھی بڑی positive leads ملی ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ جلد ہی ان ملزمان کو trace کر کے گرفتار کر لیا جائے گا۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! جس دن سے یہ اجلاس شروع ہوا ہے اس دن سے آج تک کے اخبارات ملاحظہ فرمالیں کہ پنجاب میں لاء اینڈ آرڈر کی جو صورتحال ہے اس پر ہر محب وطن شہری مضطرب ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ حکومت لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کو ٹھیک نہیں کرنا چاہتی اور میرا یہ مقصد بھی نہیں ہے۔ کوئی بھی حکومت یہ نہیں چاہتی کہ اس کے دور میں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال اس حد تک بری ہو جائے کہ اس سے اس کی credibility متاثر ہو لیکن اب یہ کام آسان ہو گیا ہے کہ جہاں پر بھی بم دھماکہ ہوتا ہے اس میں سب سے پہلے بسم اللہ مذہبی انتہاپسندی کے نام پر تھوپ دی جاتی ہے کہ یہ مذہبی انتہا پسند ہیں اور انھوں نے یہ دھماکہ کیا ہو گا۔ سیالکوٹ کی مسجد زینبیہ کے اندر دھماکہ ہوا اور وہاں پر 40 کے قریب لوگ شہید ہوئے لیکن آج تک حکومت اس کا سراغ نہیں لگا سکی۔ اسی طرح ملتان میں دھماکہ ہوا ہے یا جہاں جہاں بھی ہوتا ہے ان میں تفتیش کی صورت میں جو ملزمان سامنے آتے ہیں اگر حکومت ان کو سزا دے اور انھیں کیفر کردار تک پہنچایا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پر کافی حد تک قابو پایا جا سکتا ہے۔ اب موجودہ حکومت کی انڈیا کے ساتھ اس طرح دوستی ہے کہ اگر انڈیا کے ساتھ ان کی دوستی نہیں ہو گی تو ان کو کھانا بھی ہضم نہیں ہو گا۔

جناب والا! انڈیا ہمارا ازلی دشمن ہے۔ سر سید سے لے کر قائداعظم تک ہمارے سارے اکابرین اس بات پر متفق تھے کہ انڈیا پاکستان کا دوست نہیں ہو سکتا۔۔۔

جناب سپیکر: بگو صاحب! آپ اس Call Attention Notice سے relevant رہیں۔ اس میں انڈیا کا تو کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں یہی کہتا ہوں کہ کیا تفتیش میں اس حوالے سے جانچنے کی ضرورت نہیں ہے کہ انڈیا کی سب سے بڑی خواہش ہے کہ پاکستان کے اندر امن عامہ کا مسئلہ پیدا کیا جائے۔ آج بھی اس کے وزیر خارجہ کی سٹیٹمنٹ ہے کہ ہم بلوچستان میں خرابی نہیں کر رہے بلکہ وہاں پر پاکستان کی حکومت اور اس کی ایجنسیاں خرابی کر رہی ہیں بلکہ پاکستان کی ایجنسی آئی ایس آئی ہمارے ملک انڈیا میں کارروائی کر رہی ہے۔ میں درخواست کروں گا کہ یہ اس پہلو پر بھی تفتیش کریں کہ ملتان میں جو واقعہ ہوا ہے اور دوسرے شہروں میں جتنے واقعات ہو رہے ہیں ان کے پیچھے انڈیا کی ایجنسی ''را'' کا ہاتھ ہے۔ اس کے علاوہ پوری دنیا میں پاکستان کا کوئی اور دشمن نہیں ہے۔ لہذا

ان سے درخواست ہے کہ پنجاب میں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال دن بدن بگڑتی جارہی ہے اسے سنبھالا دیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں معزز رکن کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا کہ جب کوئی واقعہ ہو جاتا ہے تو اسے trace کرنا حکومت کا کام ہوتا ہے۔ اگر تفتیشی ایجنسیاں شروع میں ہی boost ہو کر اپنی تفتیش کا آغاز کریں تو کبھی بھی صحیح نتیجے تک نہیں پہنچا جا سکتا۔ میں مذہبی تنظیموں کے حوالے سے بات کرتا ہوں اور نہ ہی "را" کے حوالے سے۔ اس وقت ہمارا مطمع نظر یہ ہے کہ ہم نے اصل ملزمان تک پہنچنا ہے خواہ وہ کوئی بھی ہے اس لئے ہم کسی کو pin-point نہیں کر رہے لیکن میں حکومت کے حوالے سے بات کرنا اس لئے ضروری سمجھ رہا ہوں کہ ہم ہمیشہ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال بہتر بنانے کی بات کرتے ہیں۔ اس پر عملدرآمد کرنے کا ادارہ پولیس ہے۔ یہ بات ٹھیک ہے کہ پولیس جہاں غلط کام کرتی ہے اس پر تنقید کرنی چاہئے، پولیس کی اصلاح اور ان کی صورتحال بہتر بنانے کے لئے اقدامات کرنے چاہئیں لیکن گزشتہ طویل عرصے سے جیسے اسلام آباد ائرپورٹ پر واقعہ ہوا وہاں دیکھ لیں اس سے پہلے لاہور کی ایک مسجد میں ممکنہ واقعہ کو پولیس والے نے avoid کیا وہ دیکھ لیں، ملتان میں دیکھ لیں کہ پولیس اپنی جانوں کے نذرانے بھی دے رہی ہے۔ آپ کہیں بھی نہیں بتا سکتے کہ اس قسم کے واقعہ میں پولیس نے پیٹھ دکھائی ہو اور وہاں سے راہ فرار اختیار کی ہو بلکہ وہ اپنی جانوں کے نذرانے بھی دے رہے ہیں۔ ٹھیک ہے جہاں ہم ان کی بہتر کارکردگی کی بات کرتے ہیں تو at the same time I think جہاں وہ جانوں کا نذرانہ پیش کرتے ہیں وہاں انھیں appreciate بھی کرنا چاہئے تاکہ دیگر ملازمین کی بھی حوصلہ افزائی ہو۔

جناب والا! ہم اس کی تفتیش کے حوالے سے bias نہیں ہیں بلکہ تمام ممکنہ angles کو مد نظر رکھ کر تفتیش کر رہے ہیں۔ شکریہ

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں وزیر قانون سے درخواست کرنا چاہتا ہوں

کہ جو دہشت گردی کی عدالتیں بنائی گئی ہیں ان کے ساتھ سہولیات بھی موجود ہونی چاہئیں۔ وہاں پر جو ملزمان آتے ہیں انھیں رکھنے کے لئے کوئی جگہ موجود نہیں ہے۔ پچھلی حکومت کے دور میں بھی میرے محترم راجہ صاحب وزیر تھے۔ ان کے دور میں ہم لوگ گرفتار کئے گئے اور سخت گرمی میں آٹھ آٹھ گھنٹے گاڑیوں میں بند رہتے تھے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ دہشت گردی کی عدالتوں میں وکلاء، ملزمان اور دوسرے لوگوں کو بھی سہولیات مہیا کرنی چاہئیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: جی شکریہ۔ چونکہ آج ہمارے پاس کوئی تحریک استحقاق نہیں ہے اس لئے اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 930 شیخ اعجاز صاحب کی طرف سے ہے یہ پیش ہو چکی ہے اب اس کا جواب آنا تھا۔

محکمہ تعلیم میں ریٹائر ہونے والے وائس چانسلرز اور پرنسپلز کے کنٹریکٹ میں مزید توسیع سے پروفیسروں اور لیکچرارز کی ترقی کے دروازے بند ہونے کا خدشہ

(---جاری)

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کل جب ہم نے وزراء کی کارکردگی پر واک آؤٹ کیا تھا تو اس کا مقصد صرف نمبر ٹانکنا نہیں تھا بلکہ ہمارا مقصد یہ تھا کہ ہم گورنمنٹ کو realize کرائیں کہ اسمبلی کے بزنس پر وزراء اور پارلیمانی سیکرٹری صاحبان توجہ دیں۔ اب آپ دیکھیں کہ تین روز سے یہ تحریک pending چلی آ رہی ہے اور آج بھی وزیر تعلیم ہیں اور نہ ہی پارلیمانی سیکرٹری!

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب تشریف فرما ہیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کا subject matter یہ ہے کہ صوبہ پنجاب کی چار بڑی یونیورسٹیوں کے وائس چانسلرز دو کالجز کے پرنسپلز---

جناب سپیکر: یہ پیش ہو چکی ہے آج پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے اس کا جواب دینا ہے۔ جی، گوندل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر! میں نے اس دن بھی عرض کیا تھا کہ اس میں کوئی ایسی روایت نہیں ہے کہ ہر کسی کو extension دی جاتی ہے اور یہ بھی کہا تھا کہ اس وقت پنجاب میں 12 یونیورسٹیز ہیں جن میں سے صرف دو یونیورسٹیز جن میں پنجاب یونیورسٹی لاہور اور یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی کے وائس چانسلرز کو extension دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ پورے پنجاب میں پروفیسرز اور پرنسپل صاحبان میں سے صرف چودہ کو extension دی گئی ہے۔ پروفیسر صاحبان، پرنسپل صاحبان یا وائس چانسلرز صاحبان کو جو extension دی جاتی ہے اس میں حکومت کا اصل مدعا یہ ہوتا ہے کہ طلباء کی بہتری کے لئے ان کے تجربے سے فائدہ اٹھایا جائے اور طلباء کو اچھی تعلیم دی جا سکے۔ جو بات طلباء یا مفاد عام کے لئے ہوتی ہے اسی کے تحت یہ extension دی جاتی ہے۔ Extension کے لئے ایک بورڈ بنا ہوا ہے اس فی recommendations پر فیصلہ کیا جاتا ہے۔ ہر کسی کی درخواست پر extension نہیں ہوتی۔ لہذا میری استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ شیخ صاحب انہوں نے بڑی تفصیل کے ساتھ جواب دے دیا ہے۔

شیخ اعجاز احمد: نہیں، جناب جواب تو جو ان کو محکمے کی طرف سے آیا ہے وہ انہوں نے دے دیا ہے۔ انہوں نے بڑی تفصیل سے اپنے جواب میں بتایا ہے کہ مفاد عامہ میں ان کے تجربہ سے فائدہ اٹھایا گیا ہے۔ ویسے تو موجودہ حکومت کے دور میں ہر بات میں توسیع ہو چکی ہے، ڈکیتیوں میں توسیع ہو چکی ہے، ظلم میں توسیع ہو چکی ہے وردی کی extension ہو چکی ہے ہر محکمے میں ایک غدر مچا ہوا ہے۔ یہاں پر ہر بات میں توسیع ہوتی جا رہی ہے روزانہ لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے یہاں پر بات ہوتی ہے۔ ڈکیتیاں، چوریاں، ڈاکے، قتل عام اور راہزنی ہماری ایک محترمہ اور معزز وزیر کا قتل، یہ جو توسیع کا کلچر ہے، extension culture ہے ممبران کا اس سے بھرپور تعلق ہے۔ اگر آپ غور سے دیکھیں آپ اس process کی نفی کر رہے ہیں جو اس ملک میں رائج ہے۔ میں کہتا ہوں اگر بطور پرنسپل ہم نے اس بات کو لینا ہے تو پھر یہ admit کر رہے ہیں کہ ہم نے دو یونیورسٹیوں کے وائس چانسلرز کو توسیع دی ہے۔ اس کے علاوہ چودہ پرنسپلز کو بھی توسیع دی گئی ہے۔

جناب والا! ہمارے جو ٹیکنیکل لوگ یا جو educationist ہیں وہ اپنے ادارے میں بیس سال تیس سال اور پچاس سال serve کرتے ہیں اور ان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ جب پچاس سال

میں نے اس ادارے کو serve کر لیا ہے میری مدت ملازمت میں دس سال یا پانچ سال رہ گئے ہیں تو ان کا بھی دل کرتا ہے اور ان کے بچوں کا بھی دل کرتا ہے کہ وہ بھی وائس چانسلر بنیں یا پرنسپلز بنیں اور ان سیٹوں پر بیٹھ کر اپنے فرائض سرانجام دیں۔

جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار دینے کے بعد گورنمنٹ کی توجہ مبذول کروانے کا واحد مقصد یہ ہے کہ آئندہ سے ہمیں اس بات کی کوشش کرنی چاہئے بلکہ مصمم ارادہ کرنا چاہئے کہ ہم کسی کی پسند اور ناپسند کی بنیاد پر اور سفارش کی بنیاد پر extension نہ دیں کیونکہ جو لوگ que میں لگے ہوئے ہیں اور جو ریٹائرمنٹ کے قریب ہیں ان کا حق مارا جاتا ہے۔ یہ صرف ایجوکیشن میں نہیں ہو رہا بلکہ تمام ڈیپارٹمنٹ میں یہی کچھ ہو رہا ہے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ آپ اس پر ضرور اپنی رولنگ دیں تاکہ آئندہ کے لئے اس extension culture کا راستہ بند کیا جا سکے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب سپیکر میں اس ضمن میں عرض کرتا ہوں کہ میرے فاضل دوست نے کہا تھا کہ چار یونیورسٹیوں کے وائس چانسلرز کو توسیع دی گئی ہے اس کے علاوہ دو کالجوں کے پرنسپلز سمیت سینکڑوں ریٹائرڈ پروفیسروں کو توسیع دی گئی ہے۔ جناب والا! میں عرض کروں گا کہ چار یونیورسٹیوں کے وائس چانسلرز کی توسیع کی گئی ہے اور نہ ہی سینکڑوں کالجوں کے پرنسپلز کو توسیع دی گئی ہے۔ صرف میں نے عرض کی ہے کہ دو یونیورسٹیوں کے وائس چانسلرز کو توسیع دی گئی ہے---

جناب سپیکر: ان کا مقصد یہ ہے کہ---

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب والا! میں ان سے عرض کرتا ہوں اور یقین دلاتا ہوں کہ انہوں نے جو تجاویز دی ہیں۔

جناب سپیکر: ان کی تجویز یہ ہے کہ جس حد تک ممکن ہو جو extension policy ہے اس سے avoid کیا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: محرک چونکہ مزید اس پر بات نہیں کرنا چاہ رہے لہذا میں اس تحریک التوائے کار کو dispose of کرتا ہوں۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 947 ہے۔ حاجی محمد اعجاز صاحب، ملک اصغر علی قیصر صاحب، رانا آفتاب احمد خان صاحب، حاجی صاحب! آپ یہ تحریک پیش کرنا چاہیں گے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب والا! میری ایک تحریک التوائے کار نمبر 935 ہے۔ اس کو اس سے پہلے آنا چاہئے میں نے اس کو کل move بھی کر دیا تھا۔

جناب سپیکر: جی ہاں آپ کی تحریک التوائے کار نمبر 935 ہے۔ پہلے اس کو ٹیک اپ کر لیں پھر آپ کی تحریک بھی لے لیتے ہیں۔

شیخ اعجاز احمد: ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، حاجی محمد اعجاز صاحب!

سرکاری ہسپتالوں میں سینئر پروفیسروں کی ڈیوٹی میں عدم دلچسپی اور مفت ادویات کی عدم فراہمی کی وجہ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا

حاجی محمد اعجاز: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 29۔ نومبر 2006 کی ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق صوبائی دارالحکومت کے بڑے سرکاری ہسپتالوں سروسز، سرگنگارام ہسپتال اور میو ہسپتال کی ایمر جنسی میں آنے والے روزانہ سینکڑوں مریضوں میں چند ایک مریض فری ادویات سے مستفید ہو رہے ہیں اور دوسری طرف مذکورہ ہسپتالوں میں مختلف شعبوں میں داخل مریض سینئر پروفیسروں کے اپنے شعبہ جات میں عدم دلچسپی اور بہت کم وقت کے لئے حاضری کے باعث بیسیوں آپریشن کئی کئی ہفتے بغیر کسی ٹیکنیکل وجوہات کے لیٹ ہو جاتے ہیں۔ سرگنگارام ہسپتال کی ایمر جنسی میں مریضوں کو صرف ڈرپس لگا کر فارغ کر دیا جاتا ہے اور مہنگی ادویات جس کی اگر مریض کو ضرورت پڑ جائے تو کہا جاتا ہے کہ گورنمنٹ کی طرف سے فری ادویات کی لسٹ میں یہ دوائی شامل نہیں ہے۔ لہذا فوراً بازار سے خرید کر لاؤ تاکہ مریض کا علاج ہو سکے۔ جبکہ سینئر پروفیسروں کی اپنے شعبہ جات میں حاضری صرف دو

گھنٹے کی رہ گئی ہے۔اس طرح میو ہسپتال اور سروسز ہسپتال کے مختلف شعبہ جات کے سینئر پروفیسرز صرف وزٹنگ پروفیسر کی حیثیت سے کارروائی ڈالنے کے لئے آتے ہیں اور سروسز ہسپتال کی ایمرجنسی میں چند ایک انجکشن اور سستی ادویات کے علاوہ باقی مہنگی دوائیاں ڈیوٹی پر موجود ڈاکٹر چٹ لکھ کر دے دیتے ہیں کہ اگر فوری آرام چاہتے ہیں تو ایمرجنسی میں یہ دوائی موجود نہیں ہے اس لئے آپ باہر سے لے آئیں۔ جس کی وجہ سے ان ہسپتالوں میں داخل ہونے والے مریض اوران کے لواحقین شدید مشکلات سے دوچار ہوتے ہیں۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، وزیر صحت!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب والا! میں اس کا جواب دوں گی۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گی کہ۔۔۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا ہماری گزارش یہ ہے کہ پہلے تو ڈاکٹر فرزانہ صاحبہ سے سارے ایوان کی طرف سے یہ وضاحت مانگیں کہ صبح یہ قائد ایوان کی سیٹ پر کس حیثیت میں بیٹھی تھیں۔آج خواتین کا عالمی دن ہے اوران پر کوئی جرمانہ ڈالیں کہ آئندہ اس سیٹ پر نہ بیٹھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! جواب میں عرض کرتی ہوں ہمارے وزیر اعلیٰ بڑے لبرل ہیں، بڑے فراخ دل ہیں، دریا دل ہیں یہ بھی جب ان کے پاس آتے ہیں تو قریب بٹھا لیتے ہیں میں تو پھر بھی ان کی پارٹی کی رکن ہوں اور ممبر آف پارلیمنٹ بھی ہوں۔ میں راجہ صاحب کے پاس کوئی اہم discussion کرنے گئی تھی انہوں نے کہا تھا کہ آپ بیٹھ جائیں میں ان کی اجازت سے بیٹھی تھی۔ ویسے میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ انہیں کیوں درد اُٹھتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ آپ اس تحریک التوائے کار کا جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ تو میں آپ کو زبانی ہی بتا دیتی ہوں۔ ہمارا جو SIMS پروگرام ہے تمام ٹیچنگ ہسپتالوں میں ایک ارب روپے کا ایڈیشنل بجٹ ہم نے دیا ہے اور ساڑھے سترہ کروڑ روپے equally distribute کیا ہے۔ یہ لوگ خود کتنی دفعہ بیمار ہوئے ہیں اور ہمارے گنگا رام ہسپتال کی ایمرجنسی میں اور پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کی

ایمر جنسی میں بھی گئے ہیں تو کیا ان کو پتا نہیں ہے۔ یہ تو میں on oath کہہ سکتی ہوں کہ جو پہلے چوبیس گھنٹے ہیں اس میں تمام میڈیسن فری مل جاتی ہیں۔ او پی ڈی میں یہ ہوتا ہے کہ جو بہت مہنگی ادویات ہیں جیسے کوئی liver disease کا chronic patient آ گیا یا کوئی kidney disease کا مریض آ گیا تو اس کو بازار سے خریدنی پڑتی ہیں۔ کیونکہ گورنمنٹ اتنی مہنگی ادویات آؤٹ ڈور میں تو afford نہیں کر سکتی لیکن وزیر اعلیٰ کی جو ہدایات ہیں تمام ٹیچنگ ہسپتالوں میں اس پر عملدرآمد ہو رہا ہے اور ہم اس پر چیک اینڈ بیلنس بھی رکھتے ہیں۔ معزز رکن میرے ساتھ جا کر ابھی میو ہسپتال میں visit بھی کر سکتے ہیں اس کے علاوہ یہ میرے ساتھ گنگا رام ہسپتال چلے جائیں سروسز ہسپتال چلے جائیں۔ جتنی مرضی مہنگی ادویات ہوں وہ ایمر جنسی میں provide کی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ ٹیسٹ بھی وہاں پر فری کئے جاتے ہیں۔ Even کوئی head injury کا مریض آ جاتا ہے اور اس کو اگر ہم ایم آر آئی کے لئے refer کرتے ہیں تو وہ بھی فری ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ وہاں پر جو Consultants ہیں ان کی ہم نے ڈیوٹی لگائی ہوئی ہے کیونکہ ان کو اس سلسلے میں ایڈیشنل سیلری دی جاتی ہے اور اس کے علاوہ وہاں پر جو سپیشلسٹ کیڈر کے لوگ ہیں وہ بھی وہیں پر موجود رہتے ہیں۔ ہر ٹیچنگ ہسپتال کے ساتھ ایک الائیڈ ہسپتال ہے اور الائیڈ ہسپتال کے ساتھ ایک میڈیکل کالج ہے۔ میڈیکل کالج کے جو پروفیسر ہیں وہ visiting سرجن ہیں اور visiting Physicians ہیں۔ انہوں نے صبح کو کلاس لینی ہوتی ہے اور وہ round the clock ward میں موجود نہیں ہوتے۔ اس کے بعد جب وہ وارڈ میں round لیتے ہیں پھر وہ آؤٹ ڈور میں جاتے ہیں۔ اگر ایمر جنسی میں کوئی مریض آ جاتا ہے سپیشلسٹ کو کوئی problem آ رہی ہے تو پروفیسر on call ہوتے ہیں ان کو بلایا جاتا ہے اور وہ ایمر جنسی میں آتے ہیں visit کرتے ہیں۔

جناب والا! SIMS پروگرام تو excellent ہے اور اس پر کوئی اعتراض نہیں کر سکتا۔ یہ تو صرف میں نہ مانوں والی بات ہے کیونکہ اپوزیشن نے کوئی نہ کوئی پوائنٹ کھڑا کرنا ہوتا ہے۔ میں ان کو دعوت دیتی ہوں کہ یہ میرے ساتھ ابھی چلیں کسی بھی ایمر جنسی میں جائیں اور مجھے بتائیں کہ کہاں پر دوائیاں نہیں مل رہیں۔ ابھی آٹھ دن پہلے خود وزیر اعلیٰ نے گنگا رام ہسپتال میں surprise visit کیا ہے۔ اس visit کی کسی کو کوئی اطلاع نہیں تھی خود میرے علم میں بھی نہیں تھا۔ وزیر صحت اور وزیر اعلیٰ خود وہاں پر تشریف لائے اور ایک ایک چیز کو خود انہوں نے چیک کیا۔ ڈاکٹر ڈیوٹی پر موجود تھے پھر اس کے بعد انہوں نے ہسپتال کا بھی visit کیا۔ میں ان سے پوچھنا چاہتی

ہوں کہ یہ خود کبھی کسی ہسپتال میں گئے ہیں اور مجھے یہ بھی بتائیں کہ کونسی دوائی نہیں ہے۔ مجھے یہ دوائی کا نام بتائیں تاکہ میں وہاں پر جا کر پتا بھی کروں۔ اب یہ تو انگور کھٹے ہیں والی بات ہے۔ میں کس سے جا کر بات کروں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شکریہ۔ ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ محترمہ ڈاکٹر فرزانہ صاحبہ نے جو گفتگو فرمائی ہے، ان کی پہلے سمجھ آئی ہے اور نہ ہی آخر میں سمجھ آئی ہے کہ یہ کہہ کیا رہی ہیں۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر!

وہ نہ سمجھے ہیں نہ سمجھیں گے میری بات
جو نہ دے ان کو دل اور جو نہ دے مجھ کو دماغ
(نعرہ ہائے تحسین)

چودھری محمد شفیق انور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: چودھری شفیق صاحب!

چودھری محمد شفیق انور: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ نے بڑی تفصیل سے اپنی گفتگو جاری رکھی اور ہمیں بتایا ہے کہ ہسپتالوں میں بہت زیادہ reforms کر کے ہم بہت facilities مہیا کر رہے ہیں۔ میں ڈاکٹر صاحبہ سے یہ پوچھتا ہوں کہ کبھی یہ جنرل ہسپتال میں گئی ہیں اور وہاں جا کر حالات کا جائزہ لیا ہے کہ وہاں کس حد تک کرپشن چل رہی ہے اور کیا ہو رہا ہے، میں ان سے یہ بھی سوال کرتا ہوں کہ کیا آپ کے علم میں ہے کہ وہاں سی ٹی سکین، ایم آر آئی اور دوسری تمام مشینیں کتنے دنوں سے خراب پڑی ہوئی ہیں اور کتنے دنوں سے بند ہیں؟ وہاں کے ڈاکٹر عمیر رشید ریڈیالوجسٹ نے باقاعدہ application دی ہے کہ اس ادارے کو بند کر کے مجھے کسی اور جگہ بھیج دیا جائے۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ پنجاب گورنمنٹ نے اتنی health reforms کی ہیں اور وہاں عوام کو facilities پیش کر رہے ہیں اس بارے میں انہوں نے وہاں جا کر کبھی چیک کیا کہ وہاں کیا ہو رہا ہے، وہاں مریضوں کے ساتھ کیا سلوک ہو رہا ہے، مریضوں کے ساتھ کس طریقے سے بدتمیزی اور بداخلاقی کا مظاہرہ کیا جا رہا ہے؟ کس طریقے سے لوگ ادھر ادھر پھر رہے ہیں وہاں جا کر دیکھیں پھر پتا چلے گا کہ پنجاب میں ایمرجنسی یا دوسری جگہ پر کتنی facilities مہیا کی جا رہی ہیں۔ آپ ان

کو چیک تو کریں اس قسم کی مشینوں کا بند ہونا اور خاص طور پر سی ٹی سکین اور ایم آر آئی، وہاں مریض صرف جنرل ہسپتال میں جاتے ہیں۔ یہ لوگوں کے ساتھ مذاق کیا جا رہا ہے۔ اس بارے میں چیک کریں اور گورنمنٹ اس معاملے پر خصوصی طور پر توجہ دے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ جی، محترمہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! میں معزز ممبر کے حضور یہ عرض کرتی ہوں کہ سی ٹی سکین ہوتا ہے کیونکہ پہلے سکین تو نہیں ہوتا ناں، سکین ٹائپ تو کوئی مشین نہیں ہے، سی ٹی سکین ضرور دو ہیں اور میں ابھی تین دن پہلے وہاں گئی تھی۔ ایک سی ٹی سکین مشین بہت پرانی ہے وہ condemn کر دی گئی ہے ہم نے تو نئی سی ٹی سکین مشین لے کر دی ہے اور جو ایم آر آئی کا کہہ رہے ہیں اس کا wear and tear کے لئے ایک دن ہوتا ہے اس دن کوئی ایم آر آئی نہیں ہوتی اس لئے کہ وہ اتنا sensitive instrument ہے ایک دن اس کی maintenance کے لئے ہوتا ہے اور باقاعدہ ایم آر آئی کے لئے ٹائم لیا جاتا ہے، اس کے لئے dine inject ہوتی ہے، ایم آر آئی کا contrast ہوتا ہے، اب اگر آپ چلے جائیں یا میں چلی جاؤں کہ جی ابھی میری ایم آر آئی کر دیں وہ تو ایسا نہیں ہوتا اس کے لئے باقاعدہ ٹائم لیا جاتا ہے پھر ڈاکٹر کو inform کیا جاتا ہے، تمام چیزیں، injections available کروائے جاتے ہیں اور وہاں پر غریبوں کے لئے سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ بھی ہے، ایم آر آئی زکوٰۃ سے بھی free ہوتی ہے، جو affordable ہیں ان سے صرف 1500/- روپے لئے جاتے ہیں جبکہ بازار میں تو 10/10 ہزار کی بھی ایم آر آئی نہیں ہو رہی اگر آپ شوکت خانم میں جائیں یا لاہور کے کسی بھی پرائیویٹ ہسپتال میں جائیں وہاں تو مشینیں ہی خراب پڑی ہیں، سارا load تو جنرل ہسپتال پر ہے، یہ آپ کس طرح کہہ رہے ہیں، ایک مشین چل رہی ہے یہ میرے ساتھ چلیں۔ آپ ایسے گپیں نہ لگایا کریں۔

جناب سپیکر: جی، رانا آفتاب احمد خان صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ابھی محترمہ فرزانہ نذیر صاحبہ نے کہا کہ وہاں پر کون سی میڈیسنز نہیں ملتی ہیں۔ میں انہیں میڈیسن بتاتا ہوں میں ایک مریض کے ساتھ وہاں پر گیا تھا۔ Dobutrex, Zofnol and Zestril وہاں پر ایمرجنسی میں available نہیں ہیں انہوں نے کہا کہ یہ بتا دیں۔ میں خود مریض کو لے کر گیا تھا اور یہ ڈاکٹر ہیں یہ بھی بتا دیں یہ کس کے لئے استعمال ہوتی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: آپ کو نہیں پتا Dobutrex cardiac activity بڑھانے کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ یہاں ڈاکٹر بیٹھے ہوئے ہیں ڈسپنسر نہیں بیٹھے ہوئے۔ (قہقہے) دوسرا یہ کہ یہ کہانی کی گئی ہے اس وقت کھڑے ہو کر کیوں نہیں بتایا۔ وہ ساتھ ڈاکٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں جو کارڈیالوجسٹ ہیں ان سے پوچھ لیا کہ کیا کیا لکھ کے بتاؤں۔ وہ میرے سامنے discuss کر رہے تھے میں نوٹ کر رہی تھی میں نے کہا بعد میں جواب دیتی ہوں۔ انہیں کہیں کوئی اپنی عقل بھی استعمال کیا کریں وہ دوائی بتائیں جو مانی بھی جائے۔ Dobutrex تو یہاں لاکھوں وائلز پڑی ہوئی ہیں وہ تو پہلے بھی ہوتی تھی اور ایمر جنسی ہے تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ میں کہتی ہوں کہ زلزلہ کیوں آتا ہے اسی جھوٹ سے آتا ہے۔ (قہقہے)

ڈاکٹر اسد اشرف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! میری بات سنیں۔ اس پر صرف mover ہی بات کر سکتے ہیں یہ کوئی general discussion نہیں ہے۔ راجہ صاحب نے بھی بات کر لی ہے، mover نے بھی کر لی ہے۔ چلو آپ بھی کر لیں۔

ڈاکٹر اسد اشرف: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہاں پر ایوان میں ہسپتالوں کی کارکردگی کے بارے میں discuss ہوا تھا جس میں رانا ثناء اللہ صاحب اور میرا خیال ہے میری بہن طاہرہ منیر صاحبہ نے لاہور کے کچھ major hospitals میں discrepancy بتائی تھی جس میں سروسز، گنگارام اور میو تھا۔ ہیلتھ منسٹر اور چیئرمین صاحب کی موجودگی میں discussion ہوئی اور ایک کمیٹی بنائی گئی کہ یہ ہسپتالوں میں visit کرے گی۔ اس کمیٹی کو inform ہی نہیں کیا گیا، اس کمیٹی میں پارلیمانی سیکرٹری، sitting committee کا ایک ممبر اور any other member جو وہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں، اس میں شامل تھے۔ میں پوچھنا چاہوں گا کہ ڈاکٹر صاحبہ اس کمیٹی کی کیا information لے کر آئی ہیں اور اس کے بارے میں ایوان کو بتائیں۔ اس سے انہیں سارا کچھ پتا لگ جائے گا کہ یہ کس طرح ہے۔ اگر یہ بات ٹھیک تھی تو پھر انہوں نے اپوزیشن کے ممبرز اور کمیٹی کے ممبرز کے ساتھ کیوں نہیں visit کیا۔ انہوں نے اکیلے جا کر چائے پی اور پروٹوکول لے کر آ گئی ہیں۔ یہ جب پارلیمانی سیکرٹری بنیں اور مجھے پتا ہے یہ بڑی محنت کر رہی ہیں ان کی محنت کا یہ حال ہے کہ یہ یہاں سے پنجاب کو چھوڑ کر میرپور (آزاد کشمیر) میں چلی گئیں اور وہاں کے ایم ایس کو جا کر

سرکاری گاڑی میں directions دینے لگ گئیں تو انہوں نے فون کر کے مجھے کہا کہ اپنی پارلیمانی سیکرٹری کو بتائیں کہ ان کی حدود کہاں ختم ہوتی ہے۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: جی، شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: [******]

جناب سپیکر: میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: سب سے بڑی بات یہ ہے کہ میں خود کشمیری ہوں۔ میرے ہزار رشتے دار رہتے ہیں مجھے گاڑی کی کیا ضرورت، میرے آگے پیچھے مرسیڈیز، پجیرو سب پھرتی ہیں۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: محرک چونکہ اس کو مزید پریس نہیں کرنا چاہ رہے لہذا motion dispose of ہوئی۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں؟

رانا ثناء اللہ خان: جی، جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: رانا ثناء اللہ خان صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس میں ڈاکٹر فرزانہ صاحبہ نے جو بات کی ہے ان کے ہسپتالوں کی بڑی اچھی condition ہے اور ڈاکٹر اسد اشرف صاحب نے اس بارے میں نشاندہی کی ہے۔ یہ CMIT کی رپورٹ میرے پاس ہے۔ اس سے پہلے یہ معاملہ میں نے اور طاہرہ منیر صاحبہ نے اٹھایا تھا اس کے اوپر باقاعدہ سٹینڈنگ کمیٹی کی میٹنگ ہوئی۔ اس میٹنگ میں اس وقت کے ہیلتھ منسٹر ڈاکٹر طاہر علی جاوید موجود تھے، فرزانہ نذیر صاحبہ موجود تھیں، سیکرٹری ہیلتھ موجود تھے اس میں CMIT کو انکوائری کے لئے کہا گیا۔ یہ CMIT کی رپورٹ میرے پاس ہے اگر ڈاکٹر فرزانہ نذیر صاحبہ کہیں تو میں انہیں پیش کر دیتا ہوں اس میں انہوں نے کہا ہے کہ وہاں پر کروڑوں روپے کے گھپلے ہیں اور گنگا رام ہسپتال کے ایم ایس پر کروڑوں کے گھپلوں کا الزام ہے اور انہوں نے کہا

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

ہے کہ کافی سالوں سے ڈائریکٹر فنانس کو وہاں پر رہنے نہیں دیتے اور مشتاق قریشی نامی آدمی کو انہوں نے ایڈہاک پر رکھا ہوا ہے اس سے ڈائریکٹر فنانس کی ڈیوٹی لیتے ہیں۔ وہ غلط کام کرتا ہے اور ایم ایس گنگارام ہسپتال کے خلاف یہ کروڑوں روپے کے گھپلوں کی نشاندہی ہے۔ یہ CMIT کی رپورٹ ہے اور اس رپورٹ کو ہوئے کوئی ڈیڑھ ماہ ہو گیا ہے لیکن اس پر ابھی تک کوئی ایکشن نہیں ہوا تو ان کے ڈیپارٹمنٹ کی یہ حالت ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! میڈیسن کا different ہے۔ CMIT بھی چیف منسٹر نے اس لئے بنائی تھی کہ ہم ensure کرنا چاہ رہے تھے کہ جو فنڈ دیا جا رہا ہے کتنا ہماری پبلک پر use ہو رہا ہے اور حالت تو انہوں نے پہلے سے بگاڑی ہوئی تھی، پی پی کے دور میں اور سابق دور میں لوٹ مار مچی ہوئی تھی، یہ وہی لوگ تھے ناں آہستہ آہستہ اصلاح ہوتی ہے۔ اس میں ہسپتال کی دوائیوں کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ انکوائری ہوئی ہے میں اپنے معزز ممبر کو کہتی ہوں کہ اس مشتاق کو وہاں سے نکال دیا گیا ہے۔ وہ دو مہینے پہلے سے وہاں پر موجود نہیں ہے۔ ایم ایس کے خلاف انکوائری چل رہی ہے ہم کسی کو spare نہیں کریں گے۔ کسی نے ایک ایک penny جو کھائی ہو گی ہم اسے واپس لائیں گے کیونکہ ہم سب اچھا کی رپورٹ کبھی نہیں دیتے۔ بات ایمرجنسی کی ہو رہی تھی، ایمرجنسی اور یہ ہسپتال ایڈمنسٹریشن، یہ دونوں different چیزیں ہیں۔ ایمرجنسی کا بجٹ علیحدہ ہوتا ہے۔ یہ ہسپتال اور کالج کا بجٹ ہے اس پر ہمارے چیف منسٹر پنجاب نے ٹیم تشکیل دی تھی اور اس کے مطابق یہ ساری انکوائری چل رہی ہے۔ جو بھی فراڈ میں ملوث پائے گئے انہیں 100 فیصد سزا ملے گی۔ مشتاق اور وہ جونیئر کلرک وہاں سے فارغ ہیں۔

جناب سپیکر: رانا ثناء اللہ خان صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ کہہ رہے ہیں کہ سی ایم آئی ٹی وزیر اعلیٰ نے بنائی ہے۔ سی ایم آئی ٹی جو وزیر اعلیٰ نے بنائی ہے اس کی رپورٹ میں کروڑوں روپے کے گھپلوں کی نشاندہی ہے۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ میڈیسن سے متعلقہ نہیں ہے اور وہ وہاں پر مریضوں کے میڈیسن کے پیسے میں کرپشن کرتے ہیں۔ یہ سی ایم آئی ٹی کی رپورٹ ہے۔ وہ تو رپورٹ کر چکی ہے لیکن اس پر عملدرآمد کیوں نہیں ہو رہا۔ میں تو آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ ---

جناب سپیکر: انھوں نے کہہ دیا ہے کہ جو لوگ guilty قرار پائے گئے تو ان کو سزا دی جائے گی۔ حتمی فیصلے سے قبل یہ رپورٹ بھی دیکھی جائے گی اور محکمانہ انکوائری بھی دیکھی جائے گی۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس میں محکمہ انکوائری کر چکا، سیکرٹری ہیلتھ نے اپنی رپورٹ دی، اس کے بعد اس رپورٹ کے اوپر سی ایم آئی ٹی سے کہا گیا، سی ایم آئی ٹی نے پورا probe کیا، اس کے بعد اس نے رپورٹ دی، اس کے بعد وہاں پر جو ڈائریکٹر فنانس یاسمین قریشی تھیں انھوں نے رپورٹ دی کہ یہاں پر اس طرح سے کروڑوں روپے کے گھپلے ہو رہے ہیں۔ انھوں نے وہاں پر دفتر کو تالا لگا کر اس کا گیٹ بند کر دیا اور اس کے بعد اس کو repatriate کر دیا۔ آج بھی وہاں پر کوئی ڈائریکٹر فنانس نہیں ہے۔

جناب سپیکر: سی ایم آئی ٹی کی رپورٹ آ چکی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: ڈاکٹر طاہر صاحب بیٹھے ہیں۔ ان کو ذرا اٹھائیں ان کو اس سارے مسئلے کا پتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! پہلے تو یہ بتائیں کہ یہ میڈیسن کا کہہ رہے ہیں۔ یہ تو ڈویلپمنٹ کا فنڈ تھا اور اس پر مکمل انکوائری ہوئی۔ جس محترمہ کی یہ بات کر رہے ہیں ان کے تو کوئی باقاعدہ آرڈر تھے، وہاں سے ہر روز کوئی ڈائریکٹر فنانس تبدیل کیا جاتا ہے اور نہ ہی گورنمنٹ کی اس طرح کی کوئی ہدایات ہیں۔ یہ جو انکوائری کی رپورٹ آئی ہے اس پر ابھی مزید انکوائری ہو رہی ہے تاکہ کوئی lacuna باقی نہ رہے کہ چور یا اس طرح کا فرد بچ سکے۔ اس طرح straight تو نہیں ہے کہ جس نے جو رپورٹ کر دی تو ہو گیا۔ اس رپورٹ کی دوبارہ انکوائری بھی کی جاتی ہے تاکہ ایسا نہ ہو کہ ایسا مجرم جس کے پیچھے کوئی ہاتھ ہو وہ بچ جائے۔ اس پر باقاعدہ سزا ملے گی اور یہ انکوائری کے بعد ہو گا اور اس کی رپورٹ ایوان میں ایک مہینے کے بعد پیش کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اس کمیٹی کا میں بھی ایک رکن تھا اور میں آج یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ڈاکٹر فرزانہ نے اس کمیٹی میں ان ایم ایس کے سامنے تین دفعہ یہ request کی کہ ہم ابھی چلتے ہیں اور چل کر ہسپتال کا visit کرتے ہیں۔ انھوں نے مجھے بھی کہا کہ چلیں لیکن ایم ایس کا مافیا اتنا سخت ہے۔ اس وقت جو وزیر صحت تھے وہ بھی یہاں بیٹھے ہیں۔ ڈاکٹر فرزانہ کے تین دفعہ کہنے کے باوجود کسی نے یہ نہیں کہا کہ ہاں ابھی چلتے ہیں۔ میں نے بھی کہا تھا کہ ہاں چلیں ابھی چل کر دیکھتے

ہیں۔ میں آپ کو آج ایک اور بات بتاتا ہوں کیونکہ ابھی میری تحریک آنی ہے۔ انہی دنوں میں لوہاری مارکیٹ پر ریڈ ہوا، وہاں سے ہسپتال سے چوری کی ہوئی دوائیاں وہاں پر پائی گئیں۔ تفصیل میری جیب میں ہے وہ میں ابھی پیش کر دیتا ہوں۔ گورنمنٹ اربوں روپے کی دوائیاں دے رہی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ دوائیاں مسلسل چوری ہو رہی ہیں اور اس میں ہر ہسپتال top پر ہے اور چوری کی ہوئی دوائیاں بک رہی ہیں۔ میں تو صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ڈاکٹر فرزانہ یہ بات مانیں کہ انھوں نے تین دفعہ یہ کہا تھا کہ مجھے ابھی لے کر چلیں تو میں نے ان کو support کیا تھا۔ وہ کتنا طاقتور مافیا تھا کہ جس نے کہا کہ ابھی نہ جائیں اور پھر ہم اس کمرے سے اس طرح باہر نکل آئے جیسے ابھی ہم جوئے میں کچھ ہار گئے ہیں۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر کمیٹی بنتی بھی ہے یا ابھی کچھ ہوتا بھی ہے تو اس کا ہمیں کیا فائدہ ہوتا ہے؟

جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے آج ایک اور بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اگر ہم پر شفقت فرماتے ہیں اور آپ کسی تحریک التوائے کار کو in order قرار دے دیتے ہیں تو میں آپ کو پچھلے ڈیڑھ سال کا تجربہ بتاتا ہوں کہ ہیلتھ پر آپ نے ایک تحریک التوائے کار sexual medicine اور ایک ایجوکیشن یونیورسٹی پر پاس کی تھی اور آپ نے فرمایا تھا کہ ہاں اس کو ایوان میں لایا جائے گا۔ آج تک وہ زیر بحث نہیں آئیں۔ بات یہ ہے کہ آپ تحریک التوائے کار کو Ok کر دیتے ہیں تو پھر اس کے لئے کوئی time limit ہونی چاہئے کہ اتنے دن کے بعد یہ آئے گی۔ جب matter خود ہی infectious یا finish ہو جاتا ہے تو لوگ ہمیں برا بھلا کہتے ہیں۔ میں نے جعلی بوتلوں پر تحریک التوائے کار دی، آپ نے مہربانی فرمائی تھی اور آپ نے Ok کیا لیکن آج تک دوبارہ نہیں آئی۔

جناب سپیکر! ڈاکٹر فرزانہ اس کا جواب دیں کہ ان کے پاس پھر کیا ہے؟

جناب سپیکر: شیخ صاحب، ایک چیز کی میں وضاحت کر دوں کہ کوئی ایسی تحریک pending نہیں ہے کہ جو میں نے in order قرار دی ہو اور اس پر بحث نہ کرائی گئی ہو۔ کوئی ایک بھی نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پورا ہاؤس سن رہا ہے۔ آپ نے sexual medicines پر مہربانی کر کے کہا تھا کہ ہاں اس کو ہم سنیں گے۔ میں صرف دو گزارشات کروں گا۔ آپ نے ایک اس پر اور ایک آپ نے یونیورسٹی کی اڑھائی ہزار کنال زمین پر کہا تھا۔ وہ بھی ویسے کی ویسے ہی pending ہے۔ یہاں تحریک التوائے کار اتنی محنت سے آتی ہے۔ اگر آپ اس کو دوبارہ سن لیں کیونکہ یہ

معاملات اسی لئے بگڑتے جا رہے ہیں۔ چوریاں بھی ویسے ہی ہو رہی ہیں۔ جعلی بوتلیں بھی بک رہی ہیں۔ سب کچھ ہی ہو رہا ہے اور لوگ مر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب، گزارش یہ ہے کہ جو تحریک التوائے کار منظور کی جاتی ہے۔ اس کی ہاؤس approval دیتا ہے، ہاؤس میں ووٹنگ ہوتی ہے اور اس کی approval کے لئے 1:6 اس کے حق میں ووٹ آئیں تو پھر اس کی approval ہوتی ہے۔ کیا ایوان کے اندر کوئی ووٹنگ ہوئی تھی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ووٹنگ تو واقعی نہیں ہوئی لیکن آپ کا کہہ دینا بھی تو رولنگ ہے۔

جناب سپیکر: میں تو رولز کے تابع ہوں۔ ہاؤس کو رولز کے مطابق ہی چلایا جاتا ہے۔ کوئی ایسی تحریک جو میں نے in order قرار دی ہو وہ آج تک pending نہیں ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آگے بھی نہیں ہوگی۔ جو بھی تحریک in order قرار دی جاتی ہے۔ اس پر دو دن کے اندر بحث کرا دی جاتی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ کی معزز چیئر کو اتنی discretion اور اتنا اختیار حاصل ہے کہ وہ رولز کے تابع نہیں ہے۔ آپ رولز کو کسی بھی مقصد کو carry out کرنے کے لئے relax کر سکتے ہیں۔ اس کا اختیار رولز میں آپ کے پاس ہے۔

جناب سپیکر: میں بھی تو قواعد و ضوابط کو ہی مدنظر رکھ کر فیصلہ کر سکتا ہوں۔ اپنی مرضی سے من مانی تو نہیں کر سکتا۔ میرا یہ مطلب ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ اس میں دیکھیں کہ سیکرٹری ہیلتھ کی رپورٹ ہے، سی ایم آئی ٹی کی انکوائری رپورٹ ہے اور اس کے بعد یہ جو ہسپتال ہیں جیسے گنگا رام اور دوسرے ہسپتال ہیں۔ ان کو independent قرار دے دیا گیا ہے۔ اب یہاں پر ماسوائے ایک ڈائریکٹر فنانس کے گورنمنٹ کا کوئی اختیار نہیں ہوتا۔ باقی سارا جو بورڈ آف مینجمنٹ ہے۔ اس میں وہ سارے خود ممبرز ہوتے ہیں وہ جو چاہیں وہ کرتے رہیں صرف financial discipline کو in order کرنے کے لئے پنجاب گورنمنٹ کا صرف ایک ہی نمائندہ ہوتا ہے جو ڈائریکٹر فنانس ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ اور وہاں کوئی چیز نہیں ہوتی۔ پنجاب گورنمنٹ کروڑوں اربوں روپے کا فنڈ وہاں پر دے رہی ہے۔ اب گنگا رام ہسپتال میں ڈائریکٹر فنانس ایک سال سے نہیں، دو سال سے نہیں پچھلے چار پانچ سال سے جو وہاں جاتا ہے اس کو دوسرے تیسرے مہینے فارغ کر کے بھیج دیتے ہیں۔ اب جس دن یہ

معاملہ اس اسمبلی میں اٹھایا گیا اور اس کے بعد سٹینڈنگ کمیٹی کی میٹنگ ہوئی، سٹینڈنگ کمیٹی کی میٹنگ میں سی ایم آئی ٹی کی انکوائری کا فیصلہ ہوا، وہاں پر سیکرٹری ہیلتھ کی رپورٹ آئی، وہاں پر ڈاکٹر طاہر صاحب بیٹھے تھے تو سب نے کہا تھا کہ یہ حالات بڑے خراب ہیں۔ اس وقت وہاں پر جو ڈائریکٹر فنانس تھیں غالباً ان کا نام یاسمین قریشی تھا۔ وہاں پر یہ بھی کہا گیا کہ ان کے دفتر کو زبردستی تالا لگا کر باہر کیا تو یہ illegal ہے، آپ دوبارہ ان کو ڈیوٹی دیں اور وہ بطور ڈائریکٹر فنانس پنجاب گورنمنٹ کے نمائندے کے طور پر اپنی ڈیوٹی سرانجام دیں۔ اب یہ دیکھیں کہ اس ہاؤس کا تقدس دیکھیں اور اس کمیٹی کی direction کی حالت دیکھیں کہ انھوں نے جا کر اس کو بجائے اس کے کہ بطور فنانس ڈائریکٹر ڈیوٹی دیتے جیسے شیخ علاؤالدین صاحب نے کہا ہے کہ manage کر کے ایم ایس مافیا نے انھیں دوبارہ وہاں سے transfer/repatriate کروا دیا۔ اس کے بعد آج تک وہاں پر کوئی ڈائریکٹر فنانس تعینات ہی نہیں ہوا۔

جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ یہ معاملہ پہلے بھی سٹینڈنگ کمیٹی میں discuss ہوا ہے۔ اسی کے نتیجے میں یہ ساری انکوائریاں ہوئی ہیں۔ ان انکوائریوں پر کوئی عملدرآمد نہیں ہو رہا تو میں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس کے تقدس کے پیش نظر اور آج کی جو discussion ہے۔ یہ result less نہ رہ جائے تو اس کے لئے میں سمجھتا ہوں اس معاملے کو آپ دوبارہ سٹینڈنگ کمیٹی کو refer کریں جو اس کو مانیٹر کرے اور اس کے اوپر جو requisite action ہونا چاہئے۔ یہ غریب لوگوں کا پیسا ہے جو ادویات کے لئے ہے۔ یہ کروڑوں روپیہ ہے جو ضائع ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہ معاملہ کافی دیر سے چل رہا ہے پہلی بات تو یہ ہے کہ اصولی طور پر میں اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ اگرچہ چیف منسٹر انسپکشن ٹیم نے کوئی انکوائری کی ہے اور حتمی طور پر اس کی رپورٹ دی ہے تو پھر اس رپورٹ کی روشنی میں کوئی فیصلہ ہونا چاہئے اور کارروائی بھی ہونی چاہئے اس میں کوئی دوسری رائے نہ ہے۔ اب مجھے معلوم نہ ہے کہ کب یہ رپورٹ آئی ہے یہ تو کاغذات دیکھ کر ہی کچھ کہا جا سکتا ہے یہاں پر منسٹر CMIT موجود ہیں۔ میرے خیال میں رانا صاحب ساری تفصیل ان کو دے دیں۔ میں بھی ان کے ساتھ بیٹھ جاتا ہوں اور انشاء اللہ تعالیٰ میں صرف اس حد تک آپ کو یقین دہانی ضرور کرا سکتا ہوں کہ جو بھی CMIT کی

recommendations ہیں خواہ وہ کسی کے ساتھ کارروائی کی ہے یا جو بھیrecommendations ہیں انشاء اللہ تعالیٰ حکومت کی طرف سے من وعن اس پر عملدرآمد کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب ٹھیک ہے؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ اس کے لئے کوئی مناسب حکم فرما دیں تاکہ یہ بات on recordآ جائے۔

جناب سپیکر: آپ وزیرCMITکے ساتھ وقت طے کر لینا وزیر قانون بھی آپ کے ساتھ بیٹھ جائیں گے۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

شیخ اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ اعجاز احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اپنے پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے آپ کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ لاہور شہر میں جیسا کہ جناب کے علم میں ہے کہ ٹریفک کے بے تحاشا مسائل ہیں اور لوگ گھنٹوں ٹریفک میں پھنسے رہتے ہیں۔ اسمبلی کے رولز اینڈ پروسیجر یا قانون میں وفاقی اور صوبائی سول سیکرٹریٹ ہیں ان کے ملازمین کو یہ سہولت حاصل ہے کہ ان کو پک اینڈ ڈراپ کی سہولت دی جائے۔

جناب سپیکر! 08-2007 کا بجٹ بننے جا رہا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس میں چار یا پانچ بسیں اسمبلی سیکرٹریٹ یا سول سیکرٹریٹ کے ملازمین کی آسانی کے لئے اور ٹریفک کے مسائل سے ان کو بچانے کے لئے اور in time دفاتر تک پہنچانے کے لئے ایک کروڑ روپیہ مختص کیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ وزیر صاحب سے ان کے چیمبر میں ملاقات کر لیں میں بھی ان سے گزارش کروں گا کہ اس مسئلہ کو دیکھ لیں۔ محترمہ مصباح کوکب ایڈووکیٹ نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 32---

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ ہمارا ایک بڑا اہم بل ہے۔ میری استدعا ہے کہ اگر آپ پہلے اس کو take up کر لیں اس کے بعد باقاعدہ خواتین کی قرارداد آئے اس میں خواتین کو بولنے کا موقع دیا جائے اور جتنی مرضی discussion کریں ہم اس میں حصہ لیں گے۔ کیونکہ اس کے لئے زیادہ وقت چاہیئے ہو گا اس لئے میں گزارش کروں گا کہ پہلے بل کو take up کر لیں۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! گزارش یہ ہے کہ جب آپ نے اجازت دینی ہے تو ہاؤس کی کارروائی معطل کرنی ہے۔ جب ساری کارروائی مکمل ہو جائے گی تو پھر کون سی کارروائی معطل کریں گے۔

سردار امجد حمید خان دستی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: دستی صاحب! آپ تشریف رکھیں میں آپ کو وقت دوں گا۔ یہ قرارداد بڑی ضروری ہے۔ اس کو پہلے کر لیں۔

سردار امجد حمید خان دستی: مجھے آپ تھوڑا وقت دیں گے؟

جناب سپیکر: جی، میں آپ کو وقت دوں گا۔ آپ براہ مہربانی تشریف رکھیں۔ محترمہ مصباح کوکب ایڈووکیٹ نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 32 اور 115 کو قواعد ہذا کے قاعدہ 234 کے تحت معطل کر کے خواتین کے عالمی دن کے موقع کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

محترمہ مصباح کوکب (ایڈووکیٹ): شکریہ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

> ”قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 32 اور 115 کو قواعد ہذا کے قاعدہ 234 کے تحت معطل کر کے خواتین کے عالمی دن کے موقع کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔“

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 32 اور 115 کو قواعد ہذا کے قاعدہ 234 کے تحت معطل کر کے خواتین کے عالمی دن کے موقع کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 32 اور 115 کو قواعد ہذا کے قاعدہ 234 کے تحت معطل کر کے خواتین کے عالمی دن کے موقع کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

قرارداد

خواتین کے حقوق کے تحفظ کے لئے مزید مؤثر قانون بنانے کا مطالبہ

محترمہ مصباح کوکب (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"یہ ایوان خواتین کے عالمی دن کے موقع پر حکومت پاکستان کو خراج تحسین پیش کرتا ہے کہ اس دور میں خواتین کو اسلام میں دیئے گئے حقوق کی فراہمی کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔ خواتین کے ہر شعبہ ہائے زندگی میں نمائندگی سے لے کر حقوق نسواں ایکٹ کی منظوری تک حکومت کے اقدامات اپنی مثال آپ ہیں جس پر پنجاب اسمبلی میں موجود خواتین فخر کرتی ہیں۔ حکومت پاکستان کے وژن اور خواتین کو حقوق دلانے کے لئے ان کی commitment پر یہ ایوان ان کا شکریہ ادا کرتا ہے بلکہ مستقبل میں بھی ملک و قوم اور خواتین کے حقوق کے حوالے سے کئے جانے والے اقدامات پر اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلاتا ہے نیز خواتین کے حقوق کے تحفظ کے لئے خصوصی ادارے بھی قائم کئے جائیں۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان خواتین کے عالمی دن کے موقع پر حکومت پاکستان کو خراج تحسین پیش کرتا ہے کہ اس دور میں خواتین کو اسلام میں دیئے گئے حقوق کی فراہمی کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔ خواتین کے ہر شعبہ ہائے زندگی میں نمائندگی سے لے کر حقوق نسواں ایکٹ کی منظوری تک حکومت کے اقدامات اپنی مثال آپ ہیں جس پر پنجاب اسمبلی میں موجود خواتین فخر کرتی ہیں۔ حکومت پاکستان کے وژن اور خواتین کو حقوق دلانے کے لئے ان کی commitment پر یہ ایوان ان کا شکریہ ادا کرتا ہے بلکہ مستقبل میں بھی ملک و قوم اور خواتین کے حقوق کے حوالے سے کئے جانے والے اقدامات پر اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلاتا ہے نیز خواتین کے حقوق کے تحفظ کے لئے خصوصی ادارے بھی قائم کئے جائیں۔"

RANA SANAULLAH KHAN: I oppose it

MR ARSHAD MEHMOOD BAGGU: I oppose it

SH IJAZ AHMAD: I oppose it

SYED IHSAN ULLAH WAQAS: I oppose it

MR SAMI ULLAH KHAN: I oppose it

MS AZMA ZAHID BOKHARI: I oppose it

MRS TAHIRA MUNIR: I oppose it

DR SYED WASEEM AKHTAR: I oppose it

جناب سپیکر: جی، اے رانا ثناء اللہ صاحب، سید احسان اللہ وقاص، شیخ اعجاز صاحب، بگو صاحب آپ تو کہتے تھے کہ کافی بحث ہو چکی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! ان کو چاہئے تھا کہ یہ جنرل پرویز مشرف کو خراج تحسین نہ پیش کرتیں بلکہ یہ خواتین کے حوالے سے بات کرتیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں تھا۔ انہوں نے معاملے کو سیاسی بنانے کی کوشش کی ہے اس لئے ہم نے اس کو oppose کیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا ثناء اللہ خان آپ بات کرنا چاہ رہے ہیں۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! پہلے محترمہ عظمیٰ بخاری کو وقت دیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس کے بعد مجھے بھی نمبر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ جی، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں اس قرارداد کو اس لئے oppose کرتی ہوں کیونکہ میں سمجھتی تھی اور میرا خیال تھا کہ جتنی خواتین یہاں ایوان میں بیٹھی ہیں کم از کم آج خواتین کے عالمی دن کے حوالے سے کم از کم آج پارٹی بازی سے بالا تر ہو کر مشرف نامہ اور پرویز الٰہی نامہ سے ہٹ کر آج خواتین کے لئے کوئی بات کی جائے گی لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ آج بھی وہی روایت۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! ہاؤس in order ہو گا تو میں بات کر سکتی ہوں۔

جناب سپیکر! میں کہہ رہی تھی کہ خواتین کے عالمی دن کے حوالے سے تو ہم نمائندگی کی بات کر رہے ہیں لیکن رولز آف پروسیجر کا شاید یہاں پر موجود کسی خاتون کو معلوم نہیں ہے کہ کوئی بندہ بات کر رہا ہو تو چاں چاں نہیں کی جاتی کیونکہ ہاؤس ان آرڈر ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں آج خواتین کے عالمی دن کے موقع پر خواتین کے حوالے سے ہی بات کرنی چاہئے۔ ہمیں کسی پارٹی وابستگی سے بالا تر ہو کر صرف آج عورتوں کے issue پر بات کرنی چاہئے۔ مشرف نامہ اور پرویز الٰہی نامہ بیان کرنے کے لئے سال کے 364 دن باقی ہیں اور وہ یہ کرتی رہتی ہیں لیکن کم از کم آج ہی ہمدردانہ طریقے سے عورتوں کی کوئی بات کی جاتی اور جس خراج تحسین کی انہوں نے بات کی ہے تو کچھ باتیں میں بھی کرنا چاہتی ہوں کہ جو خراج تحسین یہ پیش کرنا چاہتی ہیں تو یہ figures اٹھا کر دیکھ لیں۔ میں صرف ایک سال 2006 کا بتاتی ہوں جس میں 600 کے قریب خواتین غیرت کے نام پر قتل ہوئیں جو کہ 2005 سے دگنا ہے۔ گزشتہ چھ ماہ

میں صرف خواتین کے خلاف تشدد اور جرائم کا6660 figures مقدمات ہیں اور جس عالمی دن کے اوپر آج ہم بات کر رہے ہیں اور ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ اس ملک اور اس صوبہ پنجاب میں 157 خواتین نے غربت اور گھریلو تشدد کی وجہ سے خود کشی کی ہے۔ آج خواتین کے عالمی دن کے حوالے سے باتیں ہوں گی، سیمینارز ہوں گے، تقاریر ہوں گی لیکن کیا خواتین کا عالمی دن ہم سے صرف یہ ڈیمانڈ کرتا ہے کہ آج کے دن تقاریر ہوں، آج کے دن پر نمبر ٹانکنے کی کوشش کی جائے اور جو ایک وزارت خالی ہے اس پر عورتوں کے نام پر دوڑ شروع کر دی جائے تو میرے نزدیک یہ بالکل عورتوں کی کاز سے غداری ہو گی کیونکہ ان 157 عورتوں کے بارے میں آج ہم نے بات کرنی ہے جنہوں نے غربت کی وجہ سے صوبہ پنجاب کے اندر خود کشیاں کی ہیں، جنہوں نے گھریلو مسائل کی وجہ سے خود کشی کی تو ان کے حوالے سے بات کرنی ہے۔ میں ایک اور figure دینا چاہوں گی کہ ہمارے غیر رسمی شعبہ میں ایک کروڑ سے زائد خواتین اس ملک میں کام کرتی ہیں اور صرف لاہور میں پانچ لاکھ سے زائد خواتین گھریلو ملازمہ ہیں اور بد قسمتی کی بات یہ ہے کہ ان خواتین کو لیبر فورس میں شمار کیا جاتا ہے نہ ہی ان کے بارے میں کوئی اعداد و شمار موجود ہیں۔ چونکہ ان کے اعداد و شمار نہیں ہیں تو ہم ان کے بارے میں کیا بات کر سکتے ہیں اور ہم ان کو کیا کہیں گے اور ان کی روزانہ آمدنی کے بارے میں بڑے دکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ -/50 سے -/100 روپے ہے۔ خواتین کے عالمی دن کے حوالے سے مان لیا کہ اس ہاؤس میں آنے سے بہت سی خواتین کی حالت بدل گئی ہے لیکن ان خواتین کے بارے میں سوچیں جو غربت کی وجہ سے خود کشی کرتی ہیں اور جن کی روزانہ آمدنی -/50 سے -/100 روپے کے درمیان ہے۔ مجھے بتائیے کہ جس عورت کی روزانہ آمدنی -/50 سے -/100 روپے کے درمیان ہے تو اس عورت کی غربت کا عالم کیا ہو گا؟ جہاں چینی کی کیا قیمت ہے؟ جہاں آٹا کس قیمت پر مل رہا ہے؟ گھی کی قیمتیں آپ نے دیکھیں کہ پچھلے دنوں اس طرح اضافہ کیا گیا اور پھر کہا کہ یوٹیلٹی سٹورز پر ہم گھی سستا بیچیں گے تو اس پر بھی میں کہنا چاہوں گی کہ ان کی حکومت کے ایک اعلیٰ عہدیدار کے بیٹے کی ایک فرم ہے اور خاص طور پر اس فرم کی پروموشن کے لئے گھی کی یوٹیلٹی سٹورز پر قیمتوں میں کمی کا اعلان کیا گیا ہے جو قابل مذمت ہے کہ یہ حکومت غربت تو ختم کر نہیں کر سکی اب غریب کا مذاق تو مت اڑائے۔ غریب کا مذاق اڑانا تو خدا کی ذات بھی پسند نہیں کرتی تو اب یہ کون سے دعوے ہیں اور کون سا خراج تحسین پیش کرنا چاہتی ہیں۔ صوبہ پنجاب کے اندر کس عورت کی حالت بدلی ہے اور اگر میں یہ کہوں کہ مذہب کے نام پر اس ملک میں آج بھی

عورت دوسرے درجے کی شہری ہے اور عورت کا استحصال اس کے گھر سے شروع ہوتا ہے۔ شوہر استحصال کرتا ہے، بھائی اور باپ کی بچی ہوئی روٹی عورت کھاتی ہے اور ان کی خدمت کرتی ہے اور خواتین کا گھر سے ہی استحصال شروع ہوتا ہے۔ شوہر آتا ہے پھر بیٹا آتا ہے اور عورت کا مقام صرف قبر رہ جاتی ہے اس کے علاوہ کوئی نہیں۔ کس چیز کا یہ خراج تحسین پیش کرنا چاہتی ہیں؟ میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے خراج تحسین کی بات کی ہے۔ اس ملک میں عورت کے خلاف کتنے فیصد جرائم میں کمی ہوئی ہے اور کون سی عام عورت کی حالت بہتر ہوئی ہے، کس مہنگائی میں کمی ہوئی ہے، کس غربت میں کمی ہوئی ہے؟ تو یہ کس کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتی ہیں شرم آنی چاہئے انہیں یہ بات کرتے ہوئے کہ ہم حکومت کو خراج تحسین پیش کرنے کی بات کرتے ہیں جبکہ ایک عام عورت خودکشی کر رہی ہے۔ اس دور میں ایک عام عورت کی حالت کیا ہے اور سرمایہ کاری کے نام پر اس ملک میں عورت کا استحصال جاری ہے۔ ہمارے ملک میں عورتوں کے اوقات کار میں بھی اضافہ کر دیا گیا ہے اور عورت تو لیبر قوانین میں بھی دوسرے درجے کی شہری ہے کیونکہ اسے لیبر قوانین میں بھی کوئی سہولت فراہم نہیں کی جاتی۔

جناب سپیکر! میں بھٹہ مزدور عورتوں کی بات کرنا چاہوں گی کہ ان کے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہے؟ آج ہمیں اپنے سے ہٹ کر بات کرنی چاہئے تھی، آج ہمیں محنت کش کی بات کرنی چاہئے تھی، آج ہمیں بھٹہ خشت عورتوں کے ساتھ ہونے والے مظالم کی بات کرنی چاہئے تھی اور جو عورت گھر سے باہر نکلتی ہے تو اس کے اوپر کتنے مظالم ہوتے ہیں، اس کے اوپر کتنا جنسی تشدد کیا جاتا ہے، sexual harassment کی اس ملک میں کیا تعداد ہے؟

جناب سپیکر! اس پر بات کریں اور اگر آج مشرف کے لئے بات نہ کریں تو اس سے کیا ہو جائے گا۔ آج تو کم از کم جن عورتوں کے نام پر اسمبلیوں میں بیٹھی ہیں ان کے بارے میں بات کر لیں۔ آج یہ حلال کر دیں کہ آپ کن عورتوں کے لئے بیٹھی ہیں جن کے نام کی تنخواہیں لیتی ہیں، جن کے نام کی مراعات لیتی ہیں اور یہ آج مشرف صاحب اور حکومت کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتی ہیں۔ [******]

جناب سپیکر: یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! کارروائی سے آپ بے شک پوری تقریر حذف کر دیجئے لیکن میں آج کوشش کر رہی ہوں کہ شاید حکومتی بنچوں کی خواتین کے ضمیر جھنجھوڑ سکوں، ان سے پوچھ سکوں کہ خدارا! ان خواتین کے بارے میں سوچیں جن کے نام پر یہاں آئی ہیں۔ بد قسمتی یہ ہے کہ آج ہمارے ملک میں اجتماعی خودکشیاں شروع ہو گئی ہیں۔

جناب سپیکر! ایک گھر میں ایک بندہ خودکشی کیا کرتا تھا اور آج یہ اس ملک میں حکمرانوں کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتی ہیں لیکن میں ایسے حکمرانوں کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتی ہوں جنہوں نے غریب سے ایک وقت کی روٹی چھین لی ہے۔ میں انہیں خراج تحسین پیش کرنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے غربت میں اضافہ کیا ہے اور اس بات پر بھی خراج تحسین پیش کرنا چاہتی ہوں کہ حقوق نسواں کے نام پر ہم نے ان کا ساتھ دیا چونکہ عورت کی بات تھی اور عورت کے حق کی بات تھی لیکن کیا کیا کہ اس میں بھی آدھا تیتر اور آدھا بٹیر کیا گیا۔ اگر یہ عورت کے اس issue سے اتنا loyal ہوتے تو، حدود آرڈیننس کو ایک طرف مانتے ہیں کہ یہ غلط ہے، یہ عورتوں کے خلاف امتیازی قانون ہے اور دوسری طرف ہم اس کو رکھنا چاہتے ہیں اور اس کے خلاف ایک parallel قانون بنا رہے ہیں، تو یہ خراج تحسین انہیں پیش کیا جا سکتا ہے۔ کہ اس ملک میں جو کبھی نہیں ہوا کہ آج ملک میں اجتماعی خودکشیاں ہو رہی ہیں اور ایک گھر سے پانچ پانچ۔۔۔

(اس مرحلہ پر ارجنٹائن کا ایک پارلیمانی وفد سپیکر گیلری
میں اسمبلی کی کارروائی دیکھنے کے لئے داخل ہوا)

MR SPEAKER: Thank you. Madam! I have been told that the Parliamentary delegation from the Argentina is in the Speaker's Box. I welcome the delegation in the Punjab Assembly.

(نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں wind up کروں گی صرف اس سوچ اور فکر کے ساتھ کہ میں چاہتی ہوں کہ آج میرے دائیں ہاتھ والی سائیڈ سے میری بہنیں اٹھیں اور وہ کسی وزارت کی دوڑ میں شامل نہ ہوں، وہ کسی مراعات کی دوڑ میں شامل نہ ہوں اور وہ آج عام عورت کی بات کریں۔ آج اس عورت کی بات کریں جو بچوں کو زہر دے دیتی ہے کیونکہ اس کے گھر میں روٹی نہیں پکتی۔

جناب سپیکر! آج اس عورت کی بات کریں جس کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے لیکن وہ اپنا پرچہ درج نہیں کروا سکتی کیونکہ اس کی بے عزتی ہوتی ہے۔ان عورتوں کی بات کریں اور انہیں خراج تحسین پیش کریں جن عورتوں کے ساتھ زیادتیاں ہوئیں لیکن پھر بھی ظلم کے خلاف اٹھ کھڑی ہوئیں۔ان عورتوں کی بات کریں جو عورتیں اس صوبے میں ظلم کا شکار ہونے کے باوجود زندہ ہیں جو آج ان عورتوں کو خراج تحسین پیش کرنے کا دن ہے۔آج میں خراج تحسین پیش کروں گی پنجاب کی اس عورت کو بلکہ ملک کی اس عورت کو جو ان تمام نامساعد حالات کی وجہ سے زندہ ہیں اور اگر میں دور نہ جاؤں تو اس بنچ پر بیٹھی ہوئی اس بہن کو یاد کروں گی جس کو اس ملک میں روشن خیالی اور ماڈریشن کے نام پر انتہا پسندی اور جنونیت کو فروغ دیا گیا۔کہاں یہ روشن خیالی ہے لیکن روشن خیالی نہیں تھی، انتہا پسندی کو فروغ دیا گیا، جنونیت کو فروغ دیا گیا اور آج اس سائیڈ پر میری وہ بہن موجود نہیں ہے جس کو جنونیت کی بھینٹ چڑھا دیا گیا۔

جناب سپیکر! آج اس عورت کو خراج تحسین پیش کریں جس نے شہادت قبول کی، جس کو مار دیا گیا۔آپ آج بھی مشرف نامہ بیان کرنا چاہتی ہیں تو آج اس عورت کی بات کریں جو آج اس حکومت اور ان حالات میں بھی زندہ ہیں۔میں سمجھتی ہوں کہ آج اس صوبے کی، اس ملک کی وہ تمام عورتیں خراج تحسین کی مستحق ہیں جو ان حالات میں جہاں حکمران ان سے جینے کا حق چھین رہے ہیں اور وہ زندہ ہیں۔میں انہیں خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔شکریہ

جناب سپیکر: جی، رانا ثناء اللہ خان صاحب !

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! ہمیں اس بات پر کوئی اعتراض نہیں ہے کہ خواتین کے حقوق کی بات بھی ہونی چاہئے اور اس کا تحفظ بھی ہونا چاہئے اور اس سے متعلق جو لوگ کام کر رہے ہیں خواہ وہ خواتین ہوں یا مرد ہوں ان کو خراج تحسین بھی پیش کرنا چاہئے لیکن ٹریژری بنچز سے ہماری بہن نے غالباً انہوں نے باقی سب سے بھی consultation کی ہوگی یہ جو ریزولیوشن پیش کیا ہے اس پر میرا پہلا اعتراض تو یہ ہے کہ خواتین کے دن کے حوالے سے میرا خیال ہے پچھلے سالوں میں کوئی اجلاس نہیں ہوا ہوگا تو آج اجلاس ہو رہا ہے اور آج پہلی مرتبہ یہ ریزولیوشن پچھلے چار سالوں میں اس ہاؤس میں ٹیبل کیا گیا۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی سفاکی ہے کہ اس میں شامل ہونا چاہئے تھا ان عورتوں کا نام جن عورتوں نے اپنے خلاف violence کے اوپر آواز اٹھائی اور ایسی جگہوں سے ایسے معاشرے سے اور ایسے علاقوں سے آواز اٹھائی جہاں پر کسی عورت کا آواز اٹھانے کا تصور نہیں

کیا جا سکتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج مختاراں مائی کو خراج تحسین پیش کرنا چاہئے تھا اور اس کا نام شامل ہونا چاہئے تھا کہ اس نے اس معاشرے میں اپنے ساتھ ہونے والے ظلم کے خلاف آواز اٹھائی جہاں پر بات کرنا بہت مشکل ہے، آج ڈاکٹر شازیہ کا نام شامل ہونا چاہئے تھا اور اس کو خراج تحسین پیش کرنا چاہئے تھا کہ اس نے اپنے خلاف ہونے والے ظلم اور ایک ایسے ادارے جس کے خلاف بڑے بڑے لوگوں کو بات کرنے کی جرأت نہیں ہوتی اس نے ببانگ دہل یہ بات کہی کہ میرے ساتھ زیادتی ہوئی ہے اور اس کے مؤقف کے مطابق فلاں آدمی ملزم ہے اس کے حقوق کی کسی نے بات نہیں کی۔ اس کے حقوق اور اس کے ملزموں کو سزا دینے کے لئے کبھی ہماری بہنوں کو خیال نہیں آیا کہ یہاں پر یہ ریزولیوشن کریں کہ اس عورت کے ساتھ جو ظلم ہوا وہ تو چلو ہوا اور یہ بھی درست ہے کہ ملزم کو سزا نہیں ہوئی وہ ملک چھوڑ کر چلی گئی۔ نہ صرف یہ کہ ملزم نہیں پکڑا گیا اور اس کو سزا نہیں ملی بلکہ وہ عدم تحفظ کا اتنا شکار ہوئی کہ اس کا اس ملک میں رہنا مشکل ہو گیا آج اس ڈاکٹر شازیہ کا نام یہاں پر شامل ہونا چاہئے تھا، آج مختاراں مائی کا نام شامل ہونا چاہئے تھا آج اس قرارداد میں یہ بات آنی چاہئے تھی کہ وہ ہماری بہنیں جو بھٹہ مزدور ہیں اور کھیتوں کھلیانوں میں کام کرتی ہیں ان کا معاوضہ آج بھی پاکستان میں مردوں کے برابر نہیں ہے۔

اس ملک کی آبادی جو پندرہ سولہ کروڑ ہے اس میں غالباً 53 فیصد خواتین ہیں ان میں سے صرف چند بڑے لوگوں کی بیگمات، بڑے لوگوں کی بہنیں، بڑے لوگوں کے رشتہ دار آ کر اسمبلیوں میں بیٹھ جائیں تو اس سے کیا آٹھ کروڑ خواتین کے مسائل حل ہو جائیں گے، کیا ان چند سو خواتین کے اسمبلیوں میں آنے سے وہاں پر وہ کروڑوں خواتین جو کھیتوں کھلیانوں میں کام کرتی ہیں وہ کروڑوں خواتین جو بھٹہ مزدور کے طور پر کام کرتی ہیں کیا ان کے مسئلے حل ہو جائیں گے، کیا آج اس ملک میں کوئی قانون موجود ہے؟ میرے حلقے کا یہ کیس ہے کہ شادی کے اٹھارہ سال بعد پانچ بچوں کو خاوند صاحب نے صرف اس بات پر کہ میں جب گھر پر اپنے کام سے واپس آیا تو اس نے میرے کہنے پر کھانا نہیں دیا اس وجہ سے اس نے اپنی بیوی کو پانچ بچوں سمیت تشدد کر کے جوتے مار کر گھر سے باہر نکال دیا۔ اس کا بھائی ان بچوں کو میرے پاس لے کر آیا کہ میں تو خود بہت مشکل سے گزارا کرتا ہوں اب ان پانچ بچوں کو میں کہاں سے پالوں؟ اب یہاں پر یہ کہتے ہیں کہ بڑی لیجسلیشن ہو گئی ہے اور حقوق نسواں کا بل پاس ہو گیا ہے جنرل مشرف عورتوں کو پتا نہیں کہاں سے اٹھا کر کہاں پر لے گیا ہے۔ مجھے بتائیں کہ آج کے قانون میں، آج کے پینل کورٹ میں، آج کے سول کورٹ میں کیا اس

عورت کے لئے اس ملک میں کوئی ادارہ ہے کہ وہ اپنے بچوں کو لے کر وہاں پر چلی جائے، اس کے بچوں کو تعلیم کا خرچہ ملے اور اس کو کھانے کو کچھ ملے اور وہ در بدر دھکے نہ کھائے اور وہ کسی عدالت کا جا کر دروازہ کھٹکھٹائے۔ آج نان ونفقہ کے لئے جو خواتین بچوں سمیت گھروں سے نکال دی جاتی ہیں ان کے کیسز کئی کئی ماہ سے پینڈنگ پڑے ہیں اور ان کا کوئی فیصلہ نہیں ہوتا۔ مجھے بتائیں کہ جہیز کے کتنے کیس عدالتوں میں پینڈنگ ہیں اور عورتیں عدالتوں کے باہر صبح آکر شام تک بیٹھ کر تاریخ لے کر چلی جاتی ہیں اور ان کا کئی کئی ماہ تک فیصلہ نہیں ہوتا۔ یہ بتائیں کہ عام عورت جو میراتھن ریس میں نہیں دوڑ سکتی وہ بھٹے پر مزدوری کر سکتی ہے وہ اپنے گھروں میں ظلم برداشت کر سکتی ہے لیکن اس کے پاس میراتھن ریس میں دوڑنے کے لئے وقت نہیں ہے کہ وہ مال روڈ پر آکر ان حکمرانوں کے ساتھ میراتھن میں دوڑے۔ بھٹہ مزدور عورتیں اور عام معاشرے میں رہنے والی عورتوں کے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ وہ وہاں پر آکر کسی فائیو سٹار ہوٹل کی چھت پر ان حکمرانوں کے ساتھ بسنت منائیں۔ ان کے پاس ٹائم ہے اور نہ ان کے پاس ایسا اختیار ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ ان کروڑوں عورتوں کے لئے انہوں نے کوئی لیجسلیشن کی ہے تو ہمیں بتائیں۔ ان کے حقوق کے متعلق انہوں نے جو آواز اٹھائی ہے وہ بتائیں؟ یہاں اتنی خواتین بطور ممبر تشریف فرما ہیں اور چار ساڑھے چار سال ہو گئے ہیں اور میرا خیال ہے کہ بجٹ اجلاس کے علاوہ ایک آدھ اجلاس اور ہو گا یہ بتائیں کہ یہ یہاں پر کونسی لیجسلیشن لے کر آئی ہیں۔ عورت کا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ جب عورت پر ظلم ہوتا ہے، جب اس کو گھر سے بچوں سمیت نکال دیا جاتا ہے اس کا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ وہ یا تو باپ کی چوکھٹ پر آئے اگر باپ نہیں ہے اور اکثر کیسز میں نہیں ہوتا تو پھر وہ بھائیوں کے گھروں میں دھکے کھائے یا پھر وہ کسی ایسے مافیا کا شکار ہو جائے کہ جہاں جا کر اس کی عزت رہے اور نہ زندگی رہے۔ یہ بتائیں کہ آج تک یہ کوئی ایسی resolution لائے ہیں؟ کہ ایسی عورتیں جب بھی کورٹ میں جائیں اور جاتے ہی پہلے دن ان کا خرچہ گورنمنٹ خود دے بعد میں اس کے خاوند یا جس کی بھی ذمہ داری بنتی ہے اس سے لے کر دے اس طرح کا کیا انہوں نے آج تک کوئی بل ٹیبل کیا ہے، کیا آج تک انہوں نے اس سے متعلقہ قرارداد لائے ہیں؟ ماسوائے اس بات کے کہ میراتھن ریس ہونی چاہئے اور بسنت منانی چاہئے یہ صرف چند خواتین فائیو سٹار ہوٹل کی چھتوں پر حکمرانوں کے ساتھ بسنت منالیں، یہ مال روڈ پر دوڑ لگالیں اس سے میں سمجھتا ہوں کہ اس معاشرے میں کروڑوں خواتین کے مسائل حل نہیں ہو سکتے۔

جناب سپیکر! ان کا صبر کا پیمانہ لبریز ہو رہا ہے میں ان کو موقع دیتا ہوں کہ یہ بات کریں۔
آخر میں میں یہ کہتا ہوں کہ آج کا resolution ان تمام خواتین کے [****] اس حوالے سے کہ آج سے چند یوم قبل ان کی کولیگ اور ہماری کولیگ۔۔۔

جناب سپیکر: یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! ان کی کولیگ ہماری کولیگ خواہ وہ کچھ بھی ہے، سرور مغل چاہے کچھ بھی موقف اختیار کرے اس کا یہ موقف کہ وہ حجاب میں نہیں تھی اور وہ سر عام مردوں کے شانہ بشانہ کام کرتی تھی اس نے کہا کہ میں نے پہلے بھی کال گرلز کو مارا ہے اور میں اس قسم کی خواتین پر حملے کرتا ہوں اور اس کے کہنے کے مطابق کہ میں یہ خدائی خدمت کر رہا ہوں۔ میں اس کے اس موقف سے قطعی طور پر کوئی اتفاق نہیں کرتا میں سمجھتا ہوں کہ ایک کال گرلز یا ایسی عورت جو اس قسم کے معاملے میں involved ہے اس کے متعلق 99 فیصد یہ چانس ہو سکتا ہے کہ اس کی کوئی مجبوری ہو، اس کی کوئی معاشی مجبوری ہو اس وجہ سے وہ اس پیشے کی طرف دھکیلی گئی ہو اور اس سلسلے میں بہت سی انکوائری اور ریسرچ ہوئی ہیں اور یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ اس پیشے سے متعلق اکثر خواتین کو یہ پرابلم ہے لیکن دوسری طرف جو آدمی ہے جو کال گرلز کو ہائر کرتا ہے جو رات کو عیاشی کرتا ہے اس کے پاس کرپشن کا پیسا ہے اس کے پاس ایسی دولت ہے جس کو خرچ کرنے کے لئے کوئی ایسی جگہ نہیں ملتی وہ عیاشی کرنے کے لئے یہ کام کرتا ہے تو کیا وہ حیادار ہے، کیا وہ بے حیا نہیں ہے، کیا وہ فحاشی نہیں پھیلا رہا ہے؟ آج تک کسی کو یہ جرأت کیوں نہیں ہوئی اس سائیڈ کے لوگوں کو بھی کوئی قتل کرے۔ کال گرل بلانے والے کو بھی کوئی قتل کرے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ظل ہما عثمان عورتوں کے حقوق کے لئے بات کر رہی تھی، وہ عورتوں کے حقوق کے لئے لڑ رہی تھی اس کی ایک شناخت تھی جو عورتوں کے حقوق کے لئے بات کر رہی ہے اس کو سر عام قتل کیا گیا اور ناحق قتل کیا گیا۔ آج اس resolution میں آج کے دن ڈاکٹر شازیہ کا نہیں مختاراں مائی کا نہیں تو کم از کم اسی کا نام یہ شامل کر لیتیں کہ ہم اس کا نام شامل کرتے ہیں اور اس کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں کہ وہ عورتوں کی جدوجہد میں کام کرتی ہوئی ماری گئی۔ صرف حکمرانوں کو اور صرف حکومت کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتے ہیں کہ ان کو آج سے چھ ماہ بعد دوبارہ ٹکٹ ملے۔ یہ دوبارہ اسمبلیوں میں آئیں

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

اور دوبارہ آکر یہاں سے ٹی اے / ڈی اے لیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس قرارداد کی عبارت جو ہے جو اس ذہنیت کو ظاہر کرتی ہے۔ یہ قابل مذمت ہے اور اس بات پر ہم اس کو oppose کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، جناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں اس پر آخر میں بات کروں گا۔

جناب سپیکر: جی، جناب سمیع اللہ خان!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! خواتین کے عالمی دن کے موقع پر میں اس قرارداد کو oppose کر رہا ہوں اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ یہ چونکہ خواتین کا عالمی دن تھا اس کو اس طرح سے کسی سیاسی جماعت کے حوالے سے نہیں بنانا چاہئے تھا اور اس میں پاکستان کی عام عورت کی جو حالت ہے، جس کی طرف رانا ثناء اللہ خان صاحب نے بڑی تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی ہے ان خواتین کے حوالے سے یہ قرارداد ہونی چاہئے تھی۔ میں اب بھی یہ سمجھتا ہوں اور میں اس point پر oppose کر رہا ہوں کہ ابھی آپ نے جو "ہاں" یا "ناں" میں کرنا ہے اس حوالے سے اب بھی یہ ممکن ہے کہ اگر یہاں ہاؤس میں تمام جو پارلیمانی پارٹیاں ہیں وہ مل کر ایک قرارداد بنائیں اور وہ قرارداد اگر عالمی دن کے حوالے سے متفقہ طور پر اس ہاؤس میں آئے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ زیادہ بہتر ہوگا اور اس قرارداد میں جن خامیوں اور غلطیوں کی نشاندہی اپوزیشن کی طرف سے ہو رہی ہے اگر وہ متفقہ قرارداد آئے تو ان خامیوں اور کوتاہیوں کو cover کر کے لائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر وہ قرارداد متفقہ آئے گی تو پاکستان میں پنجاب کی عورت کے حوالے سے بہتر یکجہتی کا اظہار یہ پورا ہاؤس کر سکتا ہے۔ اگر اسی طرح یہ تقسیم رہی، خواتین کا حق ہے کہ وہ بھی بات کریں اور وہ اختلاف رائے کریں گی جو اپوزیشن کی طرف سے باتیں ہوئی ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بڑے مقصد کے لئے ہم اپنے چھوٹے گروہی اختلافات کا شکار ہو کر اس مقصد کو نقصان پہنچائیں گے۔

جناب سپیکر! میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ از خود اپنے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے تھوڑی دیر کے لئے ہاؤس کی کارروائی کو معطل کریں اور کوئی دو، تین، چار رکنی کمیٹی اپوزیشن اور حکومت کی طرف سے بنا کر ایک متفقہ قرارداد لائیں کہ جن خامیوں کی نشاندہی اپوزیشن کی طرف سے ہوئی ہے ان کو اس قرارداد میں شامل کر کے ایک وسیع تر مقصد کے لئے مشترکہ قرارداد لائیں تاکہ یہ issue اختلاف رائے کا شکار نہ ہو۔

جناب سپیکر: شیخ اعجاز احمد صاحب!۔۔۔

سردار امجد حمید خان دستی: جناب سپیکر! میں بھی اس موضوع پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب کے بعد آپ کو موقع دیا جائے گا۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں دستی صاحب کی عمر کے تقاضے کے حوالے سے، ان کے احترام کے حوالے سے چیئر سے خود درخواست کروں گا کہ انھیں مجھ سے پہلے موقع دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ پہلے بات کر لیں لیکن ذرا مختصر کریں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! آج ہماری ایک ساتھی نے یہ قرارداد خواتین کے عالمی دن کے موقع پر یہاں پر پیش کی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم سب کا وجود ایک خاتون کے ناتے سے ہے اور آج سے سینکڑوں برس پہلے نبی اکرم ﷺ نے جو خواتین کو عزت و احترام دیا، جو اسلام کے اندر خواتین کو عزت و احترام دیا جاتا ہے ہماری اسلامی تاریخ اس سے بھری پڑی ہے۔ آپ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا کردار لے لیں یا آپ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا کردار لے لیں۔ آپ نبی پاک ﷺ کی والدہ محترمہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کردار دیکھ لیں۔ ہماری تاریخ ان کے کارناموں کی وجہ سے بھری پڑی ہے اور جتنی عزت اور جتنا احترام اسلام نے خواتین کو دیا ہے یہ بات on record ہے کہ وہ کسی دوسرے مذہب میں اتنا احترام، اتنی عزت اور اتنا مقام خواتین کو نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر! آپ یہ دیکھیں کہ آج خواتین جو ہماری ماڈل ہیں، جو اسلام کے اندر ہمارے ایمان کا حصہ ہیں، یہ جو مشرف نامہ یا حکومت نامہ جو ہماری ایک ممبر نے یہاں پر دیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کے ذہن کی عکاسی کرتا ہے کہ انھوں نے صرف اپنی قرارداد میں حکومت کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔ خواتین کے عالمی دن کے موقع پر جن خواتین کا ذکر ہونا چاہئے تھا، جن خواتین نے struggle کی ہے ان کے اوپر انھوں نے focus نہیں کیا۔ جس طرح رانا صاحب نے کہا کہ ہماری ایک خاتون ممبر جن کی پوری زندگی جدوجہد سے عبارت تھی اور خواتین کے حقوق کے لئے انھوں نے کوشش کی اور انہی حقوق کی بازیابی کے لئے، لوگوں کو ریلیف دینے کے لئے وہ کھلی کچہری میں موجود تھیں کہ سرور نامی بندے نے ان کو موقع پر گولی مار دی۔ چاہئے تو یہ تھا کہ ان کا بھی ذکر آتا۔ وہ یہاں پر بات ہوتی لیکن ہمارے حکمران کیا کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ جو NGOs یہاں پر ملک کے اندر مسلط ہیں اور جو روشن خیالی کا ایک جھوٹا ڈھنڈورہ پیٹا جا رہا ہے۔ ملک کے جنرل ایک خواب دیکھتے ہیں، رات کو اگر ان کو یہ خواب آتا ہے کہ ملک کے اندر روشن خیالی ہونی چاہئے تو ہمارے ان کے تابع حکمران، ان کے غلام حکمران وہ روشن خیالی کو ڈھونڈنے کے لئے بھاگ پڑتے ہیں اور کیا کبھی روشن خیالی بھی ڈنڈے کے زور پر مسلط کی جا سکتی ہے؟ کیا ہماری اس ماڈل خاتون کا، ہماری اس اسلامی ماں کا، اسلامی بہن کا حضرت فاطمہ رضی تعالیٰ عنہا کا نام ایجوکیشن کے نصاب سے نکال کر بلقیس ایدھی کا نام شامل کرنے کا انہی حکمرانوں کا کارنامہ نہیں ہے کہ انھوں نے ایجوکیشن کی جو کتاب ہے اس میں وہ شامل کیا ہے؟

جناب سپیکر! ابھی پچھلے دنوں لاہور کے اندر ایک واقعہ نہیں ہوا کہ بھوک، ننگ اور افلاس کی وجہ سے ایک بندے کے پاس اپنی ماں کی خدمت کے لئے پیسے نہیں تھے، بیوی کے خرچے کے لئے پیسے نہیں تھے، بیٹوں کے دودھ کے لئے پیسے نہیں تھے، وہ اٹھا، اس نے پہلے اپنی ماں کو گولی ماری، پھر اس نے اپنی بیوی کو گولی ماری اور پھر اس نے اپنے بچوں کو قتل کیا اور اس کے بعد اس نے اپنے آپ کو ختم کر لیا۔

جناب سپیکر! [*****] جگہ خودکشیاں ہو رہی ہیں۔

جناب سپیکر: میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ آپ wind up کریں پلیز۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! جگہ جگہ خواتین پر ظلم ہو رہا ہے۔ جیسا کہا گیا ہے کہ فائیو سٹار ہوٹلوں کی چھتوں پر ٹھمکے لگا کر، پتنگیں اڑا کر حکمرانوں کے دل خوش کرنے کے لئے اور ایک فرد واحد کے لئے سپریم کورٹ آف پاکستان کے حکم کی دھجیاں بکھیری گئیں اور ایک آرڈیننس جاری کیا گیا اور اس آرڈیننس جاری ہونے کے بعد یہاں پر خون کی ہولی کھیلی گئی۔ اس ماں سے پوچھیں، کیا وہ اس معاشرے کی ماں نہیں ہے؟ کیا اس کو خراج تحسین پیش نہیں کرنا چاہئے کہ جس کا بیٹا اس کے ساتھ موٹر بائیک پر جا رہا ہے اور وقت کے ظالم حکمرانوں کی ڈور اللہ نے ڈھیلی چھوڑی ہوئی ہے اور ان کی کچھ ڈور اس معصوم کی گردن پر پھرتی ہے اور اس کا دھڑ گردن سے جدا ہو کر گر پڑتا ہے اور اس کی ماں سکتے میں ہے، پندرہ روز، مہینہ سکتے میں رہی اور پچھلی دفعہ جب یہ بسنت کی خونی ہولی کھیلی جا رہی تھی تو اس بیٹے شایان کے گھر گئے تو اس ماں کے لئے یہاں پر کوئی قرارداد نہیں لائی گئی جس کی آنکھیں پتھرائی ہوئی تھیں اور وہ پاگل ہو کر دیوانہ وار گلی میں بھاگ رہی تھی۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر! محض حکمرانوں کو خوش کرنے کے لئے اس اسمبلی میں قرار دادیں لانا یہ کوئی پہلا موقع نہیں ہے۔ اس حکومت نے، ان وزراء نے اور ان اراکین نے جنھوں نے اپنی وفاداریاں تبدیل کر کے حکومت سے مفادات حاصل کئے تو جن لوگوں نے مفادات دیئے اور جو مفادات دینے کا منبع تھے کیا اسی ایوان میں [*****]

جناب سپیکر: یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

شیخ اعجاز احمد: اگر یہ قرار داد پاس ہو گئی ہے یا پاس ہونے جا رہی ہے---

جناب سپیکر: امجد حمید خان دستی صاحب!

SARDAR AMJAD HAMEED KHAN DASTI: Mr. Speaker Sir, in this male dominated world, this is the most important day. Today is the International Day of women rights. I wanted to speak on this topic. You have allowed everybody to speak on it and you denied me the right to speak.

جناب سپیکر: دستی صاحب! اب میں نے آپ کو اجازت دی ہے لہذا آپ فرمائیں۔

SARDAR AMJAD HAMEED KHAN DASTI: Mr. Speaker the foreigners are sitting there. They would have come to know that we are in favour of women rights. You allowed everybody to talk but did not allow me.

آپ کہتے رہے، اس کے بعد، اس کے بعد شکر ہے یہ "کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے"

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ ابھی عظمیٰ بخاری صاحبہ بڑی دھواں دھار تقریر کر رہی تھیں۔ انھوں نے کہا کہ عورتوں کے لئے صدر مشرف نے کچھ نہیں کیا۔ Am I right sir? اب ان کو یہ معلوم نہیں کہ میں یہاں senior most member ہوں، 1970 سے چلا آ رہا ہوں، ساتویں دفعہ اسمبلی میں آیا ہوں۔ I am almost 90. (قطع کلامیاں)

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

آپ ذرا تھوڑی دیر آرام کریں۔ مجھے بولنے کا موقع دیں۔ I will not allow anybody to insult me. I know my rights.

جناب سپیکر: دستی صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

سردار امجد حمید خان دستی: تو میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ عظمیٰ بخاری نے جو بات کی ہے وہ غلط کی ہے۔ جتنے بھی عورتوں کو حقوق ملے ہیں وہ ہماری پارٹی نے دیئے ہیں، اس اسمبلی نے دیئے ہیں۔ آپ نے 33 فیصد عورتیں کبھی اسمبلی میں ممبران دیکھی تھیں؟ اس وقت یہاں 33 فیصد عورتیں بطور ممبرز موجود ہیں۔

They are here because of the General Pervaiz Musharaf. I am obliged to say that.

تو میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ ہم نے 33 فیصد خواتین ممبران کو لا کر یہاں بٹھایا۔ یہ اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا۔ عظمیٰ بخاری تو میری بچی کے برابر ہے ان کو کیا پتا۔ انگریزوں کے جانے کے بعد کبھی بھی اتنی زیادہ تعداد میں یہاں عورتوں کی نمائندگی نہیں ہوئی۔ This is most creditable. حال ہی میں ہم نے خواتین کے تحفظ کے لئے جو بل پاس کیا ہے یہ بھی ایک landmark ہے۔ اس میں ابھی کچھ خامیاں ہیں۔ ہمارے ہاں وہ باتیں نہیں ہیں جو کہ سعودی عریبیہ میں ہیں۔ سعودی عرب تو انتہائی male dominated society ہے۔ وہاں عورت کا کوئی status ہی نہیں۔ وہاں ایسے ایسے گھناؤنے جرائم ہوتے ہیں کہ آپ سن کر حیران ہوں گے۔ I have the book. وہاں ایک پرنس نے ایک رات کے لئے سات virgin عورتیں اکٹھی کیں۔

And he de-flowered all of them during the whole night. This is not happening here. We have not de-flowered any.

تو میں یہ گزارش کروں گا کہ ہم نے عورتوں کے لئے بہت کچھ کیا اور ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ ہمارے پسماندہ علاقوں میں واقعی عورت کا کوئی status نہیں۔ وہاں عورتیں بکتی ہیں، تبادلے میں دی جاتی ہیں۔ ایک بوڑھا چودہ سال کی لڑکی سے بیاہا جاتا ہے لیکن اسے کوئی پوچھنے والا نہیں۔ اگر رات کو کوئی چیخ پکار کرے تو کوئی سننے والا نہیں۔ محترمہ زینت خان صاحبہ نے مجھ سے پوچھا تھا کہ اے بھائی دستی! تو ہمیشہ عورتوں کی بات کیوں کرتا ہے؟ میں نے کہا مجھے اچھی لگتی ہیں تو میں کرتا ہوں۔

دوسری بات یہ ہے .I am 90 years old اب میں مردوں میں، نہ عورتوں میں ہوں۔

I can sit with the ladies; I can sit with the males; and, I am just in between.

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں کہ دستی صاحب 1970 سے منتخب ہو کر آ رہے ہیں۔ وہ ہمارے معزز رکن ہیں اور ہم ویسے بھی ہمسائے ہیں۔ ان کی اور ہماری constituency ملحقہ ہے۔ انھوں نے 1972 میں خود ہمیں کہا تھا کہ I am 63 years old اب اس کو آپ multiply کر لیں تو آپ کو ان کی عمر معلوم ہو جائے گی۔ کم از کم یہ حقائق تو بیان کریں۔ باقی ہم مانتے ہیں کہ جب انسان 72 سے اوپر جاتا ہے تو اس کا ذہن fluctuate کرتا رہتا ہے۔ .I am very nearing it ہم یہ نہیں کہتے کہ ذہن مکمل طور پر کام نہیں کرتا۔ جناب! اسی لئے ہم ان کی fluctuation بھی خندہ پیشانی سے برداشت کرتے ہیں۔ جب انسان بچہ ہوتا ہے تو اس کی ٹانگوں میں زور ہوتا ہے، وہ بھاگتا ہے، دوڑتا ہے لیکن اسے سانس نہیں چڑھتا۔ جب جوان ہو جاتا ہے تو اس کے بازوؤں اور چھاتی میں زور آتا ہے اور جب ہمارے جیسا، ان جیسا نہیں، دستی صاحب جیسا نہیں، یہ تو ابھی جوان ہیں۔ جب ہمارے جیسا بوڑھا ہو جاتا ہے تو پھر اس کا سب کام زبان سے چلتا ہے۔ زبان کے اوپر زور آ جاتا ہے تو اس لئے ہم ان کی یہ ساری چیزیں نظر انداز کرتے ہیں۔ ان کی fluctuation اور زبان کی حاشیہ آرائی بھی کیونکہ انھوں نے سب کچھ زبان سے ہی کرنا ہوتا ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، دستی صاحب!

سردار امجد حمید خان دستی: جناب والا! ناظم شاہ صاحب کہہ رہے ہیں کہ میں سو سال کا ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ "شالا تیری زبان سچی تھیوے and let my age go up to 100 years" لیکن میرے لئے آپ سب ایک دعا ضرور کریں کہ میرے ہاتھ پاؤں سلامت رہیں۔ میری عمر جتنی بھی ہو لیکن اللہ تعالیٰ مجھے کسی کا محتاج نہ کرے۔ شکریہ (آمین، آمین کی آوازیں)

جناب سپیکر: سید احسان اللہ وقاص صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ہم خواتین کو بھی بات کرنے کا موقع دیں۔ یہ خواتین سے متعلق معاملہ ہے لہذا ہمیں بھی اس پر بات کرنے دیں۔

سید احسان اللہ وقاص: شکریہ۔ جناب والا! یہ تو تقریر کر ہی نہیں سکتیں، تقریر وہ کرے گا جس نے اس قرارداد کی مخالفت کی ہے۔ رولز کے تحت یہ تقریر نہیں کر سکتیں۔ کیا ان کے نیچے کوئی سپرنگ لگے ہوئے ہیں کہ یہ ہر دو منٹ بعد کھڑی ہو جاتی ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: پلیز بی بی! آپ تشریف رکھیں۔ ڈاکٹر صاحبہ تشریف رکھیں۔ جی، شاہ صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! رولز کے تحت ان میں سے کوئی خاتون تقریر نہیں کر سکتی۔ اس قرارداد کے حوالے سے رولز کے تحت یہ کوئی بات نہیں کر سکتی کیونکہ انھوں نے oppose نہیں کیا جبکہ ہم نے oppose کیا ہے لہذا ہم بات کریں گے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! آپ تشریف رکھیں۔ جی، شاہ صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر!۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہ کون ہوتے ہیں ہمیں رولز بتانے والے؟ ہمارے کیا rights ہیں ہمیں بخوبی علم ہے۔

جناب سپیکر: بی بی! تشریف رکھیں، کارروائی چلنے دیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! انھوں نے ابھی کچھ دیر پہلے فرمایا تھا کہ ان کے آگے پیچھے مرسڈیز پھرتی ہیں۔ خدا کی قسم جنرل مشرف کا دور ختم ہو جائے تو ان کو کوئی تانگے پر بھی نہیں بٹھائے گا۔ ان کو کوئی ریڑھی پر بھی نہیں بٹھائے گا، ان کو کوئی چنگ چی پر بھی نہیں بٹھائے گا اور ان کو کوئی گدھا گاڑی میں بھی نہ بٹھائے۔ اب ان کو باتیں آتی ہیں۔ (قطع کلامیاں)

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: یہ مجھے نہیں جانتے، یہ میرے خاندانی پس منظر کو نہیں جانتے۔ یہ کیا بات کرتے ہیں میرے بھائی ظہیر انھیں اپنی گاڑی پر drop کیا کرتے تھے اس وقت ان کے پاس سائیکل بھی نہیں تھی۔ یہ کون سی بات کرتے ہیں ان کو اپنے بارے میں بھی سوچنا چاہئے۔ ہم تو ان کو بھی خرید سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب! اپنی بات شروع کریں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں پہلے نکتہ ذاتی وضاحت پر بات کروں گا۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پلیز تشریف رکھیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! شیخ صاحب بات کر لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں صرف ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب والا! بعد میں ڈاکٹر فرزانہ کو تانگہ ملے یا جو بھی ملے وہ خاندانی خاتون ہیں میں بھی ان کو جانتا ہوں لیکن احسان اللہ وقاص بتائیں کہ یہ ابھی کیمرے کس کے لئے لے رہے ہیں؟ یہ جس کے لئے لے رہے ہیں انھوں نے مجھے بتایا تھا پلیز یہاں بھی بتا دیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! یہ جسے میرے ساتھ بٹھا دیں گے میں اسے بٹھا لوں گا۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب! اپنی بات شروع کریں۔

محترمہ زاہدہ سرفراز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ! پلیز تشریف رکھیں۔

سید احسان اللہ وقاص: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آج خواتین کے دن کے موقع پر پوری دنیا کی باوقار، پر عظمت اور پر عزم خواتین کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جیسے علامہ اقبال نے فرمایا تھا کہ:

مقالمات افلاطون نہ لکھ سکیں لیکن
اسی کے شعلے سے ٹوٹا شباب افلاطون

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ خواتین سر بلند ہیں۔ ان کی عظمت ہے، ان کا مقام سر بلند ہے۔ میں آج حضرت محمد ﷺ کی ذات اقدس کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جنھوں نے خواتین کی عظمت کے بارے میں ان کا مقام بلند کیا اور وہ معاشرہ جس میں بچیوں کو زندہ دفن کر دیا جاتا تھا، اس معاشرے کے اندر خواتین کو حقوق دیئے۔ میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں سیدہ زینب

کو جس نے اپنے وقت کے ڈکٹیٹر کے ساتھ اپنے وقت کے فوجی آمر کے ساتھ، اپنے وقت کے یزید کے ساتھ ٹکر لی اور میدان میں کھڑے ہو کر اس کے خلاف کلمہ جہاد بلند کیا، کلمہ حق بلند کیا اور چودہ سو برس پہلے جب انھوں نے کلمات حق بلند کئے اس دن سے آج تک خواتین کا سر بلند ہے۔ جو خواتین یزید کے خلاف کھڑی ہو جائیں ڈٹ کر بات کریں ان سے اور کوئی سر بلند نہیں ہو سکتا لیکن جن کے دل اور تلواریں یزید کے ساتھ ہوں وہ کس منہ سے خواتین کے حق میں بات کرتی ہیں، وہ کس منہ سے خواتین کی عظمت کی بات کرتی ہیں؟

جناب والا! اس قرارداد میں خواتین کے حقوق کی بڑی بات کی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ اس حکومت نے بہت بڑا کام کیا ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس دور میں خواتین کو تماشا بنا دیا گیا ہے۔ اس دور میں مڈل کلاس کی خواتین کو سڑکوں پر دوڑایا گیا۔ کسی وزیر کی بیٹی کو کسی نے میراتھن ریس میں دوڑتے ہوئے نہیں دیکھا، کسی اور بڑے کی بچیوں کو وہاں دوڑنے کے لئے نہیں بلایا گیا۔ صرف معاشرے کے ایسے طبقے کی خواتین کو سڑکوں پر دوڑایا گیا تاکہ ان کا تماشا بنایا جا سکے۔ ایسی خواتین کو اسمبلیوں میں جمع کیا گیا جن کے متعلق میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں۔ میں ان کے متعلق مزید کوئی تبصرہ نہیں کرنا چاہتا۔ اسمبلیوں کے اندر وہ خواتین نمائندگی کے لئے بھیجی گئیں جن کا ملک کے اندر 90 فیصد بسنے والی پسی ہوئی اور دبی ہوئی خواتین کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں ہے۔ میں اس کی سب سے بڑی مثال یہ دوں گا کہ اس پنجاب اسمبلی کے اندر خواتین پر تشدد کے حوالے سے ایک کمیٹی قائم کی گئی جس کے ذمہ تھا کہ وہ پورے صوبے کے اندر خواتین پر ہونے والے تشدد کی تحقیقات کرے گی، اس پر بات کرے گی، اس کے لئے تجاویز دی گی اور اس کے حل کے لئے کوشش کرے گی۔ میں آج تحسین کے ڈونگرے برسانے والی خواتین سے پوچھتا ہوں کہ پورے ساڑھے چار سال کے عرصے میں اس کمیٹی کے کتنے اجلاس ہوئے۔ یہ کتنی خواتین کی مدد کو پہنچی ہیں، وہ کمیٹی پنجاب میں تشدد کا شکار ہونے والی کس خاتون کے پاس پہنچی ہیں؟ میں اس دور میں عظمت کے قصے بیان کرنے والی خواتین سے پوچھتا ہوں کہ اس دور میں خواتین کو جائیداد کا حق دلانے کے لئے ہم نے ترمیم کے لئے جو قوانین قومی اسمبلی میں پیش کئے ان کی مخالفت کن لوگوں نے کی، انہیں کس نے منظور نہیں ہونے دیا اور پھر انھوں نے اس کے لئے کیوں کچھ نہیں کیا؟ اس دور میں خواتین کو بڑے بڑے حقوق دینے کے دعوے کرنے والی خواتین سے میں یہ بھی پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس ملک میں خواتین کو ٹیلی ویژن کے اندر اور جیسے میرے محترم بھائی رانا ثناء اللہ صاحب نے فرمایا کہ بڑے بڑے

ہوٹلوں کی چھتوں پر جس طرح خواتین کو تماشا بنایا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! خاتون ماں ہو سکتی ہے۔ بہن ہو سکتی، بیوی ہو سکتی ہے یا بیٹی ہو سکتی ہے اس کے علاوہ اور کوئی رشتہ نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی، کوئی اور رشتہ بناتا ہے تو وہ بکواس ہے، وہ غلط ہے اور اسے شرم آنی چاہئے۔ اسی دور کے اندر یہ واقعہ ہوا ہے کہ انڈیا سے ایک خاتون کو دو کروڑ روپے دے کر دو راتیں گزارنے کے لئے یہاں بلایا گیا۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم خواتین کے حقوق کا تحفظ کر رہے ہیں۔ یہ یہاں پر قرارداد لائیں اور اس میں یہ بات کہیں کہ ہم پوری دنیا میں جدوجہد کرنے والی خواتین کو سلام پیش کرتے ہیں تو خدا کی قسم ہم ہزار بار اس قرارداد کی حمایت کریں گے اور کہیں گے کہ ہم ان کو ہزاروں سلام پیش کرتے ہیں۔ یہ یہاں پر پاکستان کے اندر پسی ہوئی خواتین، ونی کا شکار ہونے والی خواتین، بدلے کے اندر جبراً شادیوں اور جبراً طلاق کی بھینٹ چڑھنے والی خواتین کے حق میں قرارداد پیش کریں تو ہم دل و جان سے اس کا ساتھ دیں گے۔ یہ کس منہ سے یہ قرارداد خواتین کے حق میں پیش کر رہے ہیں؟ یہ تو ساری کی ساری قرارداد حکومت کے حق میں ہے۔ یہ تو ایک مخصوص شخصیت کی تعریفیں اور خوشامد کرنے کے لئے پیش کی گئی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: پلیز! مختصر کریں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں اپنی بات اس بات پر ختم کرتا ہوں کہ ہم خواتین کی عظمت کو سلام پیش کرتے ہیں لیکن جو خواتین ہمارے محترم دستی صاحب کی طرح مردوں میں ہیں نہ عورتوں میں ہیں ہم ان کو کوئی سلام پیش نہیں کر سکتے۔ بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ جناب کلو صاحب!

محترمہ زاہدہ سرفراز: جناب سپیکر! مجھے بھی ٹائم دیا جائے۔

جناب سپیکر: محترمہ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: جناب سپیکر! میں نے بھی اس قرارداد کو oppose کیا ہے لیکن اس حوالے سے oppose کیا ہے چونکہ ابھی تک اس میں ڈھیر سارا سقم ہے۔ آج خواتین کا عالمی دن ہے۔ اس حوالے سے آج ہم نے خواتین کے حقوق کی بات کرنی ہے۔ اگر یہ دیکھیں کہ ہم جس مذہب کے پیروکار ہیں اس مذہب نے عورت کو بے پناہ حقوق دیئے ہیں۔ عورت ماں ہے، عورت بہن ہے، عورت بیٹی ہے اور جب ہم اس حوالے سے اپنے معاشرے میں جھانکتے ہیں اور ہم دیکھتے

ہیں کہ کیا ہمارے مذہب نے، ہمارے پیارے محبوب حضرت محمد ﷺ و سلم نے ہمیں جو تعلیمات دی تھیں کیا آج ہم نے ان کے مطابق خواتین کو وہ رتبہ دیا ہے یا اس سے بہت پیچھے کھڑے ہیں؟ تو یہ ہر آدمی بتائے گا جیسے دستی صاحب فرمارہے تھے کہ یہ male dominated society ہے۔ یہ تو درست ہے کہ اسلامی تعلیمات کے بعد بیٹیوں کو قتل نہیں کیا جاتا لیکن حقیقت یہ ہے کہ آج بھی عورت حقوق کے سلسلے میں بہت کوسوں پیچھے ہے۔ سوائے چند پڑھی لکھی خواتین کے باقی ہماری جو80 فیصد آبادی دیہاتوں میں آباد ہے وہاں عورت کے حقوق کے حوالے سے میں بات کر سکتا ہوں اور نہ کوئی اور بات کر سکتا ہے۔ میں یہ ضرور کہوں گا کہ عورت کے حقوق کے حوالے سے جو بات شروع ہوئی ہے وہ ہماری حکومت نے شروع کی ہے۔ اب شروعات ہوئی ہیں تو اللہ کرے ہم یہ سارے حقوق دلوانے میں کامیاب ہو جائیں لیکن حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا۔ ابھی تک بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ میں یہاں پر ایک چھوٹا سا واقعہ سناؤں گا۔

جناب والا! یقین مانئے میرے اپنے گھر کا واقعہ ہے کہ ایک عورت اپنے سسرال سے ناراض ہو کر اپنے میکے میں تھی اور اس عورت کے چار بچے تھے۔ اس عورت کے بھائی کی شادی ہوئی تو اس کے بھائی کی دلہن کا زیور چوری ہو گیا اور الزام اس بہن پر لگ گیا کہ اس نے چوری کی ہے۔ وہ عورت شیخوپورہ کے گاؤں کی تھی اسے اتنا مارا پیٹا گیا کہ وہ وہاں سے بھاگ کر آئی اور میرے پاس نوکرانی کی ڈیوٹی سنبھال لی۔ مجھے نہیں پتا تھا کہ وہ کہاں سے آئی لیکن وہ دو ہزار روپے پر میرے گھر میں ملازمہ رہی۔ آٹھ ماہ بعد مجھے پتا چلا کہ یہ نوکرانی نہیں ہے بلکہ کسی اچھے بھلے گھر کی عورت ہے۔ پھر میں نے بڑی مشکل سے اس کا پتا اس سے اگلوایا اور میں ان کے گھر گیا اور ان کی منتیں کیں اور ان سے کہا کہ یہ اپنی بیٹی اپنی بہن اور اپنے بچوں کو سنبھالیں لیکن ان لوگوں نے اس کا پیچھا نہیں کیا اس کو دیکھا تک نہیں۔ یہ ہے حالت وہاں ہمارے گاؤں کی جو کچھ عورتوں کے ساتھ وہاں ہو رہا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آج قرارداد آنی چاہئے۔

(اذان ظہر)

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: جناب سپیکر! میں کہتا ہوں کہ آج اس قرارداد کی بجائے آج ایک ایسی قرارداد آنی چاہئے کہ ہم لوگ آج اس بات کا عہد کریں کہ ہمارے مذہب ہمارے دین نے ہمارے اسلام نے جو حقوق خواتین کو دیئے ہیں آج خواتین کے عالمی دن کے موقع پر ہم یہ عہد کریں

کہ ہم وہ حقوق عورتوں کو دلوائیں گے اور دلوا کر رہیں گے اور ان کے لئے قانون سازی بھی کریں گے اس کے بعد اس پر عملدرآمد کروائیں گے تاکہ خواتین کو ان کا جائز حق مل سکے۔ شکریہ

جناب سپیکر: وقاص صاحب!

محترمہ صبا صادق: جناب والا! اس سلسلے میں، میں بھی گزارش کرنا چاہوں گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میں سمجھتا ہوں کہ مناسب یہ رہے گا کہ چونکہ خواتین کا دن تھا خواتین کو زیادہ سے زیادہ وقت دیا جاتا۔

جناب سپیکر: میں معزز خواتین و حضرات سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ ویسے تو ہر معزز رکن جو اس ایوان میں بیٹھا ہے میرے لئے بڑا قابل احترام اور قابل عزت ہے۔ دستی صاحب بھی جذبات میں آ گئے تھے کہ ان کو ٹائم نہیں دیا گیا۔ یہ کوئی عام بحث نہیں ہو رہی کہ اپوزیشن اگر بولے گی تو حکومتی پارٹی کے جو معزز اراکین اسمبلی ہیں انہوں نے بھی ہر صورت میں بولنا ہے۔ یہ ایک قرارداد ہے۔ قرارداد پر یا تو mover بات کرے گا یا پھر گورنمنٹ کی طرف سے منسٹر یا پارلیمانی سیکرٹری بات کرے گا اور وہ لوگ بات کریں گے جنہوں نے اس کو oppose کیا ہے۔ ابھی بھی میرے پاس چٹیں آ رہی ہیں کہ میں بھی بات کرنا چاہ رہی ہوں۔ یہ قرارداد بے شک لیڈیز کی طرف سے ہے لیکن جس لیڈی نے، معزز خاتون نے، معزز رکن نے یہ قرارداد move کی ہے وہ بات کرے گی اور اس پر وہ جتنی بات کرنا چاہے گی بات کر سکتی ہیں۔ اس کے بعد وزیر قانون صاحب بات کر لیں گے تو آپ ان کو سنیں کیونکہ انہوں نے اس کو oppose کیا ہے ٹائم تو ان کو ملنا چاہئے۔ جب عام بحث ہو گی تو آپ کو پورا موقع دیا جائے گا اور جتنا بھی وقت آپ مانگیں گے آپ کو دیا جائے گا۔ شکریہ۔ جی، وقاص صاحب!

جناب محمد وقاص: الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علیٰ سید الانبیاء والمرسلین۔ "قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الجنت تحت الاقدام الامہات" آج سب سے پہلا جو اس موضوع پر میرا اعتراض ہے کہ مسلمانوں کے لئے خواتین محترم ہیں اور یہ احترام اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے دیا ہے لہذا ہمیں اقوام متحدہ یا کسی عالمی تنظیم کو اس کے لئے مثال نہیں بنانی چاہئے بلکہ اللہ اور اس کے رسول

ﷺ کے احکامات کو اس کے لئے مثال بنانا چاہئے اور اس تناظر میں اگر دیکھیں تو اسلام نے ایک طرف تو خاتون کو اتنا بلند کر دیا کہ اس کے قدموں کے نیچے جنت رکھ دی ہے۔ وہ جنت جو میرے اور آپ کے جانے کے لئے اور جس کو ہم منتہا اور جس کو ہم مقصود سمجھتے ہیں اور جس کے بارے میں ہمارا یہ خیال ہے، ہمارا یہ ایمان ہے، یہ عقیدہ ہے اور آرزو ہے کہ ہمیں جنت میں جانا چاہئے اور جنت کو اللہ تعالیٰ نے اس کے رسول ﷺ نے خاتون کے یعنی اپنی ماں کے قدموں کے نیچے رکھ دیا ہے۔ اسی بہن، بیٹی کو حضور ﷺ نے رحمت قرار دیا ہے لہذا اس موضوع پر تو کوئی اختلاف نہیں ہے کہ خواتین کو اسلام نے یا ایک مسلمان معاشرے نے بہت بڑا مقام دیا ہے لیکن ہمیں اعتراض آج کی حکومت اور خاص طور پر اس قرارداد پر ہے جس میں میری بہن نے ایک خاص حوالہ دیا ہے حقوق نسواں ایکٹ کا۔ حقوق نسواں ایکٹ نے خواتین کو تحفظ فراہم نہیں کیا بلکہ خواتین کو غیر محفوظ کیا ہے اور خاتون کی عزت سے کھیلنے کو ایک بہت آسان کام بنا دیا ہے۔ اسلام نے حدود کے ذریعے، قوانین کے ذریعے خواتین کو protection دی تھی ہمارے حکمرانوں نے وہ protection withdraw کر لی ہے اور انگریز کے قانون کے ماتحت وہ سارے معاملات لے آئے ہیں جس میں خاتون کے ساتھ آسانی کے ساتھ زیادتی کی جا سکتی ہے اس کی عزت اور عصمت کو خراب کیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ مجھ سے پہلے میرے دوستوں نے بھی کہا کہ ہم نے خواتین کو سیلز گرل بنا دیا ہے، ہم نے ان خواتین کو پی سی اور آواری ہوٹل کی چھت پر پہنچا دیا ہے، ہم نے ان خواتین کو بسنت اور دیگر معاملات میں نمائشی طور پر پیش کر دیا ہے، ہم نے اس کو میراتھن ریس میں شامل کر دیا ہے۔ حالانکہ مردوں نے خواتین کے تحفظ کے لئے جانوں کی قربانیاں دی ہیں اس لئے میں ایوان میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ محض کچھ نمائشی خواتین کو لے کر آ جانا اور اسمبلیوں میں بٹھا دینا یہ خواتین کا تحفظ نہیں ہے۔ مجھے یہ خواتین بتائیں کہ ان میں سے کتنی ایسی ہیں جو کھیتوں میں کام کرنے والی خواتین کے ساتھ اظہار یکجہتی کرتی ہیں۔ ان کے ساتھ ایک گھنٹہ بھی ان میں سے کسی نے گزارا ہو اور جس دھوپ اور شدید گرمی میں وہ مزدوری کرتی ہیں یہ ان کے ساتھ ان کا ہاتھ بٹا کر لوگوں کو بتائیں کہ ہم ان خواتین کے ساتھ احتجاج میں بھی شریک ہیں اور ان کے ساتھ اظہار یکجہتی کرتی ہیں۔ یہاں ائیر کنڈیشنڈ کمروں میں بیٹھ کر، ائیر کنڈیشنڈ گاڑیوں میں سفر کر کے اور بڑے بڑے سیمینار میں جا کر خواتین کے حق میں بات کرنا بڑا آسان کام ہے لیکن ایک خاتون کے ساتھ جس کے پانچ بچے ہوں جس کا گھر میں کمانے والا کوئی نہ ہو اس کے لئے روزگار کوئی نہ ہو اس

کے ساتھ ایک دن گزارنا بھی بڑا مشکل کام ہے۔

جناب سپیکر! ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم خواتین کے نام پر این جی اوز بناتے ہیں، ہم خواتین کے نام پر بین الاقوامی اداروں سے فنڈز بٹورتے ہیں۔ ہم پیسا کماتے ہیں، ہم شہرت کماتے ہیں اور ان خواتین کا نام بیچ کر اپنی سیاست چمکاتے ہیں۔ لہذا خدا کے لئے اگر خواتین کے مسائل اٹھانے ہیں تو ان کے ساتھ بیٹھ کر، ان کے ساتھ مشورہ کر کے، ان کی دلجوئی کر کے، ان کی غمگساری کر کے اور ان کے ساتھ بیٹھ کر ان کے مسائل کو حل کرنے کے لئے جب آپ بات کریں گی تو انشاء اللہ ہم بھی آپ کا ساتھ دیں گے۔ ہم یہ بات کہتے بھی ہیں کہ جب اس ملک میں اسلامی معاشرہ قائم ہو گا، اس میں شریعت نافذ ہو گی تو انشاء اللہ خواتین کو تحفظ بھی ملے گا، اسے وقار بھی ملے گا، اسے عزت بھی ملے گی اسے آبرو بھی ملے گی، اسے روزگار بھی ملے گا اور اس خاتون کو کئی دروازوں سے اللہ تعالیٰ رزق بھی دے گا اس لئے خواتین کے مسائل کا حل پرویز مشرف کے پاس نہیں ہے کسی اور موجودہ سسٹم کے پاس نہیں ہے بلکہ اللہ اور اس کے رسول کے پاس ہے، اسلامی شریعت کے پاس ہے اور انشاء اللہ عنقریب اللہ کے حکم سے اس ملک میں ہم اللہ کی شریعت کو نافذ کر کے خواتین کے وہ تمام حقوق انشاء اللہ انہیں دیں گے۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ اب وقفہ نماز ہوتا ہے اور ہاؤس آدھ گھنٹے کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز ظہر کے لئے اجلاس کی کارروائی ملتوی کر دی گئی)

(اس مرحلہ پر وقفہ نماز ظہر کے بعد جناب سپیکر ایک بج کر 42 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن فرما ہوئے)

جناب سپیکر: جی، محترمہ عابدہ جاوید صاحبہ!

محترمہ عابدہ جاوید: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے مجھے موقع دیا۔ آج خواتین کا عالمی دن ہے اور ہم سب کو پتا ہے لیکن میں یہاں یہ کہنا چاہ رہی ہوں کہ 1400 سال پہلے خواتین کو جو حقوق دیئے گئے کیا ہم وہ حقوق دے رہے ہیں؟ خواتین کو تو اسلام نے وہ حقوق دیئے الحمد للہ ہم لوگوں نے اپنی بہنوں، ماؤں، بیٹیوں کو جو تربیت دینی ہے تو کیا ہم وہ تربیت دے رہے ہیں؟ آپ یہ دیکھیں کہ اس وقت یہود و نصاریٰ کی سازش ہے۔ مجھے کوئی خوف نہیں اور مجھے کوئی ڈر نہیں اللہ کی رحمت سے میں اپنی جگہ پر کھڑی ہوں۔ آپ اس ماں کا کردار دیکھیں کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کیا تربیت دی تھی۔ وہ بہن دیکھیں جس کا نام خولہ بنت اسود جو اپنے بھائی کو میدان جنگ سے چھڑا کے لے گئی تھی۔ وہ کون سی خاتون تھی؟ وہ مسلمان خاتون تھی۔ یہ آج کے دور کی باتیں کر رہے ہیں اور میں 1400 سال پہلے کی بات کر رہی ہوں۔ میں اپنے بھائیوں اور بہنوں کو یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اس بیٹی کا کردار دیکھیں کہ اس نے کیا کردار ادا کیا تھا، اس بیوی کا کردار دیکھیں کہ اس نے کیا کردار ادا کیا تھا؟ ان تمام بیویوں کو بہنوں کو جو حق سے سچ سے اللہ سے ڈرتے ہوئے اپنے بچوں کی تربیت کر رہی ہیں، میں ان کو مبارکباد دیتی ہوں اور اسلام کا جو راستہ ہمیں بتایا گیا ہے کہ اپنی حدود میں رہیں۔ اپنی حدود میں رہیں۔ جب ہم اپنی حدوں میں رہیں گے تو اللہ تعالیٰ ہمیں طاقت دے گا اور اللہ تعالیٰ ہمیں جرأت دے گا اور اللہ تعالیٰ ہم پر سلامتی بھیجے گا اور اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی ہو گی اور اللہ تعالیٰ کو آپ نے بتا دیا ہے کہ آپ لوگ خود خوف زدہ ہیں۔ مسلمان حکمرانو! آپ لوگ خود خوف زدہ ہیں۔ آپ دنیا کو بتائیں کہ اسلام نے ہمیں کیا بتایا ہے؟ آپ لوگ اندر سے تھر تھر کانپتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے وہ سازشیں بے نقاب نہیں کرنیں، اللہ تعالیٰ نے 11۔ ستمبر کی سازش بے نقاب نہیں کرنی، اللہ تعالیٰ نے افغانستان کی سازش بے نقاب نہیں کرنی، اللہ تعالیٰ نے عراق کے سازشیوں کو بے نقاب نہیں کرنا۔ انشاء اللہ تعالیٰ میرا رب بڑا طاقتور ہے، وہ بہت رحمٰن بھی ہے، وہ بہت غفار بھی ہے اور وہ بہت جبار بھی ہے۔ ہمیں اپنے کردار کو دیکھنا چاہئے کہ ہم لوگ کیا کر رہے ہیں، اپنے دین سے کتنے سچے ہیں، اپنے عہدوں کے ساتھ کتنے سچے ہیں، اپنے منصب کے ساتھ کتنے سچے ہیں، کیا ہم دیانتداری کے ساتھ اپنے فرائض منصبی ادا کر رہے ہیں، کیا ہمیں وہ ماحول دیا جا رہا ہے جس میں ہماری مائیں، بہنیں اور بیٹیاں تعلیم حاصل کر سکیں؟ حکمرانو! آپ کو پتا ہے، آپ اپنے ضمیروں کو جھنجھوڑیں اور کھنگالیں کیونکہ اسلام تو سلامتی کا دین ہے، اسلام تو اعتدال کا دین ہے، اسلام تو بہت معتدل دین ہے، اسلام تو رحمتوں کا دین ہے، اسلام عالمگیر دین ہے اور اسلام نے تو آپ پر رحمتیں کی ہیں لیکن آپ اسے پہچانیں تو سہی۔ آپ اگر اس وقت کو ضائع کریں گے اور حق کا ساتھ نہیں دیں گے تو میں یہ کہتی ہوں کہ آپ اپنے انجام کو پہنچیں گے۔ یہود و نصاریٰ آپ کے کبھی نہیں بنیں گے۔ یہ قرآن پاک میں ہے ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں۔ آپ اپنے آپ کو کھنگالیں۔ میں پوری امت مسلمہ کو کہہ رہی ہوں کہ آپ دب کے مت رہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر بڑی رحمتیں کی ہیں، بڑی کرم نوازیاں کی ہیں۔ آپ اگر اس وقت دب جائیں گے اور

اللہ تعالیٰ بھی ساتھ نہیں دے گا بلکہ جو ثابت قدم رہیں گے اللہ تعالیٰ ان کا ساتھ دے گا اور اس وقت آپ یہود و نصاریٰ سے مت ڈریں۔ آپ اس کی رحمتوں کے طلبگار ہوں، اللہ تعالیٰ نے جو ہم پر رحمتیں کی ہیں ہم انہیں پہچان سکیں، ہم سچے راستے پر چل سکیں، ہمیں یہود و نصاریٰ کے راستے پر نہیں چلنا۔ میں پوری دنیا کو پیغام دینے کے بعد عالمی خواتین دن کی طرف واپس آتی ہوں کہ اسلام نے جو رحمتیں دی ہیں۔ ماں کا بڑا مقام ہے، بیٹی کا بڑا مقام ہے، بہن کا بڑا مقام ہے، بیوی کا بڑا مقام ہے۔ ہمارے بھائیوں کو اور ہمارے بیٹوں کو تربیت دینے کے لئے اپنی ماؤں کو سمجھائیں کہ ہمیں کیسے تربیت دینی ہے۔ کیا میڈیا وہ کردار ادا کر رہا ہے، کیا ہمارے گھر وہ کردار ادا کر رہے ہیں کیا ہمارے اساتذہ وہ کردار ادا کر رہے ہیں اور کیا ہماری اسمبلیاں وہ کردار ادا کر رہی ہیں؟ ہم عوامی نمائندے عوام کا سوچتے ہیں۔ میں آپ کو بتاتی ہوں کہ میرے پاس مسائل میں گھری ہوئی کس قدر تنگ خواتین آتی ہیں۔ حکمرانو! یہ وقت جس کے پاس اختیارات ہیں تو ان کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ دیکھیں کہ ان کے گرد و نواح میں کیا ہو رہا ہے، کیا کچھ وہاں پر سازشیں ہوتی ہیں، کیا وہاں پر ظلم ہوتے ہیں اور کیا وہاں پر زیادتیاں ہوتی ہیں؟ جب تک انصاف نہیں ملے گا، امن نہیں آ سکتا۔ انصاف نہیں ملے گا تو امن نہیں آ سکتا اور میں یہ بات آپ کو بار بار کہتی ہوں اور سب اللہ کی گرفت سے بچو۔ پوری دنیا والو! اللہ کی گرفت سے بچو۔ وہ ہمارا رب ہے اور ہم اس کے بندے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ تم میرے نائب ہو، خلیفہ ہو تم اس کے احکامات کو مانو، تم اس کے احکامات کو جانو تو اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ہمیں توفیق دے۔ ہم سچے راستے پر چل سکیں، ہم حق کی بات کر سکیں اور اگر آپ لوگوں نے حق کا ساتھ نہ دیا تو پھر برے وقت سے اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اور مجھے بھی معاف فرمائے کہ میں حق کی آواز نہ بلند کر سکوں۔ میں حق کی آواز اللہ کی رحمت سے بلند کر سکتی ہوں۔ اللہ کی کرم نوازی اور اللہ کی مدد سے میں کچھ بھی نہیں ہوں۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ دنیا کی کسی طاقت سے میں نہیں ڈرتی ماسوائے اللہ تعالیٰ کے، اسی کے آگے جھکتی ہوں اور عاجزی اسی کے لئے ہے اور دنیا کی کسی طاقت سے مجھے ڈرنے کی ضرورت ہے نہ میں ڈروں گی اگر آپ مسلط کرنا چاہتے ہیں تو پھر آپ کو جواب دینا ہو گا۔ دہشت گردی کو ختم کرنے کے لئے جہاد ہے آپ مت خوفزدہ ہوں آپ کیوں جہاد کے نام سے ڈرتے ہیں جہاد جدو جہد بھی ہے، جہاد اپنے حقوق کے لئے struggle بھی ہے۔ ہم نے پاکستان کس لئے حاصل کیا تھا تاکہ ہم یہاں امن سے اور سکون سے اپنی زندگیاں گزار سکیں۔ آپ بتائیں ساٹھ سال ہو چکے ہیں ہم نے کیا حاصل کیا

ہے اگر آپ حق کی آواز اٹھائیں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کا ساتھ دے گا۔ کشمیریوں کے ساتھ کیا ہو رہا ہے، فلسطینیوں کے ساتھ کیا ہو رہا ہے، افغانستان میں کیا ہو رہا ہے اور عراق میں کیا ہو رہا ہے، کیا بش کو پتا نہیں، کیا مشرف کو پتا نہیں؟ سب جانتے ہیں سب سازشی لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے بے نقاب کرنا ہے اور جب تک یہ بے نقاب نہیں ہوں گے اس وقت تک معاملہ اسی طرح چلتا رہے گا۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں جرأت، ہمت کی اور ہم حق بات کہہ سکیں اور آپ حق کا ساتھ دے سکیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے طلب گار ہیں اور اس کی رحمتوں کے لئے ہم آپ سب کے لئے دعا کرتے ہیں۔ نعرہ تکبیر---

آوازیں: اللہ اکبر---

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ جناب شفقت خان عباسی!

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! آج کے دن کے حوالے سے ہم ان تمام خواتین کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں جو اس خطہ پاکستان میں اور خطہ ارض میں ہیں اور ہم حضرت اماں حوا کی تمام بیٹیوں سے اظہار یکجہتی کرتے ہیں۔ ہمیں 32 سال ہو گئے ہیں یہ دن منا رہے ہیں پاکستان میں بھی اور دنیا بھر میں یہ دن منا رہے ہیں لیکن مجھے اعتراض ہے اس حوالے سے کہ ہم کس لئے خراج تحسین پیش کریں حکومت پاکستان کو اور آج کے حکمرانوں کو۔ کیونکہ جو ڈاکٹر شازیہ اور بی بی مختاراں مائی والا معاملہ ہوا تھا تو جب جنرل صاحب کینڈا میں گئے اور ان سے جب سوال کیا گیا تو جنرل صاحب نے یہ کہا کہ ہماری یہ خواتین ویزے کے حصول کے لئے اور پیسا بٹورنے کے لئے اس طرح کے الزامات لگاتی ہیں۔ اس وقت پاکستان سے زیادہ باہر کی دنیا میں اور وہاں کے پرائم منسٹر نے احتجاج کیا تھا کہ حکومت پاکستان کے صدر صاحب نے اپنی خواتین کے بارے میں یہ ریمارکس دیئے ہیں۔

جناب سپیکر! اس حوالے سے ہماری اسلامی خواتین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے لے کر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور باقی جو خواتین گزری ہم نے ان کو یہاں سلام پیش کیا اور آج اس حوالے سے کہ جس طرح قائد اعظم کی بہن محترمہ فاطمہ جناح کا کردار اس ملک میں آمریت کے خلاف لڑتے ہوئے تھا میں آج ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جنہوں نے اس وقت بھی آمریت کے خلاف لڑی جانے والی تحریک کا ہر اول دستے کا کردار ادا کیا تھا۔ اس وقت بھی آمریت کے چاہنے والوں نے، آمریت کی پوجا کرنے والوں نے محترمہ فاطمہ جناح کو oppose کیا تھا اور آج

کے اس دن کے حوالے سے میں مطالبہ کرتا ہوں کہ شریف الدین پیرزادہ صاحب نے یہ کہا کہ میں ان کا سیکرٹری تھا اور محترمہ فاطمہ جناح کو زہر دے کر ہلاک کیا گیا۔ میں آج کی مسلم لیگی حکومت سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ آج بھی اس معاملے کی تحقیقات کریں کہ محترمہ فاطمہ جناح کو مارنے اور قتل کرنے میں کن کا کردار تھا۔ آج کے حکمرانوں کو ہم کس طرح خراج تحسین پیش کریں جبکہ خواتین کو حقوق دینے میں محترمہ بے نظیر بھٹو کا نام سر فہرست ہے۔

خواتین کی جو نشستیں مختص کی گئی ہیں وہ ذوالفقار علی بھٹو کے بنائے گئے 1973 کے آئین میں یہ نشستیں ملیں اور بے نظیر بھٹو نے وومن بنک قائم کیا ان کے دور میں وومن پولیس سٹیشن بنائے گئے اور ان کے دور میں پہلی بار ہائی کورٹ میں خواتین ججز کی تعیناتی کی گئی اور اس دور میں ایک senior most خاتون جج جس کو سپریم کورٹ جانے سے روکنے کے لئے ریٹائر کیا گیا۔ سپریم کورٹ میں کسی خاتون جج کو جانے دیا گیا اور نہ آج ہمارے پنجاب میں کوئی خاتون جج بنچ میں موجود ہے۔

جناب سپیکر! آج کے حکمرانوں کو کیا ہم اس لئے خراج تحسین پیش کریں کہ وہ محترمہ بے نظیر بھٹو سے ایک خاتون ہونے کے ناتے ڈرتے ہیں، یہ اس کی سیاسی بصیرت سے ڈرتے ہیں جو پاکستان کے عوام کے حقوق کے لئے جدوجہد کر رہی ہے اور ماضی کی طرح آج بھی ان جعلی نام نہاد آمریت پسندوں کے خلاف جدوجہد جاری وساری رکھے ہوئے ہے۔

جناب سپیکر! آج کا دن یہ تقاضا کرتا ہے کہ ہم عہد کریں کہ اس ملک میں خواتین کے خلاف جو امتیازی قوانین ہیں ان کا خاتمہ ہونا چاہئے۔ آج ہمیں عہد کرنا چاہئے کہ خالی قانون بنانے سے یہ معاملہ حل نہیں ہوگا جب تک ہم اپنے رویے تبدیل نہیں کرتے اس وقت تک معاملات ٹھیک نہیں ہوں گے۔ اس قرارداد میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسلامی قوانین، میں کہتا ہوں کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جو وراثت کے قوانین دیئے اور وراثت کے حوالے سے خواتین کو جو حقوق ملے وہ یہاں کہاں مل رہے ہیں۔ جب تک ہم حقوق نہیں دیں گے یہ معاملہ اسی طرح رہے گا۔ بہت مہربانی

جناب سپیکر: شکریہ۔ جناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ Resolution جو آج اس ہاؤس میں پیش کیا گیا ہے مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ ایسا Resolution تھا جسے متفقہ طور پر منظور ہونا چاہئے تھا۔ صبح عظمیٰ بخاری صاحبہ نے بڑے اچھے طریقے سے یہ کہا تھا کہ ہمیں اس میں involve کر دیا جائے

اور مشترکہ طور پر یہاں خواتین ایسا Resolution تیار کر لیں جو متفقہ طور پر اس اسمبلی میں منظور ہو لیکن مصباح کوکب صاحبہ نے پتا نہیں یہ کہاں سے لکھا ہے یہ Resolution بنتا ہے اور نہ کچھ اور بنتا ہے یہ کچھ بھی نہیں بنتا ہے۔ اب بھی میری راجہ صاحب جو باہر بیٹھے ہیں میں نے ان سے درخواست کی تھی اگر آج اس ہاؤس میں یہ Resolution پیش ہوتا ہے اور ہماری طرف سے No ہوتا ہے اور وہاں سے Yes ہوتا ہے تو یہ خواتین کے عالمی دن کے حوالے سے خواتین کو کوئی اچھا تاثر نہیں ملے گا۔

جناب سپیکر! صرف چند باتیں میں آپ سے اس حوالے سے کرنا چاہوں گا کہ اسلام اور قرآن و حدیث نے جو حقوق عورت کو دیئے ہیں وہ کسی مذہب، کسی ازم اور کسی تہذیب نے نہیں دیئے۔ جس طرح ہمارے دوستوں نے یہ کہا کہ ہمارے نبی کریم ﷺ جب اس دنیا میں تشریف لائے اور آپ نے اپنی بعثت کا اعلان کیا تو اس وقت صورتحال یہ تھی کہ عرب میں عورت تاریک ترین دنوں میں اپنا وقت گزار رہی تھی۔ جس گھر میں بیٹی پیدا ہوتی تھی اس کو زندہ دفن کر دیا جاتا تھا۔ ایک صحابی جو بعد میں اسلام لے آئے تو ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ بیٹیوں اور عورتوں کے حقوق کے متعلق بات کر رہے تھے تو وہ صحابی نے ایک واقعہ بیان کیا کہ یارسول اللہ میرے ہاں بیٹی پیدا ہوئی اور میں باہر گیا ہوا تھا جب میں واپس آیا تو میری بیوی نے مجھ سے چھپا لیا کہ گھر میں بیٹی پیدا ہوئی ہے۔ وہ صحابی کہتے ہیں کہ وہ بچی کسی اور کے گھر پلتی رہی جب وہ چھ سال کی ہو گئی پھر مجھے پتا چلا کہ یہ تو میری بیٹی ہے اور وہ بچی مجھ سے اتنی مانوس ہو گئی تھی کہ جب میں اس کو آواز دیتا تھا تو وہ بیٹی میری آواز پر اور میرے پاؤں کی چاپ پر میرے پیچھے بھاگنا شروع کر دیتی تھی۔ اللہ کے رسول کے سامنے وہ صحابی کہتے ہیں کہ ایک دن مجھے غیرت آئی اور پرانی عصبیت مجھ میں جاگی تو میں نے اپنی بیٹی کو آواز دی اور میری بیٹی میرے پاس آئی اور مجھے ابوابو کہتے ہوئے مجھ سے لپٹ گئی۔

جناب سپیکر! وہ صحابی کہتے ہیں کہ میں نے اپنی بیٹی کو انگلی سے لگایا اور اس کو دور لے گیا اور ایک گڑھا کھود کر اپنی بیٹی کو گرا دیا اور جب وہ بیٹی گر رہی تھی تو وہ ابوابو اور امی امی کی آوازیں لگا رہی تھی۔ جب وہ واقعہ بیان کر رہے تھے تو اللہ کے نبی کی آنکھیں اور داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی ایک صحابی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ روتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کے گھر میں دو بیٹیاں ہوں اور وہ ان کو تعلیم یافتہ کرے ان کو پالے اور ان کی شادی کر دے میں اس کو جنت کی بشارت دیتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں کہتا ہوں کہ جس گھر میں بیٹی نہ ہو اس گھر میں غیرت نہیں ہوتی۔ ہم اپنی بیویوں کو اپنے گھر کا تاج سمجھتے ہیں، اپنا سارا کچھ لٹا کر اپنے گھر میں اپنی بیویوں کے سامنے رکھ دیتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ home government ہے، یہ گھر کی سربراہ ہے۔ ہم اسے وہ عزت اور وہ مقام دیتے ہیں۔ ہم ایک بہن کو وہ مقام دیتے ہیں کہ آج بھی معاشرے میں جب رشتہ کوئی مانگنے جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ اس لڑکی کی ماں کا بھی پتا کریں اور نانی کا بھی پتا کریں تو پھر پتا چلے گا کہ یہ لڑکی کیسی ہے۔ یہ کوئی نہیں کہتا کہ اس کے باپ کا پتا کریں، اس کے دادا کا پتا کریں۔ یہی کہتے ہیں کہ اس کی ماں کا پتا کریں، اس کی نانی کا پتا کریں کہ وہ کیسی ہیں۔

جناب سپیکر! میں اپنی بہنوں سے کہوں گا کہ یہاں پر یہ جو گندی تہذیب حکمران یا امریکہ لاگو کرنا چاہتے ہیں اس کا نتیجہ ہے کہ آج نوائے وقت میں خبر پڑھ لیں کہ "ایک بہن اور بھائی نے آپس میں مباشرت کے تعلقات قائم کر لئے اور چار بچے ان کے پیدا ہوئے۔" میں 1987 میں لندن گیا تو اس وقت بھی وہاں پر ایسا ہی ایک واقعہ ہوا کہ ایک بھائی نے ایک بہن کے ساتھ یہی ازدواجی تعلقات استوار کئے اور چھ بچے پیدا ہو گئے، وہ ٹی وی پر اس عورت کو لے کر آئے اور ٹی وی کے کمپیئر نے اس سے پوچھا کہ بی بی یہ بتاؤ کہ یہ تمہارا بھائی تھا تو تمھیں یہ احساس نہیں ہوا کہ یہ تمہارا بھائی ہے۔ اس نے کہا کہ مجھے کوئی احساس نہیں ہوا۔ یہ opposite sex ہے۔ یہ تو اسلام بہن اور بھائی کے درمیان یہ تقدس قائم کرتا ہے، باپ اور بیٹی کے درمیان یہ تقدس قائم کرتا ہے۔ وہ تقدس اگر مغربی تہذیب اور یہ روشن خیالی ختم کر دے گی تو پھر میں اپنی بہنوں سے معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ یہ عورت کا، آپ کا تحفظ نہیں ہے بلکہ یہ ہمارے گھروں کو ننگا کرنے کی سازش ہے۔ ہمارے گھروں کی بربادی کرنے کی یہ سازش کی جا رہی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ قومی اسمبلی میں ایم ایم اے نے یہ بل پیش کیا ہے کہ جو لوگ، جو والدین، جو بھائی اپنی بیٹیوں کو حصہ نہیں دیتے ان کے لئے سزا مقرر کی جائے اور جو وٹہ سٹہ کی شادیاں کرتے ہیں، جو ونی کرتے ہیں ان کے خلاف بھی عمر قید اور سزائے موت کا قانون پاس کیا جائے۔ ہم بھی یہاں یہی کہتے ہیں کہ جو لوگ عورتوں کے ساتھ ظلم کرتے ہیں، جو عورتوں کے ساتھ زیادتی کرتے ہیں تو ہم ان کی مذمت کرتے ہیں۔ ہم پوری دنیا کی مظلوم عورتوں کے ساتھ ہیں۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ خدا کے لئے اس اسلامی تہذیب کو، اس تہذیب کو جو ہمارے نبی نے ہمیں دی ہے اس تہذیب کو یہاں اس ملک میں رہنے دیں۔ اگر دوسری تہذیب اس ملک پر لاگو ہو گئی تو آج جو نوائے وقت میں

خبر آئی ہے تو پھر خدا نخواستہ خدا نخواستہ اس معاشرے میں وہ دور بھی آ جائے گا۔ وماعلینا الا البلاغ

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! محترم ارشد بگو صاحب نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے اور اپنی گفتگو کے دوران کلی طور پر انھوں نے اس بات پر زور دیا ہے کہ خدا نخواستہ یہ معزز ایوان کوئی غیر اسلامی کام کرنے کی طرف جا رہا ہے۔ میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ اس پر کوئی دوسری بات نہیں ہے۔ آئیں ابھی یہ میرے ساتھ بیٹھیں۔ اگر اس میں کوئی غیر اسلامی بات ہے تو ہم اس پر قطعی طور پر زور نہیں دیں گے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ جو قرآن اور سنت کے مطابق خواتین کو حقوق دیئے گئے ہیں ان کے تحفظ کے لئے اگر حکومت سے یہ مطالبہ کیا جائے کہ اس کے لئے اقدامات کرے تو کیا یہ غیر اسلامی ہے؟ یہ اس پر ابھی میرے ساتھ بیٹھ جائیں اس لئے میں اس تاثر کو رد کرنا چاہتا تھا۔ ابھی رانا ثناء اللہ صاحب اور محترم ارشد بگو صاحب بھی بیٹھ جائیں اگر اس میں کوئی غیر اسلامی بات ہے تو ہم باقاعدہ اس میں categorically آپ کے کہنے پر نہیں بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ بحیثیت مسلمان ہمارا ابھی یہ فریضہ بنتا ہے کہ ہم یہ کہیں کہ قرآن اور سنت کے مطابق جو خواتین کو حقوق دیئے گئے ہیں ان کے تحفظ کے لئے اقدامات کئے جائیں۔ میں اس کو شامل کرنے کے لئے تیار ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ محترمہ مصباح کوکب صاحبہ!

محترمہ مصباح کوکب (ایڈووکیٹ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! علامہ اقبال نے کہا تھا کہ:

"وجود زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ"

عورت نہ صرف ہماری دنیا کا ایک اہم جز ہے بلکہ نصف معاشرہ ہے۔ اس کے وجود سے ہی کائنات میں رنگ ہیں۔ اس کی عدم موجودگی سے معاشرہ تو کیا خاندان بھی تشکیل نہیں پاتا۔ ہمارے مذہب اسلام نے آج سے ساڑھے چودہ سو سال قبل عورت کو جو حق دیا تھا۔ عورت کو ماں، بہن، بیوی اور بیٹی کے طور پر ہر طرح سے اس کو تحفظ دیا تھا۔ ہماری عورت نے بھی اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے ان انعامات کو بلند و بالا کرنے میں اور بلند و بالا رکھنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی لیکن زندگی کے ہر شعبہ میں ہی شروع سے لے کر 2002 سے پہلے تک خواتین کو بالکل ignore کیا

جا تا رہا ہے حالانکہ ہمارے اسلامی جمہوریہ پاکستان میں، تحریک پاکستان سے لے کر اس کی جدوجہد کا آغاز ہو یا اس خوبصورت ملک کی تعمیر و ترقی کی پرعزم پیش قدمی کی طرف قدم ہو، خواتین نے ہر موقع پر بڑا اہم کردار ادا کیا ہے لیکن ہماری دو حکومتیں جو دو دو دفعہ رہی ہیں۔ نواز شریف صاحب نے دو دفعہ اس ملک پر حکومت کی ہے۔ دو دفعہ بے نظیر بھٹو صاحبہ نے اس ملک پر حکومت کی ہے۔ یہ سب خواتین ان دونوں حکومتوں کا حصہ رہی ہیں لیکن کسی نے بھی ان کو اس ایوان میں آنے کا موقع نہیں دیا جس ایوان میں آج یہ کھڑی ہو کر بات کر رہی ہیں۔ اگر ہم سب کو جو اس طرف بیٹھی ہوئی ہیں اور وہ بہنیں جو اس طرف بیٹھی ہوئی ہیں آج صرف اور صرف اسی حکومت کی وجہ سے بیٹھی ہوئی ہیں۔ اسی صدر پاکستان کی وجہ سے بیٹھی ہوئی ہیں، اسی صدر پرویز مشرف صاحب کی وجہ سے بیٹھی ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر! حال تو ان کا یہ ہے کہ اجلاس شروع ہونے سے دو دن پہلے، ارشد بگو صاحب، اب وہ باہر تشریف لے گئے ہیں، بڑے مسکراتے ہوئے چہرے کے ساتھ ایک تصویر ہاتھ میں پکڑی ہوئی ہے اور ہماری طرف تشریف لائے اور آکر وہ تصویر دکھانی شروع کی اور ہم نے دیکھا کہ وہ تصویر کون سی دکھا رہے ہیں تو جناب سپیکر وہ تصویر ارشد بگو صاحب نے صدر پرویز مشرف صاحب کے ساتھ بیٹھ کر کھنچوائی ہوئی تھی۔

جناب سپیکر! ان کے قول و فعل کے تضاد کا اس بات سے اندازہ لگا لیجئے ہوتا یہ ہے کہ جب کسی شخص کو کسی سے بہت محبت ہوتی ہے تو وہ اندر سے محبت ہوتی ہے تو وہ باہر سے اس کا ذکر بار بار کرتے رہتے ہیں۔ مجھے لگتا ہے کہ ان کو صدر پرویز مشرف سے بہت محبت ہے اور اسی محبت کے لئے یہ بار بار ان کا ذکر کر رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ! تشریف رکھیں۔ پلیز! کارروائی چلنے دیں۔ کارروائی چلنے دیں۔ آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

محترمہ مصباح کوکب (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے اپنی بہن کو اس ہاؤس میں ایک مثال بھی دی تھی۔ میں اپنی بہن کو دوبارہ عرض کرتی ہوں کہ ان کو پہلے بھی میں نے ایک دفعہ مثال دی تھی کہ ماچس کی تیلی کا بھی سر ہوتا ہے لیکن اس میں دماغ نہیں ہوتا، وہ تیلی ذرا سی کسی چیز سے رگڑ کھاتی ہے تو وہ جل اٹھتی ہے۔ میری بہن تو اس ماچس کی تیلی کی طرح ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ نے بات مکمل کر لی ہے۔ آپ کو بیس منٹ ٹائم دیا گیا تھا۔ آپ جب بات کرتی ہیں تو سننے کا بھی حوصلہ رکھیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! انھوں نے میرے بارے میں بات کی ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

محترمہ مصباح کوکب (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ابھی کچھ دیر پہلے محترمہ بات کر رہی تھیں کہ آج کچھ خواتین کو روٹی نہیں مل رہی، بھوکی ہیں۔ میری یہ بہن لاکھوں روپے مراعات کی صورت میں، تنخواہوں کی صورت میں، اس ہاؤس میں آ کر صرف چیں چیں کرتی ہیں، کبھی اس نے reality کی بات نہیں کی۔ وہ لے کر جاتی ہیں تو اس کے گھر کے آس پاس اگر کوئی خاتون بھوکی ہے تو اس کا فرض ہے کہ اس کو جا کر روٹی دے، یہ لاکھوں روپے صرف اپنی جیب میں ڈال کر نہ بیٹھ جائے۔ اگر یہ ان کا خیال نہیں رکھتیں تو یہ ان خواتین کی مجرم ہیں جو اس کے آس پاس ہیں اور وہ بھوکی ہیں۔ وہ خواتین چاہیں تو یہ ان کا حق بنتا ہے کہ وہ اس کے خلاف جا کر ایف آئی آر درج کروائیں۔

جناب سپیکر! ابھی رانا ثناء اللہ صاحب نے کہا تھا کہ کیا انھوں نے اس سے پہلے بھی عورت کے حق میں کوئی قرارداد move کی ہے؟ رانا صاحب لابی میں تشریف لے گئے ہیں۔ وہ سن رہے ہوں گے میں ان کو بتاتی چلوں کہ اس ہاؤس میں سب سے پہلے میں نے ہی ایک قرارداد move کی تھی کہ اگر کسی عورت کو divorce کر دیا جاتا ہے اور وہ عورت suckling دیتی ہے تو ہمارے قانون کے مطابق عورت کو صرف عدت کی مدت تک اور بچے کا خرچہ دیا جاتا ہے لیکن اسلام، قرآن، شریعت میں ہے کہ عورت بچے کو پورے دو برس دودھ پلائے اور وہ چاہے تو بچے کے باپ سے دودھ پلانے کی اجرت بھی وصول کر سکتی ہے۔ میں نے اسی ہاؤس میں یہ قرارداد پیش کی تھی اور وہ پاس ہوئی تھی۔

جناب والا! اس کے بعد نکاح نامہ میں amendment کا ایک بل بھی میں نے یہاں move کیا تھا اور جسے اس ہاؤس نے منظور کیا۔ رانا صاحب! معلوم نہیں کیوں بھول جاتے ہیں۔ وہ ادھر ادھر کی باتیں کر کے ہاؤس کا وقت ضائع کرتے ہیں اور پھر ہماری بات سنے بغیر باہر چلے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! اگر کسی کو کوئی چیز تحفہ میں دی جائے، ہدیہ دیا جائے تو اس کا شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ اس ہاؤس میں بیٹھی ہوئی خواتین کو یہاں آنے کے لئے کس نے موقع فراہم کیا ہے؟ آج میں اس floor پر بات کر رہی ہوں تو میں اس شخص کو ضرور خراج تحسین پیش کرنا چاہوں گی، جس کی وجہ سے آج ہم یہاں پر پہنچی ہیں۔ یہ ہمارا فرض بنتا ہے کہ جس کی وجہ سے ہم یہاں پہنچی ہیں اسے خراج تحسین پیش کریں۔ اس سے پہلے کسی حکومت نے بھی خواتین کے مسائل کو حل کرنے کی بات نہیں کی، جتنے بھی بل پاس ہوئے ہیں مثلاً کاروکاری، ونی، حقوق نسواں ایکٹ سب اسی حکومت نے پاس کئے ہیں، صدر پاکستان نے کئے ہیں۔ ہم بار بار ان کا شکریہ ادا کریں گے، بار بار ان کو خراج تحسین پیش کریں گے۔ میں اس ہاؤس میں اپنی تمام بہنوں کی طرف سے صدر پاکستان کو یقین دلاتی ہوں کہ آئندہ بھی ہم انشاء اللہ تعالیٰ ان کا شکریہ ادا کرتی رہیں گی اور وہ بھی خواتین کے تحفظ کے لئے مزید قوانین اور ادارے بناتے رہیں گے۔ یہ ان کی خواتین کے ساتھ commitment ہے جس کو وہ پورا کر رہے ہیں۔ پاکستان پائندہ باد۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! جیسا کہ آپ کے میں علم ہے کہ یہاں ایک consensus develop ہوا ہے۔ رانا ثناء اللہ صاحب، ارشد بگو صاحب اور شفقت عباسی صاحب نے jointly میرے ساتھ مل بیٹھ کر ایک مشترکہ قرارداد draft کی ہے۔ اس قرارداد کو پیش کرنے سے پہلے میں دو تین باتوں کو clarify کرنا چاہتا ہوں۔ اپوزیشن سے میری گزارش ہے کہ خدارا! ان کو اب negative انداز میں نہ لیا جائے کیونکہ ہم نے consensus سے ایک مشترکہ قرارداد کو لانا ہے لیکن صرف ریکارڈ کی درستی کے لئے دو تین چیزیں گزارش کرنا چاہوں گا۔ پہلی بات یہ ہے کہ یہاں پر فرد واحد کے حوالے سے بات کی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب یہ کھلی حقیقت ہے، اس حقیقت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اس فرد واحد کی commitment تھی کہ بلدیاتی الیکشن وقت پر ہوں گے، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ وقت پر ہوئے۔ اس کی یہ commitment تھی کہ اسمبلیاں اپنی مدت پوری کریں گی لہذا وہ اپنی مدت پوری کر رہی ہیں۔ انھوں نے commitment دی تھی کہ خواتین کے حقوق کے لئے کام کیا جائے گا اور اس حوالے سے حکومت نے جو کام کئے ہیں وہ سب کے سامنے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ مجھے وہ دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ آج یہ موجودہ حکومت کی وجہ سے ہی ہے کہ خواتین اتنی بڑی تعداد میں اس

معززایوان میں تشریف فرما ہیں۔ ہم ہمیشہ یہ کہتے ہیں کہ جبacross the boardایک فیصلہ ہو جاتا ہے تو اس سے سارےbenefitحاصل کرتے ہیں۔Benefitاس لحاظ سے حاصل کرتے ہیں کہ ہم اس سسٹم کا حصہ ضرور بن جاتے ہیں لیکن at the same timeاس سسٹم کو ہمcriticizeبھی کرتے رہتے ہیں۔ اس معزز ایوان میں بیٹھے ہوئے اور اوپر سے لے کر نیچے تک سینیٹ، قومی اسمبلی، چاروں صوبائی اسمبلیوں میں کوئی ادارہ ایسا نہیں کہ جس میں کسی بھی جماعت نے اپنی خواتین کی نمائندگی نہ دی ہو۔ میں تھوڑا سا بڑھ کر کہنا چاہوں گا، رانا ثناء اللہ صاحب نے بھی یہی بات کی ہے کہ ہماری مائیں ، بہنیں، بیٹیاں کسی نہ کسی حوالے سے انہی معزز ایوانوں میں آئیں۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ اس کے علاوہ خواتین کے تحفظ کا بل، womenempowermentکا بل ایسی چیزیں ہیں جو کہ حکومت کےcreditمیں جاتی ہیں۔ مجھے ان کو دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ عظمیٰ بخاری صاحبہ نے ایک باتoverallپنجاب کے حوالے سے کہی ہے تو میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں، آپ ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں کہ خواتین کے خلاف تشدد، ونی،honour killingکی سب سے زیادہ وارداتیں کس صوبے میں ہوئی ہیں؟ شاید اسی صوبے میں سب سے زیادہ وارداتیں ہوئی ہیں کہ جہاں سےhighest levelپر آپ کی خاتون قیادت ہے، وہاں یہ وارداتیں سب سے زیادہ ہو رہی ہیں۔ چنانچہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اچھی باتیں نہیں ہیں، ان کی زیادہ سے زیادہ مذمت کی جانی چاہئے۔

جناب سپیکر! جو مشترکہ طور پر، consensusسے قرارداد تیار ہوئی ہے اس کاdraft میں آپ کے سامنے پڑھ دیتا ہوں کہ:

> "یہ معززایوان خواتین کے عالمی دن کے موقع پر ان تمام خواتین کو جنھوں نے خواتین کے حقوق کے لئے جدوجہد کی اور جو کر رہی ہیں ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہے اور حکومت سے اس امر کا مطالبہ کرتا ہے کہ خواتین کے حقوق کے لئے جاری اقدامات کو مزید موثر بنایا جائے اور اس امر کو یقینی بنایا جائے کہ اسلام میں دیئے گئے حقوق کو یقینی بنانے کے لئے مزید مؤثر اقدامات کئے جائیں گے۔ خواتین ہمارے معاشرے کا اہم حصہ ہیں ان کو ہرگز نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔"

جناب سپیکر: یہ ترمیم شدہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"یہ معزز ایوان خواتین کے عالمی دن کے موقع پر ان تمام خواتین کو جنھوں نے خواتین کے حقوق کے لئے جدوجہد کی اور جو کر رہی ہیں ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہے اور حکومت سے اس امر کا مطالبہ کرتا ہے کہ خواتین کے حقوق کے لئے جاری اقدامات کو مزید موثر بنایا جائے اور اس امر کو یقینی بنایا جائے کہ اسلام میں دیئے گئے حقوق کو یقینی بنانے کے لئے مزید مؤثر اقدامات کئے جائیں گے۔ خواتین ہمارے معاشرے کا اہم حصہ ہیں ان کو ہرگز نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! حکومت کا ایک بل ہے، میں آپ سے استدعا کروں گا کہ آج ہم اس کو take up نہیں کرنا چاہتے، اسے ہم Monday کو take up کریں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ آج The Punjab Land Revenue (Amendment) Bill, ایجنڈے پر ہے یہ بڑا ہی اہم بل ہے۔ ہم نے، رانا ثناء اللہ صاحب نے اس پر ترامیم بھی نہیں دیں کیونکہ یہ بل پنجاب کے ریونیو ریکارڈ کو computerize کرنے کے لئے لایا گیا ہے۔ ہم اس کو appreciate کرتے ہیں۔ میری درخواست ہے کہ چونکہ Monday کو ہم نے امن و امان پر بحث بھی رکھی ہوئی ہے۔ لہذا اگر یہ Monday کو take up ہوگا تو پھر مشکل ہو جائے گی۔ میرا خیال ہے کہ ابھی ٹائم ہے آپ اس بل کو متفقہ طور پر پیش کریں۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

وزیر صحت: جناب سپیکر! اگر اپوزیشن کے دوستوں کو کوئی اعتراض نہیں ہے تو ہم ابھی کر لیتے ہیں۔ اس میں کیا حرج ہے؟

سرکاری کارروائی

جناب سپیکر: جی، ابھی کر لیتے ہیں۔ اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

مسودہ قانون (ترمیم) مالیہ اراضی پنجاب مصدرہ 2006

MR SPEAKER: Now we take up the Punjab Land Revenue (Amendment) Bill 2006. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move:

> "That the Punjab Land Revenue (Amendment) Bill 2006, as recommended by the Standing Committee on Revenue, Relief and Consolidation, be taken into consideration at once. "

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Land Revenue (Amendment) Bill 2006, as recommended by the Standing Committee on Revenue, Relief and Consolidation, be taken into consideration at once. "

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

> "That the Punjab Land Revenue (Amendment) Bill 2006, as recommended by the Standing Committee on Revenue, Relief and Consolidation, be taken into consideration at once. "

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Now we take up the Bill clause by clause.

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Now Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill. "

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Now Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill. "

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill. "

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill. "

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR SPEAKER: Now Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill. "

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR SPEAKER: Now Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill. "

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR SPEAKER: Now Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill, do stand part of the Bill. "

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR SPEAKER: Now Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill, do stand part of the Bill. "

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR SPEAKER: Now Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill, do stand part of the Bill. "

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR SPEAKER: Now Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 11 of the Bill, do stand part of the Bill. "

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR SPEAKER: Now Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 12 of the Bill, do stand part of the Bill. "

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move

"That the Punjab Land Revenue (Amendment) Bill 2006 be passed. "

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Land Revenue (Amendment) Bill 2006 be passed. "

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Land Revenue (Amendment) Bill 2006 be passed. "

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، جناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے لاء منسٹر اور اس حکومت کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ یہ بہت بڑا کام ہے جو انھوں نے کیا ہے۔ میری دوسری بات یہ ہے کہ ہم نے اس میں فیصلہ کر لیا تھا کہ ہم نے اس بل میں ترامیم نہیں دینی کیونکہ یہ بہت اچھا بل ڈرافٹ ہوا ہے۔ لہذا یہ بل متفقہ طور پر منظور ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی، یہ بل متفقہ طور پر منظور ہوا ہے۔

وزیر صحت: جناب سپیکر! ہم اپوزیشن کے دوستوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: آج کا اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ اب اجلاس بروز جمعۃ المبارک مورخہ 9-مارچ 2007 صبح 9 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔